خلاصۂ تارِیخِ بائبل

مُصنّف

پروفیسر بی. ایس. ڈِین، ایم. اے

ایڈیٹر

بی. ایل. ٹرنر، بی. ٹی. ایچ. ایم. اے

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

ناشرین:

آوازِ حق

۲۰۰۲ء

فہرستِ مضامین

مضمُون | صفحہ

دُوسرے ایڈیشن کا تعارف ۱
پہلے ایڈیشن کا تعارف ۳
پیش لفظ ۵

تمہید ۷

تارِیخِ بائبل کا مطالعہ کیوں کریں؟ ۷
کیونکہ بہت لوگ بائبل سے وسیع واقفیت رکھتے ہیں ۷
کیونکہ بہت لوگ بائبل سے کم واقفیت رکھتے ہیں ۷
کیونکہ بائبل کے لکھے جانے کا انداز تاریخی ہے ۸
تاکہ بائبل کے اتّحاد کی حقیقت معلُوم ہو ۸
کیونکہ بائبل اِنسانی تاریخ کی کِتاب ہے ۹
تاکہ بائبل پر اعتقاد رکھنا محفُوظ رہے ۹

تارِیخِ بائبل کا مقصد ۹

تارِیخِ بائبل کے دَور ۱۰

پُرانے عہدنامے کی تاریخ کے زمانے ۱۰

پُرانے عہدنامے کی تارِیخ

پہلا باب - طُوفان سے پہلے کا زمانہ ۱۳
تمہید: پیدائش کی کِتاب ۱۳

فہرستِ مضامین

مضمون | صفحہ

کل کائنات و موجودات کی پیدائش ۱۳
نظامِ کائنات کی پیدائش ۱۴
گُناہ کی پیدائش ۱۶
پیدائش اور بنی آدم کے اپنے رُتبہ سے گرنے کے ہلکے نقوش ۱۹
قُربانی کی پیدائش ۱۹
قائنؔ کی نسل ۲۰
سیتؔ کی نسل ۲۰
برگشتگی اور طُوفان ۲۱

دُوسرا باب - طُوفان کے بعد کا زمانہ ۲۵

دُوسرا ابتدا ۲۵
اقوام کی پیدائش ۲۵
بابلؔ کا بُرج اور زبان کا اختلاف ۲۶
سِمؔ کی پُشتیں ۲۶

تیسرا باب - قدیم بزرگوں کا زمانہ ۲۸

تمہید: عِبرانیوںؔ کا مقصدِ زندگی ۲۸

سوانحِ حیاتِ ابرہامؔ ۲۸

مُسافِرت کی زندگی ۳۰
حبرونؔ میں بُودوباش ۳۱

اِضحاقؔ کی زندگی اور سیرت ۳۵

اِضحاقؔ کی زندگی کی خصُوصیّات ۳۵

فہرستِ مضامین

مضمون | صفحہ

اُس کی شادی اور خاندان ۳۵

یعقُوبؑ کے سوانحِ حیات ۳۵

یعقُوبؑ یعنی دُوسرے کا مقام چھیننے والا ۳۷

اِسرائیل یعنی شہزادہ ۳۹

یُوسُفؑ کے سوانحِ حیات ۳۹

کنعانؔ میں اُس کا بچپن ۴۰

مِصرؔ میں اُس کا زمانۂ بلوغت ۴۱

ایُّوبؑ کی کِتاب ۴۲

قدیم بزرگوں کے دَور کی چند خصوصیات ۴۲

چوتھا باب - غُلامی کا زمانہ ۴۵

عِبرانیوں کی غُلامی کے زمانہ میں مِصرؔ کی حالت ۴۵

قدیم مملکت ۴۵

وسطی یا ہِکساسؔ بادشاہوں کی مملکت ۴۵

جدید مملکت ۴۵

ظُلم کا برپا ہونا ۴۶

مُوسیٰؑ کی پیدائش اور مقصدِ زندگی ۴۷

مِصرؔ میں چالیس سال ۴۷

مِدیانؔ میں چالیس سال ۴۸

زبردست مقابلہ ۴۹

فہرستِ مضامین

مضمون | صفحہ

مقابلہ کی نوعیّت ۴۹
مقابلہ کی ضرُورت ۵۰
مقابلہ کا خاتمہ ۵۰
مِصؔر میں اقامت کے اثرات ۵۰
اِسؔرائیل قوم بن گئی ۵۰
مہذب قوم بنی ۵۱
قومی عقیدہ کی فرمانداری مستحکم ہُوئی ۵۱
پانچواں باب - خانہ بدوشی کا زمانہ ۵۳
بحیرۂ قُلزؔم سے کوہِ سِیؔنا تک ۵۳
رہائی کا گیت ۵۳
رفیدؔیم کی طرف کوچ کرنا ۵۳
رفیدؔیم میں پڑاؤ ۵۴
کوہِ سِینا کے مقام پر ایک سال گذارنا ۵۴
قومی عہد ۵۴
قومی کہانت ۵۵
قومی تہوار ۵۵
قومی عبادت گاہ ۵۶
قومی قُربانیاں ۵۷
قومی برگشتگی ۵۸
سِیؔنا سے قادِؔس تک ۵۸
مردم شماری ۵۸

فہرستِ مضامین

مضمون | صفحہ

قادِس تک کوچ کرنا ۵۸
اِیمان چھوڑ دینا ۶۱
قادِس سے یردن تک ۶۱
چھٹا باب - فتوحات کا زمانہ ۶۳
یردن کو پار کرنا ۶۳
نیا رہبر یشُوع ۶۳
یردن کا دو حصّے ہو جانا ۶۳
جِلجال میں پڑاؤ ۶۳
یریحُو کو فتح کرنا ۶۴
وسطی کنعان کو سر کرنا ۶۴
عی کو فتح کرنا ۶۴
سِکم میں اجتماع ۶۶
جنوبی علاقہ کے بادشاہوں کی جتھابندی اور اِسرائیل کا فتح یاب ہونا ۶۶
جِبعونیوں کے ساتھ اتحاد ۶۶
بیت حَورُون کی لڑائی ۶۹
شِمالی بادشاہوں کی جتھابندی اور اِسرائیل کی فتوحات ۶۹
مُلک کی تقسیم اور یشُوع کی وفات ۶۹
مُلک کی تقسیم ۶۹
یشُوع کی الوداعی تقریر اور وفات ۷۰

فہرستِ مضامین

مضمُون | صفحہ

ساتواں باب - قاضیوں کا زمانہ ۷۱

مذہبی حالت ۷۱

بُت پرستی میں گرنے کا سلسلہ ۷۱

بُت پرستی کا نتیجہ، ظُلم کا سلسلہ ۷۱

قاضی نامی رہائی دینے والوں کا سلسلہ ۷۲

سیاسی حالت ۷۲

چھ اہم حملے ۷۳

مشرق کی طرف سے مسوپتامیہ کا حملہ ۷۳

جنوب مشرق سے موآبیوں کا حملہ ۷۳

شمال کی طرف سے کنعانیوں کا حملہ ۷۴

مشرق کی طرف سے مِدیانیوں کا حملہ ۷۴

مسرق کی طرف سے عمّونیوں کا حملہ ۷۵

جنوبِ مغرب سے فِلستیوں کا حملہ ۷۵

داستانِ رُوت ۷۶

سموئیل بحثیت نبی اور قاضی ۷۷

آٹھواں باب - متحدّہ بادشاہت ۷۹

تمہید: حکومتِ اِلٰہی ۷۹

ابتدائی تنظیم ۷۹

قومی تنظیم کا شاہی حکومت میں تبدیل ہونا ۷۹

فہرستِ مضامین

مضمون | صفحہ

ساؤل کا عہدِ حکومت ۸۰
ساؤل کا چُنا جانا ۸۰
رد ہونے کے وقت تک ساؤل کا عہدِ حکومت ۸۰
ساؤل کا زوال اور داؤد کا عروج ۸۱
ساؤل کے عہدِ حکومت کی خصوصیات ۸۲
حیاتِ داؤد اور اُس کا عہدِ حکومت ۸۲
تاریخ میں داؤد کی اہمیّت ۸۲
پہلا دَور، بیت لحم میں چرواہے کی زندگی ۸۲
دُوسرا دَور، وہ زمانہ جو ساؤل کے دربار میں گذرا ۸۴
تیسرا دَور، وہ زمانہ جب داؤد قانون کی حمایت سے محروم رہا ۸۴
چوتھا دَور، داؤد، یہُوداہ کا بادشاہ، خانہ جنگی ۸۵
پانچواں دَور، داؤد تمام اِسرائیل کا بادشاہ ۸۶
داؤد کی سلطنت کی خاصیتیں ۸۸
سُلیمان کا عہدِ حکومت اور سیرت ۹۰
تخت نشینی اور وسعتِ مملکت ۹۰
دانشمندانہ فیصلہ ۹۰
سُلیمان کی ہَیکل ۹۱
سُلیمان کی دُوسری عمارتیں ۹۲
سُلیمان کی تجارت ۹۲
سُلیمان کی برگشتگی ۹۲
نبیوں کے زمانے کا آغاز ۹۳

فہرستِ مضامین

مضمون | صفحہ

اُس زمانہ کا ادب ۹۴

نواں باب - شمالی سلطنت ۹۵

پھُوٹ کا آغاز ۹۵

دونوں بادشاہتوں کا موازنہ ۹۷

چار زمانے ۹۸

بُت پرستی کا جڑ پکڑنا، پچاس سال، تین شاہی سلسلے، پانچ عہدِ حکومت ۹۸

بُت پرستی فتح مند ہُوئی، پچاس سال، ایک شاہی سلسلہ، چار عہدِ حکومت ۹۹

بُت پرستی کی روک تھام، ایک سَو سال، ایک شاہی سلسلہ، پانچ عہدِ حکومت ۱۰۲

بُت پرستی کا انجام قومی تباہی کا باعث بنا، پچاس سال، چارشاہی سلسلہ، پانچ عہدِ حکومت ۱۰۲

دسواں باب - جنوبی سلطنت کا زمانہ ۱۰۴

پہلی دفعہ زوال اور بحالی، چار عہدِ حکومت اور نوّے سال ۱۰۵

رحُبعاؔم اور ابیاؔہ (ابیاؔم) کے عہد میں زوال ۱۰۵

آؔسا اور یہوسفؔط کے عہدِ حکومت میں بحالی ۱۰۵

دُوسری دفعہ زوال اور بحالی، نو عہدِ حکومت، دو سَو سال ۱۰۶

زوال ۱۰۶

حزقیاؔہ کی نگرانی میں بحالی ۱۰۷

تیسری دفعہ زوال اور بحالی، تین عہدِ حکومت، نوّے سال ۱۰۸

منسّیؔ اور آموؔن کے عہد میں زوال ۱۰۸

یوسیاؔہ کے عہد میں بحالی ۱۰۸

فہرستِ مضامین

مضمون صفحہ

آخری زوال اور اسیری ۱۱۱
اخلاقی پستی ۱۱۱
یکے بعد دیگرے اسیری ۱۱۱
گیارھواں باب - جلاوطنی کا زمانہ ۱۱۳
تمہید: نظرثانی اور خلاصہ ۱۱۳
یرمیاہ اور مصر میں دیگر جلاوطن ۱۱۳
دانی ایل اور بابل میں پہلی اسیری ۱۱۴
حزقی ایل اور بابل میں دُوسری اسیری ۱۱۵
بارھواں باب - جلاوطنی کے بعد کا زمانہ ۱۱۶
زُرّبابل کی نگرانی میں واپسی ۱۱۶
ملکہ آستر کی کہانی ۱۱۸
عزرا کی نگرانی میں واپسی اور اصلاحات ۱۱۸
نحمیاہ کی نگرانی میں واپسی ۱۱۸
آخری نبی اور عہدِ عتیق کی مستند فہرست کی تکمیل ۱۱۹
مُقدّس تاریخ میں وقفہ ۱۱۹
تیرھواں باب - پرانے اور نئے عہدناموں کا درمیانی وقفہ ۱۲۱
تمہید: تاریخی خلا اور معلومات کے وسائل ۱۲۱
عہدِ عتیق کے متعلق غیر معتبر کِتابیں ۱۲۱
جُوسیفس کی تصنیفات ۱۲۱
یُونانی اور رومی مُصنّفین ۱۲۲

فہرستِ مضامین

مضمون | صفحہ

سیاسی زمانے ۱۲۲
فارؔس کا زمانہ ۱۲۲
مکدُنی زمانہ ۱۲۴
مِصرؔی زمانہ ۱۲۴
شاؔمی زمانہ ۱۲۶
مکابیوں کا زمانہ ۱۲۶
روؔمی زمانہ ۱۲۶
ہیؔرودیسی خاندان ۱۲۸
طرزِ زندگی اور رسم و رواج میں تبدیلی ۱۲۹
پیشہ ۱۲۹
زبان ۱۲۹
مذہب ۱۲۹

نئے عہدنامہ کی تارِیخ

تمہید ۱۳۱
سرزمین اور اُس کے باشندے ۱۳۱
فِلستیؔن کے پانچ علاقے ۱۳۱
فِلستیؔن کے حکمران ۱۳۳

فہرستِ مضامین

مضمون | صفحہ

پہلی کِتاب - حیاتِ مسیح کا تارِیخی دَور یعنی یِسُوعؔ مسیح کا ذاتی مقصدِ زندگی اور خدمت ۱۳۵
تارِیخِ بائبل میں مسیح مرکزی شخصیت ہے ۱۳۵
مسیح کلیدِ تاریخِ دُنیا ہے ۱۳۶
تاریخ کے ماخذ ۱۳۶
پہلا باب - پیدائش اور بچپن ۱۳۸
رویاؤں کا سلسلہ ۱۳۸
بیتؔلحم میں چرنی جھولا بن گئی ۱۳۸
چرواہوں کی رویا ۱۳۹
ہَیکل میں دو منتظر ۱۳۹
مجوسیوںؔ کی تشریف آوری ۱۳۹
ہیرؔودیس کا فرمان اور خاندان سمیت یُوسُفؔ کا مِصرؔ کو فرار ۱۴۰
دُوسرا باب - تیّاری کا زمانہ ۱۴۲
ناصرؔۃ میں خاموشی کے سال ۱۴۲
اناجیل غیر معتبر دعویٰ نہیں کرتیں ۱۴۲
تعلیمی اثرات ۱۴۲
یرؔوشلیم کی زیارت ۱۴۲
خاموشی کے سالوں کے اسباق ۱۴۳
یُوحنّاؔ اصطباغی کی خدمت ۱۴۴

فہرستِ مضامین

مضمون صفحہ

نبوّت کی تجدید.. ۱۴۴
اُس کی خدمت کا اثر.. ۱۴۴
بادشاہت کی نزدیکی.. ۱۴۴
یِسُوعؔ کا بپتسمہ لینا.. ۱۴۵
آزمائش.. ۱۴۵
تیسرا باب - گمنامی کا زمانہ.. ۱۴۷
زمانہ کی خصُوصیّات.. ۱۴۷
گلِیلؔ میں پہلی خدمت کا دَورہ.. ۱۴۷
پہلے شاگرد.. ۱۴۷
پہلا معجزہ.. ۱۴۷
گلِیل میں پہلی خدمت کا اختتام.. ۱۴۸
یہُودیؔہ میں پہلی خدمت کا دَورہ.. ۱۴۸
خصُوصیّات.. ۱۴۸
ہَیکل کا پاک کرنا.. ۱۴۸
نیکدیمسؔ کے ساتھ گفتگو.. ۱۴۹
دیہات میں خدمت اور یُوحنّاؔ اصطباغی کی آخری گواہی.. ۱۴۹
یہُودیؔہ میں پہلی خدمت کا اختتام.. ۱۴۹
سامریؔ عورت.. ۱۴۹
چوتھا باب - گلِیلؔ میں عظیم خدمت.. ۱۵۱

فہرستِ مضامین

مضمون صفحہ

پہلی منزل یعنی تیاری- گلِیل کو واپس آنے سے لے کر یِسُوعؔ کے دُوسری بار شاگردوں کو بُلانے تک ۱۵۱
ناصرؔۃ سے نکالا جانا ۱۵۱
کفرنحومؔ کو بطور مرکز منتخب کرنا ۱۵۲
مچھلیوں کا معجزانہ شکار اور شاگردوں کا دُوسرا بُلاوا ۱۵۲
دُوسری منزل یعنی دُوسرے بُلاوے سے لے کر رسُولوں کی نامزدگی اور پہاڑی وعظ تک ... ۱۵۲
کفرنحومؔ میں نا قابلِ فراموش سبت ۱۵۲
گلِیلؔ کا عظیم دَورہ ۱۵۳
مفلوج کا شفا پانا اور مخالفت کا آغاز ۱۵۳
متّیؔ کا بُلاوا اور اُس کی یِسُوعؔ کے لِئے ضیافت ۱۵۳
یائیؔر کی بیٹی اور راستے میں ایک غیر متوقع معجزہ ۱۵۳
دُوسری عیدِ فسح ۱۵۴
سبت کے متعلق مزید نکتہ چینی ۱۵۴
بارہ شاگرد اور پہاڑی وعظ ۱۵۴
تیسری منزل یعنی پہاڑی وعظ سے لے کر تمثیلوں کے ذریعے تعلیم دینے کا طریقہ اختیار کرنے تک ۱۵۵
خدمت کا جاری رہنا ۱۵۵
یُوحنّؔا اصطباغی کے بارے میں مسیح کی گواہی ۱۵۶
تمثیلوں کے ذریعے تعلیم دینا ۱۵۶

فہرستِ مضامین

مضمون | صفحہ

چوتھی منزل یعنی تمثیلوں کے ذریعے تعلیم دینے کا طریقہ اختیار کرنے سے لے کر روٹی کے وعظ تک ۱۵۶

طوفان کا تھم جانا اور بدرُوحوں کے قبضے میں گدرینی کا مظلوم ۱۵۶

بارہ شاگردوں کی پہلی خدمت کا دَورہ ۱۵۷

یُوحنّا اصطباغی کی وفات ۱۵۷

پانچ ہزار کو کھلانا اور زندگی کی روٹی کے متعلق وعظ ۱۵۸

پانچویں منزل یعنی زندگی کی روٹی کے وعظ سے لے کر عیدِ خیام کے موقع پر گلِیل سے آخری روانگی تک ۱۵۸

منزل کی درازی ۱۵۸

نئی خصُوصیّات ۱۵۹

فنیکے کو جانا ۱۵۹

قیصریہ فلپّی کو جانا اور عظیم اقرار ۱۵۹

صورت کا بدل جانا ۱۶۰

گلِیل میں خدمت کا اختتام ۱۶۱

پانچواں باب - فلِستین کے تمام علاقوں میں خدمت کا اختتام ۱۶۲

یروشلیم میں عیدِ خیام ۱۶۲

یہُودیہ کے دیہاتی علاقوں میں ۱۶۳

یروشلیم میں عیدِ تجدید ۱۶۳

بیت عنیاہ میں لعزر کو زندہ کرنا ۱۶۴

پیریہ میں خدمت ۱۶۴

فہرستِ مضامین

مضمون | صفحہ

چھٹا باب - یِسُوعؔ کی خدمت کا آخری ہفتہ ۱۶۶
بیتؔ عنیاہ میں یِسُوعؔ پر عطر ڈالنا ۱۶۶
اتوار، یرؔوشلیم میں فتح مندانہ داخلہ ۱۶۷
سُوموار، انجیر کا بے پھل درخت اور ہَیکل کو دُوسری مرتبہ پاک صاف کرنا ۱۶۷
منگل، سوالات کا دِن ۱۶۸
بُدھ، طُوفان سے پہلے پُر سکون خاموشی ۱۶۹
جمعرات، آ کری فسح ۱۶۹
گتسمنؔی ۱۷۰
ساتواں باب - مسیح کا آخری دِن ۱۷۲
غدّاری کرنا ۱۷۲
مُقدمہ کی پیشیاں ۱۷۲
مصلُوب کرنا ۱۷۵
دفن کِیا جانا ۱۷۸
آٹھواں باب - چالیس دِن ۱۷۹
مسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا ۱۷۹
یِسُوعؔ کا دس مرتبہ دکھائی دینا ۱۷۹
آخری تقرّری ۱۸۱
آسمان پر اُٹھایا جانا ۱۸۲

فہرستِ مضامین

مضمون | صفحہ

دُوسری کِتاب - رسُولوں کے عہد کی تارِیخ یعنی کلِیسیا کا قائم ہونا اور پھیلنا ۱۸۳

رسُولوں کے عہد کی تاریخ کے ماخذ ۱۸۳

حیاتِ مسیح کے تاریخی دَور کے ساتھ رابطہ ۱۸۳

رسُولوں کے عہد کی تاریخ کے زمانے ۱۸۴

پہلا باب - یرُوشلیم میں کلِیسیا کا قائم ہونا اور بڑھنا ۱۸۵

کلِیسیا کا قائم ہونا ۱۸۵

کلِیسیا کا مرکز اور انتظار کے دِن ۱۸۵

رُوح اُلقدُس سے بپتسمہ پانا ۱۸۵

پطرسؔ کا وعظ اور اِس کے نتائج ۱۸۶

یرُوشلیم میں کلِیسیا کا بڑھنا ۱۸۷

یہُودیوںؔ کا کلِیسیا کو پہلی بار ستانا ۱۸۷

اندرُونی خطرات، حننیاؔہ اور سفیرؔہ ۱۸۷

یہُودیوںؔ کا دُوسری بار کلِیسیا کو ستانا ۱۸۷

کام کی پہلی تقسیم ۱۸۸

پہلا مسیحی شہید ۱۸۸

فہرستِ مضامین

مضمون | صفحہ

دُوسرا باب - تمام یہُودیہ اور سامریہ میں کلِیسیا کا پھیلنا اور جُدائی کی دیوار کا مسمار کِیا جانا ۱۹۰

سامریہ تک پھیلنا ۱۹۰

حبشی خوجہ کا مسیح کو قبول کرنا ۱۹۱

ساؤل کا قبولِ مسیح اور ابتدائی خدمات ۱۹۱

جُدائی کی اُس دیوار کا مسمار کِیا جانا جو یہُودیوں اور غیر اقوام کے درمیان تھی ۱۹۲

یہُودیوں کا کلِیسیا کا چوتھی بار ستانا ۱۹۵

تیسرا باب - غیر اقوام میں پولُس کے تبلیغی دَورے ۱۹۶

پہلا دَورہ ۱۹۶

بشارتی ترغیب ۱۹۶

کپرس کو جانا ۱۹۶

ایشیائے کوچک کا دَورہ ۱۹۷

دُوسرا دَورہ ۱۹۷

وقفہ، یروشلیم میں کلِیسیا کے ارکانِ مجلس ۱۹۷

پولُس اور برنباس کا آپس میں اختلاف ۱۹۹

ایشیائے کوچک کو دوبارہ جانا ۱۹۹

یورپ میں فلپی کے مقام پر خوشخبری کا آغاز ۱۹۹

فلپی سے اتھینے تک ۲۰۰

پولُس، اتھینے میں ۲۰۰

پولُس کی کُرِنتھُس میں طویل رہائش ۲۰۱

فہرستِ مضامین

مضمون — صفحہ

انطاکیہ کو واپسی ۲۰۳

تیسرا دَورہ ۲۰۳

پولُس کا افسس میں تین سالہ قیام ۲۰۳

مکدُنیہ اور اخیہ کا دُوسرا دَورہ ۲۰۴

چندہ ۲۰۴

واپسی کا بحری سفر ۲۰۴

یروشلیم میں پولُس کا استقبال ۲۰۵

چوتھا باب - پولُس کا چار سال قید رہنا ۲۰۶

یروشلیم میں اُس کا قید رہنا ۲۰۶

پولُس کا ہجوم سے خطاب ۲۰۶

صدرِ عدالت سے خطاب ۲۰۶

قیصریہ میں قید رہنا ۲۰۷

فیلکس کے سامنے جواب دہی ۲۰۷

فیلکس کے سامنے پولُس کے وعظ ۲۰۷

فیستس کے سامنے جواب دہی ۲۰۷

اگرپا کے سامنے تقریر ۲۰۹

روم کا بحری سفر ۲۰۹

جہاز اور پولُس کے ہمسفر ۲۰۹

بذریعہ جہاز مُورہ تک سفر ۲۱۰

زبردست طوفان ۲۱۰

ملیتے میں سردی کا موسم گزارنا ۲۱۰

فہرستِ مضامین

مضمُون | صفحہ

بحری سفر کی تکمیل ۲۱۰

رُوم میں دو سال قید رہنا ۲۱۱

یہُودیوں کے ساتھ پَولُس کی ملاقات ۲۱۱

رُوم سے پَولُس کے خطوط ۲۱۱

رُوم میں پَولُس کا تبلیغی کام ۲۱۱

پانچواں باب - رسُولوں کے عہد کے آخری حِصّہ کی تارِیخ ۲۱۳

پَولُس کے سوانِح حیات کا آخری حِصّہ ۲۱۳

اُس کی رہائی اور بعد کی تارِیخ ۲۱۳

پَولُس کا آخری مرتبہ قید ہونا اور شہادت ۲۱۳

دُوسرے رسُولوں کے سوانِح حیات اور آخری حِصّہ ۲۱۴

پطرس کی آخری جھلک ۲۱۴

یُوحنّا کی سوانِح حیات کا آخری حِصّہ ۲۱۴

دُوسرے رسُول اور نتیجہ ۲۱۴

فہرستِ نقشہ جات

مضمون | صفحہ

باغِ عدن کے چار دریا.. ۱۶
حضرت نُوحؔ کے پوتوں کی پہلی آبادکاری اور نقلِ مکانی.. ۲۴
قوموں کا آغاز.. ۲۷
ابرہاؔم کا سفر.. ۲۹
اِضحاقؔ کی زندگی کے اہم مقامات.. ۳۴
یعقوبؔ کا سفر ۳۶
مِصرؔ سے خرُوج اور بیابان میں بھٹکنا... ۵۲
فتوحات کا پہلا قدم.. ۵۹
مشرق پر فتح ۶۰
مغرب پر فتح.. ۶۵
شمال پر فتح ۶۷
مُلک کی تقسِیم اور پناہ کے شہر ۶۸
داؤدؔ اور سُلیمانؔ کی سلطنت.. ۸۹
تقسِیم شدہ بادشاہت ۹۶
اسُوریؔ سلطنت ۱۰۱
بابلی اور مِصریؔ سلطنتیں ۱۱۰
فارسؔ کی سلطنت... ۱۱۷
سِکندرِؔ اعظم کی سلطنت... ۱۲۳
سِلُوکی اور بطلیمسؔی سلطنتیں.. ۱۲۵
رُومیؔ سلطنت... ۱۲۷
فلسطینؔ مسیح کے زمانے میں ۱۳۲

فہرستِ نقشہ جات

مضمون | صفحہ

پولُس رسُول کی خِدمت کا آغاز ۱۹۳
پولُس رسُول کا دُوسرا بشارتی سفر ۱۹۸
پولُس رسُول کا تیسرا بشارتی سفر ۲۰۲
پولُس رسُول کا یروشلیم سے رومہ تک سفر ۲۰۸

دُوسرے ایڈیشن کا تعارف

بی۔ ایس۔ ڈِیّن کی نایاب کتاب خلاصۂ تاریخِ بائبل کے پہلے اُردُو ایڈیشن کی دو ہزار کاپیاں ۱۹۷۵ میں پاکستان کے شہر لاہور میں تھوڑے ہی عرصے میں مکمل طور پر فروخت ہو گئیں۔ بُہت سے لوگوں نے اِس مفید اور فائدہ مند کتاب کو حاصل کرنے کی پوری کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے، لیکن خوشی کی بات ہے کہ یہ بیش قیمت کتاب ایک بار پھر پاکستان بھر کے مسیحی بُک اسٹورز پر فروخت کیلئے موجود ہے۔

وہ خوش قسمت حضرات جن کو ڈِیّن صاحب کے پہلے اُردو ایڈیشن کو پڑھنے کا موقع مِلا، بخوبی جانتے ہیں کہ اُن کو علم و سمجھ کے اِس خزانے سے کِتنا فائدہ پہنچا۔ پروفیسر ڈِیّن کی یہ کتاب ایک طالبِ علم کو بائبل مُقدّس کی طبیعت و فطرت، آپس میں ایک تسلسل، اور بنی نوع اِنسان کیلئے ایک ابدی مُناسبت جیسی اہم اور نہایت شدید ضرُورت کو سمجھنے میں مددگار و معاون ثابت ہو گی۔ یہ کتاب سچائی کے متلاشیوں کے لِئے ایک بُنیاد، ایک جڑ کی حیثیت رکھتی ہے جس کی مدد سے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ خُدا نے بائبل مُقدّس کو کیسے ظاہر کِیا، اور اِس کے پہلے صفحے کے پیغام سے آخری صفحے کے پیغام تک ایک رابطہ اور ایک ہم آہنگی و اتفاق ہے۔ اِس کے علاوہ خلاصۂ تاریخِ بائبل پڑھنے والوں کو مناسب و موزوں تاریخی، سیاسی، معاشی اور جغرافیائی معلومات بہم پہنچاتا ہے تاکہ وہ بائبل مُقدّس کی گہرائی سے مکمل سمجھ بوجھ حاصل کر سکیں۔

ہر وہ شخص جو بائبل مُقدّس کے ذریعہ بنی نوع اِنسان کو خُدا کی طرف سے ملنے والے لفظی مکاشفہ یا اِلہام کو سمجھنا چاہتا ہے، یقیناً اِس لاثانی کتاب کا مطالعہ کر کے برکت پائے گا، اور اِسے اپنے علم و معلومات میں مزید اضافے کے لِئے، اور خُدا کے ازلی ارادے کو جو خُدا کے پاک کلام یعنی بائبل کے ذریعہ ظاہر ہوا سمجھنے کے لِئے اِستعمال کرے گا۔

خلاصۂ تاریخِ بائبل کا یہ دوسرا ایڈیشن نہایت ضرُوری اور اہم ترین معلومات سے بھرا ہُوا ہے، اور پہلے ایڈیشن کے مقابلے میں زیادہ وضاحت، ترمیم و اصلاح کے ساتھ تیار کِیا گیا ہے۔

الفاظ کو نہ صِرف دُرست اُردُو اور معنی کے ساتھ اِستعمال کِیا گیا ہے بلکہ مشکل اور ذرا گہرے بیان اور عبارت کو بھی وضاحت و تشریح سے آسان بنا دیا ہے، جس سے یہ کتاب اَور زیادہ جامع، ٹھوس اور مستند ہو گئی ہے۔

یہ دُوسرا ایڈیشن چوبیس نئے اور نہایت معلُوماتی نقشہ جات سے بھی بھرا ہُوا ہے جن کو خاص طور پر اِس کتاب کی اشاعت کے لِئے تیار کِیا گیا ہے۔ اِن نقشہ جات کی تیاری میں بڑی محنت و کوشش اور تفتیش و تحقیق کی گئی ہے تاکہ پڑھنے والوں کے لِئے پُر اثر، دُرست اور فائدہ مند ثابت ہو سکیں۔ ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ اُردُو زبان میں بائبل کی تاریخ پر چھپنے والے نقشہ جات میں ایسی تفصیل و ترتیب کہیں اَور نظر نہیں آئے گی۔ پہلے ایڈیشن کی طرح نقشہ جات کو کتاب کے آخر میں جوڑنے کی بجائے دُوسرے ایڈیشن میں اُن کو نہائت مناسب جگہ پر ترتیب سے لگایا گیا ہے۔ اِس سے پڑھنے والوں کو نقشہ جات کا مطالعہ کرنے میں بہت زیادہ آسانی ہو جائے گی۔

پہلے ایڈیشن میں جو رسم الخط اِستعمال کِیا گیا تھا، اُس کے مقابلے میں دُوسرے ایڈیشن کے رسم الخط کو پڑھنا زیادہ آسان ہے۔ دُوسرے ایڈیشن کی خاص بات یہ ہے کہ خلاصۂ تاریخِ بائبل کی روشنی میں سوال جواب کا ایک ایسا سلسلہ تیار کِیا گیا ہے جو اَٹھائیس الگ الگ کتابچوں پر مشتمل ہے۔ جس سے گرجا گھروں میں تعلیم دینے والے اساتذہ کو جماعت میں بیٹھے ہوئے زیادہ سے زیادہ طلبا کو خُدا کے مکاشفے یعنی بائبل مُقدّس کو علم و سمجھ کے ساتھ سکھانے میں بھرپور مدد ملے گی۔

مَیں اُن تمام متلاشیانِ حق کو خلاصۂ تاریخِ بائبل پڑھنے کی دعوت دیتا ہُوں جو بائبل مُقدّس کے بارے میں بھرپور علم و سمجھ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مَیں خاص طور پر اپنے دو ساتھیوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہُوں جن کی مدد و تعاون کے بغیر شاید یہ مشکل کام کبھی پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکتا۔ دونوں نے بڑی فراخدلی سے اپنی زندگی بھر کی قابلیت و تجربہ اِس کام کے لِئے وقف کر دیا۔ اُن میں سے ایک بھائی نے جو اپنا نام سامنے نہیں لانا چاہتا، لفظوں کی بناوٹ، دُرست ہجے، اور آسان زبان میں مطلب بیان کرنے میں بڑی مدد کی۔ جاتھن ٹرنر نے نہ جانے کتنے ہی گھنٹے اِس کتاب کی تیاری میں صرف کِئے ہیں، خاص طور پر اُردُو word processing، کتاب کی ترکیب و ترتیب اور خلاصۂ تاریخِ بائبل کے نقشہ جات کی تفتیش و تحقیق اور نقشہ کشی میں بڑی محنت و کوشش سے کام کِیا ہے۔

International Disaster Emergency Service (IDES) میں کام کرنے والے ہمارے دوستوں نے مل بیٹھ کے سوچا کہ اگر یہ کتاب چھپ کر ضرُورت مندوں کے ہاتھ میں نہ گئی تو یہ اُن کی بدنصیبی اور اُن کے ساتھ بے اِنصافی ہو گی۔ لہٰذا اُن کی کمیٹی نے فیصلہ کِیا کہ اِس نایاب کتاب کو دوبارہ چھاپنے کے لِئے فنڈز مہیا کِئے جائیں تاکہ لوگوں کو خُدا کے پاک کلام کو سمجھنے میں مدد دی جائے۔ IDES کے عملے اور کمیٹی نے متلاشیانِ حق کی مدد فرما کر ایک ایسی اعلیٰ اور عظیم خدمت انجام دی ہے جس کے لِئے ہم دِل و جان سے اُن کے مشکور ہیں۔

ایڈیٹر

بی۔ ایل۔ ٹرنر

جون ۲۰۰۲ء

پہلے ایڈیشن کا تعارف

پورٹ لینڈ، اوریگن، امریکہ میں مسیح کی کلِیسیا کی ایک مذہبی درس گاہ میں جو پاسبانوں کی تعلیم و تربیت کے لِئے مخصوص تھی مُجھے ۱۹۵۲ء سے لے کر ۱۹۵٦ء تک پڑھانے کا موقع مِلا۔ اُس عرصہ کے دَوران مَیں نے ہمیشہ اپنے طُلبا کو پروفیسر بی۔ ایس۔ ڈین کی کِتاب ''خلاصۂ تارِیخِ بائبل'' کے مطالعہ کا مشورہ دیا۔ میری رائے میں کوئی دُوسری ایسی کِتاب مَوجود نہیں جو کلامِ مُقدّس کو سمجھنے اور یاد رکھنے میں اتنی مددگار و معاون ثابت ہو۔ مُصنّف نے جس طرح پُرانے عہدنامے کی تاریخ کا خاکہ اپنی کِتاب میں پیش کِیا ہے خاص طور پر قابلِ تعریف ہے۔

یہاں اپنے عرصۂ خدمت کے دَوران مَیں مُلک بھر کے مذہبی کُتب خانوں میں ایک ایسی اُردُو کِتاب تلاش کرتا رہا جو مَیں بائبل کے طُلبا کے لِئے اِستعمال کر سکتا مگر مُجھے کوئی اتنی مفید کِتاب دستیاب نہ ہُوئی۔ گزشتہ ساٹھ سال کے دَوران کلامِ مُقدّس کی تاریخ پر ایسی کوئی ٹھوس اور جامع کِتاب اِس کِتاب کے مقابلے میں نہیں لِکھی گئی۔ چنانچہ کِتاب ''خلاصۂ تارِیخِ بائبل'' اِس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ پروفیسر بی۔ ایس۔ ڈین پاک نوشتوں کے بارے میں گہری واقفیت رکھتے تھے اور اُن کا عِلم وسیع تھا۔

پروفیسر ڈین کی قدر و منزلت ہماری نظروں میں اَور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اُنہوں نے مکمل وفاداری اور ایمانداری ظاہر کی کہ پاک نوشتوں کے پیغامِ اِلٰہی میں کِسی قِسم کا کوئی رد و بدل نہ ہو۔ پہلے مَیں نے اِس کِتاب کو اپنے طُلبا کے اِستعمال کے لِئے اُردُو زبان میں ترجمہ کروانا شرُوع کِیا۔ جُونہی یہ تصنیف تکمیل کے مراحل طے کرنے لگی ہم سب نے یک دِل ہو کر فیصلہ کِیا کہ اِسے شائع کِیا جائے تاکہ اُردُو بولنے والے مسیحی خاندان اِس کِتاب سے فائدہ اُٹھا سکیں اور یہ اُن کے لِئے برکت کا باعث ہو۔

اِس کے علاوہ ہمارے وہ مُسلمان دوست جو تَوریت، زبُور اور اِنجیل کے مطالعہ کے خواہش مند ہوں اور اِس سلسلہ میں راہنمائی اور واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ بھی اِس سے بہت فائدہ حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ بائبل کو سمجھنے کے لِئے یہ کِتاب اُن کی مددگار ثابت ہو گی۔

یہ کِتاب مُلک کے کِسی ایک فرقہ کے لِئے تیار نہیں کی گئی بلکہ اِس سے تمام کلِیسیائیں فائدہ اُٹھا سکیں گی۔ فہرستِ مضامین سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ کِتاب کلامِ مُقدّس کی تاریخ کا ایک انمول خزانہ ہے۔

اُن زیرِ حاشیہ نوٹوں کے علاوہ جو پروفیسر ڈین کی عظیم تصنیف کے ترمیم شدہ انگریزی ایڈیشن سے ترجمہ کئے گئے ہیں پڑھنے والوں کی توجہ اُن زیرِ حاشیہ نوٹوں کی طرف بھی کروائی جاتی ہے جو اِس اُردُو ایڈیشن میں شامل کئے گئے ہیں۔ اُن میں پُوری کوشش کی گئی ہے کہ پڑھنے والے کو متعلقہ جدید تاریخ اور سائنٹیفک تحقیقات سے باخبر کِیا جائے۔

قارئین کو تاریخی مقامات وغیرہ سے متعلق زیادہ سے زیادہ علم بہم پہنچانے کی خاطر ہم نے اِس اُردُو ایڈیشن میں ''تارِیخِ

بائبل کی جدید اٹلس' بھی شامل کی ہے۔ تاہم اٹلس میں دی گئی ہر قیمتی تفصیل کی طرف توجہ نہیں کی جا سکی۔ اِس لِئے یہ اُمید کی جاتی ہے کہ ہر طالب عِلم بذاتِ خود نقشہ کا مطالعہ نہایت احتیاط کے ساتھ کرے گا تاکہ وہ اپنے عِلم میں اضافہ کر سکے۔

متن میں صحائف کے تمام حوالہ جات وہ ہیں جو پروفیسر ڈین کی تصنیف میں شامل ہیں۔ وہ حوالہ جات جو زیر حاشیہ میں ہیں اُن کا اندراج اُن قارئین کے فائدہ کے لِئے کِیا گیا ہے جو نہ تو بائبل مُقدّس سے پُوری طرح متعارف ہیں اور نہ ہی اُن کے پاس کلیدالکتاب ہے۔

میری دِلی دُعا ہے کہ مُلک کے تمام پاسبان اپنی اپنی کلیسیا میں اِس کِتاب کو بائبل کی تاریخ سمجھنے کے لِئے اِستعمال کریں اور تمام مذہبی درس گاہیں اِسے اپنے تعلیمی نصاب میں شامل کریں کیونکہ گزشتہ ساٹھ سال میں اِس کِتاب کی مستند حیثیت کو چیلنج نہیں کِیا جا سکا۔

ایڈیٹر

بی۔ ایل۔ ٹرنر

لاہور ۱۹۷۵ء

زیر حاشیہ نوٹ جن کے اُوپر یہ نشان ☆ ہے، وہ ہیں جو اُس جدید انگریزی ایڈیشن میں درج ہیں جس سے یہ کِتاب ترجمہ کی گئی ہے۔ باقی تمام نوٹ ایڈیٹر نے خود شامل کئے ہیں۔

پیش لفظ

یہ مختصر سی تصنیف کِتابِ مُقدّس کی تاریخ نہیں بلکہ جیسا کہ اِس کے نام سے ظاہر ہے یہ خلاصۂ تارِیخِ بائبل مُقدّس ہے۔ لہذا پڑھنے والے کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اُس سب سے زیادہ حیرت انگیز تاریخ کا مُفصّل مطالعہ کرنے کے لِئے اُن وسیع کِتابوں سے استفادہ کرے جو ہمارے کُتب خانوں کی زینت ہیں اور سب سے بڑھ کر کلامِ مُقدّس کی طرف رجوع کرے۔

لیکن اِس تصنیف کا مقصد محض تجزیہ سے کہیں زیادہ ہے۔ چھوٹے چھوٹے واقعات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے تا کہ زیادہ اہم واقعات نمایاں حیثیت حاصل کر سکیں۔ غیر اہم کردار خاموش ہیں تا کہ اہم کرداروں کی آواز واضح طور پر سُنی جا سکے۔ مقصد پیش نظر یہ رکھا گیا ہے کہ واقعات کا انتخاب اور ربط اِس طرح کِیا جائے کہ کہانی حقیقی، نمایاں، واضح اور باترتیب معلوم ہو۔ اِس تصنیف کا یہ مقصد نہیں کہ اِسے بائبل کی جگہ دے دی جائے بلکہ اِس کے برعکس اُسے اِس انداز سے لِکھا گیا ہے کہ اُس کے مطالعہ کے دَوران ہمیشہ بائبل پڑھنے کی ضرُورت محسوس ہو اور اِس کِتاب میں دیئے گئے نقشوں سے استفادہ کِیا جائے۔

ابتدا میں یہ کِتاب محض لیکچروں کے خاکہ کی صُورت میں تیار کی گئی جو ہائرؔم کالج کے اعلیٰ درجہ کے طُلبا کے لِئے اِستعمال کی جاتی تھی۔ اِس کِتاب کو اشاعت کے لِئے دوبارہ تصنیف کرتے وقت اِس کے ابتدائی مقصد کو نظر انداز نہیں کِیا گیا بلکہ ہم نے دُنیا بھر میں مطالعہ کرنے والے طُلبا کو... سامنے رکھا ہے۔ کِسی بنیادی تصنیف میں تنقیدی سوالات کے لِئے کوئی گنجائش نہیں۔ بائبل کے حقائق سے واقفیت حاصل کرنا تنقیدی مطالعہ سے کہیں اہم ہے۔

میری پُر خلوص دُعا اور آرزُو ہے کہ یہ خلاصۂ تارِیخِ بائبل دُنیا بھر میں بہت سے مخلص طُلباً کے لِئے دُنیا کی واحد عظیم ترین کِتاب کے مطالعہ میں زینۂ اوّل اور محرّک ثابت ہو۔

بی۔ ایس۔ ڈینؔ
ہائرؔم کالج، اوہائیؔو، امریکہ
اکتوبر ۱۹۱۲ء

تمہید

۱: تارِیخِ بائبل کا مطالعہ کیوں کریں؟

یہ ایک مناسب سوال ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ دین کے ہر خادم کو بائبل کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اُس کا فرض ہے کہ وہ خود اِس کا ماہر ہو اور دُوسروں کو بھی سکھائے۔ تمام مسیحی لوگوں کو اپنی رُوحانی ترقی اور تربیّت کے لِئے بائبل کا مطالعہ کرنا چاہیئے مگر تارِیخِ بائبل کے باقاعدہ کورس کو کالج کے نصاب میں کیوں شامل کِیا جائے؟

۱- کیونکہ بہت لوگ بائبل سے وسیع واقفیت رکھتے ہیں

بائبل کی کہانیاں مسیحی دُنیا کے ہر خاندان میں پڑھی اور دہرائی جاتی ہیں۔ بائبل کو کلِیسیا میں، جلسہ گاہوں، قانون ساز اداروں اور عدالتِ انصاف میں اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ یہ ہمارے عظیم ترین جدید ادب میں سمائی ہُوئی ہے اور تین سو زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے۔[۱] دُنیا میں کِسی دُوسری کِتاب کے مقابلہ میں یہ بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر دس گنا زیادہ کِتابوں کی تخلیق کا باعث ہے۔[۲] ایسی کِتاب جس سے اِتنے لوگ واقفیت رکھتے ہیں اور جو اِتنی تخلیقی ہے اُسے ہر وسعت اُلنظر ثقافتی منصُوبہ بندی میں شامل ہونا چاہیئے۔

۲- کیونکہ بہت لوگ بائبل سے کم واقفیت رکھتے ہیں

اکثر لوگ بائبل کے پڑھنے کی نسبت بائبل پر لِکھی ہُوئی دیگر تصنیفات زیادہ پڑھتے ہیں۔ وہ اُس کا بغور مطالعہ کرنے کی نسبت اُسے سرسری طور پر پڑھتے ہیں۔ اِس لِئے اُن کا عِلم بائبل کے متعلق سطحی اور بے ربط ہے۔ بائبل سے اُن کی واقفیت مُسلسل اور واضح نہیں ہوتی۔ اکثر اوقات طُلبا مِصر، فارس، یُونان اور روم کی تارِیخ کے خلاصے تو یاد رکھتے ہیں لیکن کالج کے کِتنے ڈگری یافتہ طُلبا ابرہام، مُوسیٰ یا داؤد کے حالات کے بارے میں معقول طور پر بیان کر سکتے ہیں؟ اِس سے بڑھ کر اُن میں سے کِتنے ہیں جو یسُوع یا پولُس کے سوانحِ حیات میں سے مسلسل صِرف بارہ واقعات کا ذکر کر سکتے ہیں؟

---

[۱] پروفیسر ڈین نے جب اِس تصنیف کو تیار کِیا اُس وقت سے لے کر اب تک بائبل کے ترجمہ میں بہت ترقی ہُوئی ہے۔ مثلاً ۱۹۹۹ء کے آخر تک بائبل کی ۶۶ کِتابوں میں سے کم از کم ایک کِتاب ۲۰۰۰ زبانوں میں ترجمہ ہو چُکی ہے۔

[۲] اِس بے دین زمانہ میں بھی بائبل کی اہمیت سے انکار نہیں کِیا جا سکتا جیسا کہ ہارورڈ یونیورسٹی، امریکہ کے پروفیسر کاکس نے ۱۹۷۵ء کے شرُوع میں لِکھا، ''بائبل مُقدّس ہمارے اندر سما گئی ہے۔ ہماری زبانوں، ذہنی تصوّرات اور سب سے بڑھ کر ہمارے ضمیروں میں وہ زندہ ہے۔ خواہ ہم اُسے پسند کریں یا نہ کریں۔'' Time Magazine، ۱۳ جنوری، ۱۹۷۵ء، صفحہ ۳۰۔

۳- کیونکہ بائبل کے لِکھے جانے کا انداز تاریخی ہے

بائبل لِکھے جانے کا انداز عِلمِ منطق اور سائنس کی کِتابوں کے اندازِ تحریر سے مختلف ہے۔ گُناہ سے مخلصی اُس کے صفحات میں منزل بہ منزل تاریخی طور پر بیان کی جاتی ہے۔ اِس لئے چاہیئے کہ اُسے تاریخی انداز ہی سے پڑھا جائے۔ اگر ہم تاریخی سلسلہ وار ربط کے بغیر بھی کِسی واقعہ، شخصیت یا آیت پر غور کریں جس کا ذکر بائبل میں ہے تو بے شک مفید ثابت ہو گا لیکن اگر ہم اُن پر اپنے تاریخی سلسلہ وار رابطہ کے تحت غور کریں تو یہ کتنا زیادہ مفید ثابت ہو گا۔ تصوّر کریں کہ کِسی فنّی شاہکار کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور اُنہیں ایک ایک کر کے بغرض تعریف ہمارے سامنے پیش کِیا جائے۔ اِدھر جھاڑی ہو اُدھر پتھر ہو۔ کِسی ٹکڑے میں نیلے آسمان کا ایک حِصّہ ہو اور ایک پُر سکُون تالاب اُس کا عکس پیش کر رہا ہو۔ اِس میں شک نہیں کہ ہر اپنی خُوبیوں کا حامل ہو گا لیکن لوگ عظیم فنی شاہکاروں کا مطالعہ اِس طرح نہیں کِیا کرتے۔ پس ہمیں رُوح کے اِن عظیم تر مُکاشفات کا مطالعہ اِس طرح نہیں کرنا چاہیئے۔ اِس میں شک نہیں کہ منشورِ اعظم، لوتھر کے مذہبی مقالات یا ابرہام لنکن کی سیرت بذاتِ خود بغور مطالعہ کرنے کے مستحق ہیں لیکن تاریخی پس منظر کی روشنی میں وہ لا انتہا دِلچسپی کا باعث ثابت ہوتے ہیں۔ اگر آپ ابرہام، مُوسیٰ، داؤد یا پَولُس کے سوانحِ حیات سے واقف ہونا چاہیں یا اگر آپ اُس عہد کو جو خُدا نے ابرہام سے باندھا یا وہی مناظر جو کوہِ سیِنا پر واقع ہُوئے یا پنتیکُست کے وعظ کو سمجھنا چاہیں تو آپ کو اِن سے اجتماعی طور پر واقفیت رکھنا لازم ہے۔ چنانچہ تاریخی طور پر بائبل کا مطالعہ کرنا ضرُوری ہے۔

۴- تاکہ بائبل کے اتحاد کی حقیقت معلُوم ہو

بائبل مُقدّس ایک کِتاب نہیں بلکہ بہت سی کِتابوں کا مجموعہ ہے۔ بائبل کے چالیس مُصنّفین طویل فاصلے کے باعث اور کئی صدیوں کے وقت کے سبب سے ایک دُوسرے سے علیٰحدہ تھے۔ وہ ثقافت کے ہر طبقہ سے تعلق رکھتے تھے یعنی چرواہے اور ماہی گیر سے لے کر شاہی شاعر اور تربیت یافتہ عُلما تک۔ اِس کے اسلُوبِ بیان کی حدود بھی اتنی ہی وسیع ہیں اور تاریخ، شرع، نظم، رزمیہ، غنائی، مثل، نبُوّت، تمثیل، تقریر، خط، وعظ، غرض یہ سب بائبل کے انوکھے صفحات میں موجُود ہیں۔ اِس کے علاوہ یہ چالیس مُصنّفین اکثر اوقات اپنا کام کرتے وقت ایک دُوسرے کی تحریر سے ناواقف تھے۔ اِس کے باوجود بائبل مُقدّس ایک ہی کِتاب ہے۔ اِن چالیس مُصنّفین نے گو غیر ارادی طور پر پھر بھی حقیقی یک دِلی اور مشترک مقصد سے اپنا کام انجام دیا ہے۔ اِلٰہی مقصد کی بلاوقفہ ڈوری یعنی اِنسان کی مخلصی جو اِلٰہی قُربانی پر مبنی ہے، اِس مخلصی کی قِرمزی ڈوری بائبل کے ہر کِتابچہ سے ہو کر اِن چھیاسٹھ کِتابچوں کو ایک ہی کِتاب میں مُجلّد کر دیتی ہے۔ یہ مقصد حِصّہ بہ حِصّہ، زمانہ بہ زمانہ آشکارا ہوتا ہے۔ "پہلے پتّی، پھر بالیں، پھر بالوں میں تیار دانے"[۱] تصویر میں مسیح ہی ناظر کا نقطۂ نگاہ ہے۔ تمام سلسلے خواہ اُس فردوس سے جس سے ہم آدم کے رتبہ سے گرنے کے سبب سے محروم ہیں شرُوع ہو کر آگے

[۱] مرقس ۴:۲۸

کی سمت پر ہوں خواہ وہ اُس فردوس سے جو قائم ہونے والا ہے شرُوع ہو کر پیچھے کی سمت پر ہوں تمام کے تمام اُس ہی کی شخصیت پر آ کر مِلتے ہیں۔ مسیح ہی کلید ہے۔ اُس کے ساتھ سب کچھ منظّم خوبصُورت و مُتّحد ہے اور اُس کے بغیر سب کچھ درہم برہم ہے۔

۵- کیونکہ بائبل اِنسانی تارِیخ کی کِتاب ہے

کوئی شخص جو اپنی جنس کی تاریخ سے بے خبر ہے وسیع ثقافت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ شخصی شجاعت اور حماقت دونوں کے عظیم ترین اسباق اور تمام زمانوں کی اعلیٰ ادبیات سب تارِیخ میں سمائی ہُوئی ہیں۔ زمین پر بسنے والی قابلِ ذکر نسلِ اِنسانی میں سے بائبل مُقدّس عبرانیوں کے آغاز اور اُن کے نشیب و فراز کا بیان غیر معمولی انداز سے مکمل طور پر کرتی ہے۔ اُن کی تارِیخ کا سلسلہ ہر قدیم زمانے کی عظیم قوم کے عروج و زوال کے ساتھ باہم وابستہ ہے۔ یُوں بائبل مُقدّس میں یکے بعد دیگرے کسدّستانؔ، مِصرؔ، اسُورؔ بابلؔ، فارسؔ، مکدُنیہؔ، اور رومؔ کے تاریخی بیان پائے جاتے ہیں۔

۶- تاکہ بائبل پر اعتقاد رکھنا محفوظ رہے

بچپن کے ہزارہا تصوّرات کو ہم بالغ ہو جانے کے سبب سے ترک کر دیتے ہیں۔ فرض کیجئے کہ سالوں کی غیر حاضری کے بعد ہم اپنے بچپن کی رہائش گاہ دیکھنے واپس آتے ہیں۔ سب کچھ کِس حد تک تبدیل ہو چُکا ہے! وہ پرانا گھر، وہ جانوروں کا طویلہ، وہ کھیت جن میں ہم کھیلتے یا کام کرتے تھے، وہ چھوٹا پہاڑ جس کی ڈھلان پر سے ہم کھیلتے پھسلتے تھے، وہ ندی جہاں ہم تیرتے اور مچھلیاں پکڑتے اور موسمِ سرما میں اُس کی منجمد سطح پر کھیل کے لِئے پھسلتے تھے، غرضیکہ یہ سب کچھ اب ہمیں کم تر محسوس ہوتا ہے کیونکہ ہماری ظاہری اور باطنی زندگی کے اُفق وسیع ہو چکے ہیں۔ بچپن کے دیگر تصوّرات کے ساتھ ساتھ یہ خطرہ ہوتا ہے کہ ہم وہ اِیمان بھی جو بچپن میں پیدا ہُوا چھوڑ دیں جو ہم اپنے باپ دادا کی بائبل مُقدّس پر رکھتے ہیں۔ یہ خطرہ اِس پر مبنی ہے کہ فی الحقیقت ہم بائبل مُقدس سے ناواقف ہیں۔ اِس لِئے ہمارے اِیمان کی حفاظت اِسی میں ہے کہ ہم بائبل سے وسیع اور عمیق واقفیت حاصل کریں۔

۲: تارِیخِ بائبل کا مقصد

اِس کا بنیادی مقصد مذہبی ہے۔ تمام تاریخ میں مذہب اہمیت رکھتا ہے۔ وہ فن، شاعری، قانُون، دستُور، خاندانی زندگی اور اکثر بڑی جنگوں کے ساتھ باہم وابستہ ہوتا ہے۔ پھر بھی اکثر اوقات اُسے اتفاقی اور غیر ضرُوری سمجھا جاتا ہے۔ مذہب کو اوّلیت دینے کی بجائے سیاسی اور تحقیقاتی طرزِ زندگی، بڑی بڑی مملکتیں قائم کرنا، نظامِ عمارات کی عالی شان یادگاریں تعمیر کرنا، فنِ قانون یا ادب کے شاہکاروں کو تخلیق کرنا اِن باتوں کو اوّلیت دی جاتی ہے۔

اِس کے برعکس تارِیخِ بائبل میں مذہبی مقصد سب چیزوں پر فوقیّت رکھتا ہے۔ کیونکہ خُدا کے برگزیدہ لوگ اپنی انوکھی کہانی میں شرُوع سے لے کر آخر تک دُنیا کی ہر مشہُور قوم سے کوئی نہ کوئی تعلق رکھتے تھے اِس لِئے ہم اُن قدیم اقوام کے عروج کی منزل اور اُن کے زوال کی وجوہات کے بارے میں بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ لیکن پھر بھی بائبل مُقدّس

میں تاریخِ عمومی محض اتفاقی ہے۔ بائبل مُقدّس کا اہم ترین بنیادی مقصد یہ ہے کہ حقیقی مذہب کا آغاز اور اُس کی تاریخی نشوونما تین عظیم منازل میں بیان کرے یعنی قدیم بزرگوں کی منزل، یہُودیوں کی منزل اور مسیحیوں کی منزل۔ اگرچہ کوئی آدمی کِسی عظیم تاریخی مذہب پر یقین نہ بھی رکھے پھر بھی اِس بات کی کوئی گنجائش نہیں کہ وہ اِس مذہب کے دانشمندانہ تصوّر سے بے خبر رہے۔

۳: تارِیخِ بائبل کے دَور

تین عظیم واقعات تاریخِ بائبل کو تین ادوارِ اعظم یعنی تین اِلٰہی نظاموں میں تقسیم کرتے ہیں اور وہ یہ ہیں: (۱) کوہِ سینا پر مُوسوی شرِیعت کا دیا جانا۔ (۲) پنتیکُست کے دِن رُوح اُلقُدس کا نزول۔ (۳) مسیح کے سب سے آخری رسُول کی وفات۔ اِن ادوار کو اِس طرح بیان کِیا جا سکتا ہے۔

۱- قدیم بزرگوں کا دَور۔[۱] یعنی دُنیا کی پیدائش سے لے کر شرِیعت کے دیئے جانے تک جو قریباً ۱۴۹۱ ق م میں ہُوا۔

۲- یہُودیوں کا دَور۔ ۱۴۹۱ ق م تا ۳۰ء یعنی شرِیعت کے دیئے جانے سے لے کر رُوح اُلقُدس کے نزُول تک۔

۳- مسیحی دَور۔ ۳۰ء تا ۱۰۰ء یعنی رُوح اُلقُدس کے نزُول سے لے کر یُوحنّا رسُول کی وفات تک۔[۲]

پہلے دَور کی خصُوصیت خاندان تھی۔ مثلاً خاندانی مُکاشفہ، خاندانی مذہب، خاندانی حکومت۔ دُوسرے دَور کی نوعیّت قوم تھی۔ مثلاً قومی مذہب اور قومی عہد۔ تیسرے دَور کی خصُوصیت نوعِ اِنسان ہے۔ مثلاً عالمگیر مذہب اور پیغام۔ خُدا پہلے دَور میں قدیم بزرگوں کی معرفت خاندانوں سے ہمکلام ہوتا تھا۔ دُوسرے دَور میں مُوسیٰ کی معرفت قوم سے ہمکلام ہُوا اور تیسرے دَور میں اپنے بیٹے کے وسیلے سے تمام دُنیا سے مخاطب ہے۔

۴: پُرانے عہدنامے کی تارِیخ کے زمانے

تاریخِ بائبل کے واقعات کو اُن کی ٹھیک مناسبت کے مُطابق سمجھنے کے لِئے یہ لازمی ہے کہ ہم مرکزی واقعات اور اُن کی تاریخیں جن کے گرد باقی سب واقعات گھومتے ہیں پُورے طور پر یاد رکھیں۔ اگر مندرجہ ذیل زمانوں کی فہرست کو مکمل طور پر یاد کرنے میں ایک ہی گھنٹہ صرف کِیا جائے اور ہمیشہ عادتاً ہر واقعہ مناسب زمانے کے پس منظر کے مطابق پڑھا جائے تو یہ ایک گھنٹہ زندگی بھر کے لِئے مفید ثابت ہو گا۔

۱- طُوفان سے پہلے کا زمانہ۔ یعنی از پیدائش تا طُوفانِ نُوح جو قریباً ۲۳۴۸ ق م میں آیا۔

۱☆ تاریخِ بائبل کے قدیم زمانے کے بارے میں تاریخ وار واقعہ لِکھنا مشکوک کام ہے۔ کِسی قبول شدہ انتظام کی کمی کے سبب بشپ آشر کے تاریخ وار واقعہ کی فہرست جو کبھی کبھی انگریزی بائبل کے حاشیہ میں چھپتی ہے اِس ''خلاصۂ تارِیخِ بائبل'' میں دی جاتی ہے۔

۲ پروفیسر ڈِین فرماتے ہیں کہ مسیح کے سب سے آخری رسُول کی موت سے تاریخِ بائبل مکمل ہُوئی لیکن واضح ہو کہ اُس واقعہ کے ساتھ مسیحی دَور جو مسیح کے جی اُٹھنے کے بعد پہلی عیدِ پنتیکُست کے دِن رُوح اُلقُدس کے نزُول کے موقعہ پر شرُوع ہُوا مکمل نہیں ہُوا تھا۔ مسیحی دَور کا پہلا زمانہ رسُولوں کے عہد کا زمانہ ہے۔ یُوحنّا رسُول کی موت نے صِرف اُس زمانہ کو مکمل کر دیا۔ مسیح کا پیغام یعنی اُس کی خوشخبری مسیحی دَور کی ایک انوکھی خصوُصیت ہے۔ یہ پیغام اُس وقت تک سُنایا جائے گا جب تک مسیح خود اپنی دُوسری آمد سے مسیحی دَور کو مکمل نہ کرے جیسا اُس نے خود فرمایا، ''اِس خوشخبری کی منادی تمام دُنیا میں ہو گی تا کہ سب قوموں کے لِئے گواہی ہو تب خاتمہ ہو گا'' (متّی ۲۴:۱۴)

۲- طُوفان کے بعد کا زمانہ۔ ۲۳۴۸ق م تا ۱۹۲۱ق م یعنی طُوفانِ نُوحؔ سے لے کر ابرہامؔ کے بُلاوے تک۔

۳- قدیم بزرگوں کا زمانہ۔ ۱۹۲۱ق م تا ۱۷۰۶ق م یعنی ابرہامؔ کے بُلاوے سے لے کر مِصرؔ میں ہجرت تک۔

۴- غُلامی کا زمانہ۔ ۱۷۰۶ق م تا ۱۴۹۱ق م یعنی مِصرؔ میں ہجرت سے لے کر بحیرۂ قُلزمؔ کو پار کرنے تک۔

۵- خانہ بدوشی کا زمانہ۔ ۱۴۹۱ق م تا ۱۴۵۱ق م یعنی بحیرۂ قُلزمؔ کو پار کرنے سے لے کر دریائے یردنؔ کو پار کرنے تک۔

۶- فتوحات کا زمانہ۔ ۱۴۵۱ق م تا ۱۴۰۰ق م یعنی دریائے یردنؔ پار کرنے سے لے کر یشُوعؔ کی وفات تک۔

۷- قاضیوں کا زمانہ۔ ۱۴۰۰ق م تا ۱۰۹۵ق م یعنی یشُوعؔ کی وفات سے لے کر ساؤلؔ کے مَسح ہونے تک۔

۸- متّحدہ بادشاہت۔ ۱۰۹۵ق م تا ۹۷۵ق م یعنی ساؤلؔ کے مَسح ہونے سے لے کر رحُبعامؔ کے بادشاہ بننے تک۔

۹- شمالی سلطنت کا زمانہ۔ ۹۷۵ق م تا ۷۲۲ق م یعنی رحُبعامؔ کے بادشاہ بننے سے لے کر سقُوطِ سامریہؔ تک۔

۱۰- جنوبی سلطنت کا زمانہ۔ ۹۷۵ق م تا ۵۸۶ق م یعنی رحُبعامؔ کی تخت نشینی سے لے کر سقُوطِ یروشلیمؔ تک۔

۱۱- جلاوطنی کا زمانہ۔ ۵۸۶ق م تا ۵۳۶ق م یعنی سقُوطِ یروشلیمؔ سے لے کر زرُبّابلؔ کی نگرانی میں واپسی تک۔

۱۲- جلاوطنی کے بعد کا زمانہ۔ ۵۳۶ق م تا ۴۰۰ق م یعنی زرُبّابلؔ کی نگرانی میں واپسی سے لے کر پاک نوشتوں کی مُستند فہرست مکمل ہونے تک۔

پرانے عہدنامے کی تارِیخ

پہلا باب

طُوفان سے پہلے کا زمانہ

از پیدائش [۱] تا ۲۳۴۸ ق م، یعنی پیدائش سے لے کر طُوفانِ نُوحؔ تک

پیدائش ۱:۱-۸:۱۳

تمہید: پیدائش کی کتاب

کتابِ پیدائش (تخلیق - ابتدا) کتابِ مبادیات ہے۔ پیدائش کے پہلے باب کی پہلی آیت تمام چیزوں کی تخلیق کا ذکر کرتی ہے۔ ''پیدائش کی کتاب نہ صِرف دنیا و کل عالمین کی تخلیق کو ظاہر کرتی ہے (پیدائش ۱:۱، ۴:۲) بلکہ اُن عظیم خاندانوں کے آغاز اور اُن کے شجرہ ہائے نَسب پر بھی بہت روشنی ڈالتی ہے جو خُدا کے مقصد کو پُورا کرنے میں مشہور ہو گزرے ہیں۔ مندرجہ ذیل دس حوالہ جات بخوبی ظاہر کرتے ہیں کہ پیدائش کی کتاب میں اُن لوگوں کی ابتدا کے بارے میں کتنا کچھ بیان کِیا گیا ہے۔ (۴:۲، ۱:۵، ۹:۶، ۱:۱۰، ۱۰:۱۱، ۲۷:۱۱، ۱۲:۲۵، ۱۹:۲۵، ۱:۳۶، ۲:۳۷)'' [۲]

پیدائش کی کتاب کے مُصنّف نے شعوری طور پر تارِیخ کے آغاز کے بیان کو قلمبند کِیا اور بائبل کی پہلی کتاب کو اُسی خصوصیّت کی بنا پر فوری شہرت حاصل ہُوئی۔ چنانچہ اِس کتاب کو ''پیدائش'' کا نام دیا جانا بالکل مناسب اور درست ہے۔

۱- کل کائنات و موجودات کی پیدائش

(پیدائش ۱:۱)

۱- مسئلہ کی تشریح: اگر ہمیں لوہے کا ٹکڑا دیا جائے تو اِس سے ہم ہتھوڑی، قینچیاں، سوئیاں، گھڑیوں کے سپرنگ اور دیگر بہت سی چیزیں بنا سکتے ہیں لیکن اِس عمل کو تخلیق نہیں کہا جا سکتا۔ یہ عمل تو محض تبدیلِ شکل ہے۔ لوہا کہاں سے

---

[۱] پروفیسر ڈینؔ نے پرانے عہدنامے کے زمانہ کی تارِیخ بیان کرتے ہُوئے بشپ آشرؔ کی تاریخوں سے استفادہ کِیا ہے۔ ہم نے ۴۰۰۴ ق م کی بجائے لفظ ''پیدائش'' استعمال کِیا ہے۔ پروفیسر ڈینؔ نے متن میں پیراگراف ا سے ج تک قطعی طور پر یہ واضح کر دیا ہے کہ لفظ ''ابتدا میں'' خُدا کے عالمین پیدا کرنے کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کی کوئی تارِیخ نہیں۔

[۲] مندرجہ بالا الفاظ جو واوین '''' میں ہیں پروفیسر ڈینؔ صاحب کی قطعی تحریر نہیں۔ پھر بھی پروفیسر صاحب کا مطلب و مفہوم وہی رہا ہے۔ اُنہوں نے اپنی تحریر میں اُن حوالہ جات کی طرف اشارہ کِیا ہے جہاں انگریزی ترجمہ میں لفظ ''جنیریشن'' استعمال کِیا گیا ہے۔ مگر ہمیں اُردو بائبل کے نقطۂ نظر سے اِس سچائی کو طلبا کے سامنے رکھنا ہے۔ چنانچہ ہم انگریزی کی حدبندی کے قائل نہ رہے تا کہ مُصنّف کا مفہوم قائم رہے۔

آیا؟ اُسے کس نے بنایا؟ اِسی طرح سے عالمین یعنی سورج، ستارے، سمندر، لاکھوں جاندار چیزیں وجود میں ہیں۔ یہ سب کہاں سے آئیں؟ سب سے بنیادی سوال تبدیلِ شکل کا نہیں بلکہ پیدائش کا ہے۔

ب- مسئلہ کا حل: صدیوں سے یہ سوال زیرِ بحث رہا ہے اور اِس کے حل کے لِئے ''اَبد سے وجود میں تھا،'' ''خُود بخُود پیدا ہُوا،'' ''اتفاقیہ تخلیق ہُوئی ہے'' اِس قِسم کے جواب پیش کِئے گئے ہیں۔ دیگر حل بُت پرستی کے خیال سے مَسخ ہو گئے ہیں۔ اِن بے شمار خیالوں کی بھرمار کے باوجود پیدائش کی کتاب کے مُصنّف پر یہ حقیقت عیاں ہے کہ دُنیا کی پیدائش کوئی اتفاقیہ عمل نہیں ہے اور نہ ہی کوئی شے خُود بخُود وجود میں آئی ہے اور ہر عمل کے لِئے کوئی نہ کوئی مناسب محرّک ضرور ہے۔ اِلہامی قلم کا محض ایک لفظ یعنی ''خُدا'' اِس زبردست مسئلہ کو حل کر دیتا ہے۔ ''خُدا نے اِبتدا میں زمین اور آسمان کو پیدا کِیا۔'' خُدا ہی واحد حل ہے۔ خُدا وجود میں ہو تو سب کچھ سلجھ جاتا ہے۔ ''اُس نے فرمایا اور ہو گیا۔ اُس نے حُکم دیا اور واقع ہُوا۔''
(زبُور ۳۳:۹)

ج- پیدائش کا وقت: ''اِبتدا میں'' سائنس نہایت اعلیٰ انداز سے کروڑوں سال کے عرصہ کا ذکر کرتی ہے۔ اچھا تو اگر یہ درست ہے کہ چیزوں کی پیدائش اربوں سال پہلے بھی واقع ہُوئی تو پھر بھی پیدائش کی کتاب کی پہلی آیت میں اِس خیال کی گنجائش ہے۔

۲- نظامِ کائنات کی پیدائش (پیدائش ۱:۲-۲:۳)

پیدائش کی رُوداد میں مندرجہ ذیل حقائق پر زور دیا جاتا ہے: (ا) اِبتدائی ویرانی۔ ''ویران اور سنسان۔'' (ب) منظّم کرنے والی قوت۔ ''خُدا کی رُوح پانی کی سطح پر جنبش کرتی تھی۔'' (ج) نظامِ تخلیق میں چھ مسلسل دِن[ا] یا زمانے (۱) روشنی کی پیدائش۔ لاپلیسؔ، سدیمی مفرُوضہ کا بانی تھا۔ وہ مفرُوضہ پیدائش کے خیال کو تقویت دینے کے لِئے پیش نہیں کِیا گیا بلکہ اِس لِئے کہ ہم سمجھیں کہ کل کائنات کیسے وجود میں آئی۔ اِس مفرُوضہ کے مطابق گیس دار مادّہ کی تکثیف کے دوران شدت کی روشنی چمکتی تھی جس سے گرمی خارج ہوتی تھی۔ لوگ مُوسیٰؔ کو نادان کہتے ہیں کہ وہ سورج کے وجُود میں آنے سے پہلے روشنی کا ذکر کرتا ہے لیکن لاپلیسؔ کو یہی بات کہنے کے سبب سے بڑا سائنس دان مانتے ہیں۔ (۲) فضا کی پیدائش۔ سطحِ ارض ٹھنڈی ہو گئی۔ بخارات کا گہرا لحاف کثیف ہو گیا اور بارش کی شکل میں برسا یا اُوپر اٹھ کر بادل کی شکل اختیار کر گیا اور آسمانی فضا سر کے اُوپر ایک لامحدود نیلے تنبُو کی مانند نظر آنے لگی۔ (۳) براعظموں، سمندروں اور نباتات کی پیدائش۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسا زمانہ بھی تھا جب ہر جگہ سمندر ہی سمندر تھا اور براعظم، جزیرے اور سمندر کے ساحل نہ تھے۔ خُدا نے فرمایا اور براعظم سمندر کی تہ سے ابھر آئے۔ سمندر کی سطح پر جزیرے جڑ دیئے گئے۔ یہ سب شروع میں تو ویران اور سبزہ سے خالی تھے لیکن رفتہ رفتہ وہ مختلف قِسم کی نباتات سے مُلبّس

ا ☆ کچھ لوگ ۲۴ گھنٹے کا دِن سمجھتے ہیں۔ یہ ممکن ہے مگر معقول نہیں۔ گھنٹوں کا حساب ہم زمین کی گردش سے جو سورج سے متعلق ہے لگاتے ہیں۔ پیدائش کی اِس رُوداد میں جن پہلے تین دِنوں کا ذکر ہے اُن کا ناپ اِس حساب سے ناممکن تھا (کیونکہ سورج یعنی نیّرِ اکبر چوتھے دِن کے دوران بنایا گیا۔ ...ایڈیٹر) پیدائش کی اِس رُوداد میں مثلاً ۲:۴ لفظ دِن کا مطلب وسیع تر معنی میں استعمال کِیا گیا۔ دیگر ایسی مثالیں مندرجہ ذیل حوالہ جات میں مِلتی ہیں: زبُور ۹۵:۸، یُوحنّا ۸:۵۶، عِبرانیوں ۳:۸۔

ہُوئے۔ (۴) سورج، چاند اور ستاروں کی پیدائش۔ ممکن ہے کہ پیدائش کی یہ روُداد مظاہری یا جہاں نما سمجھی جائے یعنی جیسے کوئی آدی دُنیا کی سطح پر سے تماشائی بن کر واقعات بیان کر رہا ہو۔ اِس خیال کے نقطۂ نظر سے ممکن ہے کہ اجرامِ فلکی چوتھے دِن سے پہلے موجود ہوں (لفظ ''آسمان'' پر غور کریں، [۱] پیدائش ۱:۱ ...ایڈیٹر) لیکن اُس وقت پہلی مرتبہ زمین پر ظاہر ہُوئے۔ (۵) بحری زندگی اور پرندوں کی پیدائش۔ اِس منزل پر زندگی کی سرحد عبور ہو گئی۔ اِس سے قبل زمین پر کوئی جانور نہ چلتا اور نہ فضا میں پرندہ اڑتا تھا نہ سمندر میں کوئی مچھلی تیرتی تھی۔ ایک دفعہ پھر خُدا کا حکم صادر ہوتا ہے اور فضا اور سمندر جانداروں سے بھر جاتے ہیں۔ یہ حیواناتِ صدفہ، رینگنے والے جانوروں، پرندوں اور مچھلیوں کا دور ہے۔ (۶) برّی زندگی اور نوعِ انسان کی پیدائش۔ چھٹے زمانے کا انوکھا اور امتیازی واقعہ انسان ہے۔ نوعِ انسان کی صفات میں سے یہ صفت انوکھی اور امتیازی ہے کہ وہ خُدا کی شبیہ پر ہے (پیدائش ۱:۲۷)۔ اِس بات میں الفاظ ''پیدا کِیا'' تین مرتبہ استعمال ہُوئے ہیں۔ پیدائش ۱:۱ میں کل عالمین کے متعلق، باب ۱:۲۱ میں جانداروں کے بارے میں اور باب ۱:۲۷ میں بنی نوع انسان کے متعلق استعمال کئے گئے ہیں۔ خالق کے پہلے عمل کے باعث وہ حدبندی پار ہُوئی جو بے وجود اور موجود کے درمیان ہوتی ہے۔ کبریا کے دوسرے عمل سے وہ حدبندی پار ہُوئی جو بے جان اور جانداروں کے درمیان ہے اور قادرِ مطلق کے تیسرے عمل کے سبب سے وہ حدبندی پار ہو گئی جو حیوان اور انسان کے درمیان ہے۔ انسان اپنی ادنےٰ خصوصیّت کے بارے میں مٹی سے جس میں وہ جا کر مِلتا ہے اور نباتات جو زمین کی مٹی میں جڑ پکڑے ہیں اور حیوانات جو زمین پر گھومتے ہیں تعلق رکھتا ہے لیکن بنی نوع انسان کی رغبت عالمِ بالا کی طرف ہے جب کہ اِن چیزوں کی نہیں۔ بنی نوع انسان مندرجہ ذیل صفات میں خُدا کی شبیہ پر ہے۔ (ا) با اِدراک قوتِ فہم۔ انسان کی پیدائش سے قبل نظم و نسق اور خوبصورتی موجود تھی لیکن اِس تنظیم اور خوبصورتی کی تعریف کرنے والا موجود نہ تھا اور نہ علّت و معلُول کے تعلق کو سمجھنے والا تھا۔ صِرف خُدا ہی پیدا کر سکتا ہے اور صِرف انسان ہی جو خُدا کی شبیہ پر ہے خُدا کی مخلوقات میں اُس کے ارادہ اور خوبصورتی کو محسوس کر سکتا ہے۔ (ب) حواس خمسہ کی مدد سے باعقل و مناسب جذبہ۔ (ج) دانش مندانہ انتخاب کی قوّت۔ (د) اخلاقی فطرت یعنی نیکی و بدی کے پہچاننے کی عقل۔ (ر) حلقۂ اختیار۔ یہ فقرہ کہ ''اختیا رکھو'' [۲] انسان کے آبادکار کا اجازت نامہ ہے۔ اِس فرمان کے باعث بنی نوع انسان کو جہان اور اُس کی کل پیداوار کا بیع نامہ مِلتا ہے۔ اِس کے علاوہ یہ فرمان مادّی تخلیق کو اخلاقی معنوں سے مُلبّس کرتا ہے۔ مادّی تخلیق کا اصلی مقصد انسان سے متعلق ہے جیسے بنی نوع انسان کا

---

[۱] پروفیسر ڈیِن کی ترمیم شُدہ اشاعت میں جسے ہم نے ترجمہ کے لِئے استعمال کِیا ہے مندرجہ ذیل بیان ہے۔ ''اِس میں شک نہیں کہ اجرامِ فلکی چوتھے دِن سے پہلے موجود تھے لیکن اُس وقت پہلی مرتبہ زمین پر ظاہر ہُوئے۔'' معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر ڈیِن نے پیدائش ۱:۱ کے لفظ ''آسمان'' پر غور کر کے لکھا ہے۔ ہم نے اِس میں تبدیلی کی ہے تا کہ یہ جملہ اُس تصور کے مطابق ہو جو اِسی جگہ کے اُوپر ہی دیئے ہُوئے جملے میں موجود ہے۔ اِس سے بڑھ کر یہ کہ ترمیم شدہ جملہ پاک نوشتوں کے کِسی طرح بھی خلاف نہیں سمجھا جا سکتا اور پروفیسر ڈیِن نے ہمیشہ یہی کوشش کی ہے۔

[۲] پیدائش ۱:۲۸

نقشہ باغِ عدن کے چار دریا

اعلیٰ ترین وجود میں ہونے کا مقصد خُدا سے تعلق رکھتا ہے۔

تخلیق کے بیان میں دو ایک خصوصیات خاص طور پر توجّہ کی مستحق ہیں۔ (۱) یہ بیان سائنس کے مصدقہ نتائج کے ساتھ مندرجہ ذیل طریقے سے قابل ذکر مطابقت رکھتا ہے۔ اِس بات میں کہ تخلیق واقعی ہُوئی، کہ نظم و نسق سے قبل ابتری اور خلل تھا، کہ تخلیق ایک ساتھ نہیں ہُوئی بلکہ درجہ بدرجہ ہُوئی، کہ تخلیق معقول بتدریج ترقی سے ہُوئی، کہ یہ ترقی کمتر سے اعلیٰ تر کی جانب تھی اور آخر کار یہ کہ تخلیقی اعمال کی منزل بہ منزل ترقی کے نظام کے بارے میں عام اتفاقِ رائے موجود ہے۔ کیا پیدائش کی کتاب کا پہلا باب محض قیاس آرائی پر مبنی ہے؟ کیا ڈارونؔ، ٹنڈالؔ یا ہکسلیؔ ایک غیر سائنسی دَور میں اِس کے برابر قیاس آرائی کر سکتے تھے؟ (۲) یہ بیان پورے طور پر تواریخی نہیں۔ تاریخ اِطلاعات کے لِئے انسانی ذرائع یعنی روایات، تحریری قوانین، دستاویزات اور قدیم یادگاروں کا سہارا لیتی ہے۔ کوئی زبانی روایت انسان کی اِس دُنیا پر پیدائش سے پہلے کی حالت کے بارے میں اطلاع نہیں دے سکتی۔ چنانچہ یقیناً یہ بیان مکاشفہ سے یعنی فوق الفطرت اِلہامی انکشاف سے تحریر کِیا گیا ہے۔ یُوں بائبل کا آغاز ہوتا ہے اور یُوں تکمیل۔ ماضی اور مستقبل کے پوشیدہ بھیدوں کا برملا انکشاف اُن رویاؤں کے ذریعے ہوتا ہے جن سے بائبل مُقدّس کا آغاز اور تکمیل ہوتی ہے۔

۳- گُناہ کی پیدائش (پیدائش ۲:۴-۳:۲۴)

پیدائش ۱:۱-۲:۳ میں تخلیق کا اجمالی اور مجموعی بیان پایا جاتا ہے۔ لیکن یہ عبارت اُس بیان کو دہراتی ہے اور تخلیقِ انسان کو زیادہ مفصّل طور پر ظاہر کرتی ہے۔ پہلے بیان کا موضوع کل عالمین ہے جس میں انسان بھی شامل ہے۔ کل عالمین کا سرچشمہ لامحدود اور پُر دانش خُدائے واحد کو ثابت کِیا گیا ہے۔ دوسرے بیان کا عظیم موضوع انسان ہے۔ یہاں اُسے اپنے خالق کی شبیہ پر ہونے کے وجہ سے اُس کا اصلی و اعلےٰ مرتبہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کل کائنات کا تاج اور مالک ہے۔

۱- دُنیا کی اوّلین تاریخی حالت: اِس منزل یعنی آدم کی پیدائش پر ہم پہلی دفعہ اصلی رنگ میں تاریخ کی سرحد کے اندر قدم رکھتے ہیں۔ ممکن ہے کہ الہامی انکشاف میں انسانی ذرائع اطلاع کو استعمال کِیا جائے۔ دُنیا کی اوّلین تاریخی حالت کے متعلق ہمیں مندرجہ ذیل باتوں کے بارے میں معلوم ہے۔ (۱) انسان کی رہائش گاہ باغِ عدنؔ تھی۔ اِس رہائش گاہ کے بارے میں دو مشہور دریاؤں کا ذکر ہے یعنی فراتؔ اور دجلہؔ۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ باغِ عدنؔ جنوب مغرب ایشیا میں تھا۔ ایک عام مشہور روائت جس کی تصدیق جدید سائنسی تحقیقات سے بھی ہوتی ہے اُس بالائی علاقے جو کوہِ قافؔ کے جنوب میں ہے اُسے بنی نوع انسان کا گھوارہ ٹھہراتی ہے۔[۱] (۲) معاشرہ۔ آدمی اِس لِئے نہیں بنایا گیا تا کہ تنہا رہے اور نہ ہی اُسے کِسی اعلیٰ قِسم

---

[۱] پروفیسر بی۔ ایس۔ ڈینؔ کی اِس تصنیف کو لکھے ہُوئے اٹھاسی سال گُزر چکے ہیں۔ سائنسی تحقیق جو بعد میں ہُوئی اُس کی مناسب جانچ پڑتال کے لِئے مندرجہ ذیل کتابیں دیکھئے: (۱) Michael J. Behe, Darwin's Black Box, the Biomechanical Challenge To Evolution, (New York: Simon & Schuster, Inc. 1996) اور (۲) Ariel A. Roth, Origins, Linking Science and Scripture, (Hagerstown, MD: Review & Herald Publishing Association, 1998)

کی حیوانی مخلوق سے رفاقت کے لِئے پیدا کِیا گیا تھا بلکہ اُس کے اپنی جنس کے ساتھ اور خاندانی زندگی میں رہ کر ہی اپنے وجود میں رہنے کے اعلیٰ ترین مقاصد پورے ہو سکتے ہیں۔ حوّا کی پیدائش سے نسلِ انسانی کے پیدائش اتحاد اور مساوات کی حقیقت سکھائی جاتی ہے۔ (۳) پیشہ۔ بنی نوع انسان کا مقصدِ زندگی سُستی اور بے کاری ہر گز نہیں۔ بے کاری اور سُستی سے انسانی قوّتیں زنگ آلود ہو جاتی ہیں اور انسان پر اخلاقی زوال آ جاتا ہے۔ چنانچہ آدم کو باغِ عدن کا باغبان مقرر کِیا گیا۔ (۴) اخلاقی حالت۔ تاریخ نویس خُدا کے ساتھ پُوری رفاقت، کامل معصومیت اور اعتقاد کی مبارک بادی اور وسیع آزادی کا نقشہ کھینچتا ہے۔ آدم کی آزادی سراسر لامحدود نہ تھی۔ لیکن صِرف ایک ہی بات ممنوع تھی۔ جیسا لکھا ہے، ''تُو باغ کے ہر درخت کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت کا کبھی نہ کھانا۔'' [۱] لازمی ہے کہ آزادی کی حُدود ہوں۔ انسان کو قانُون کی عزت و تکریم کرنی چاہیئے اور لازمی ہے کہ وہ خود غرضی کی خواہشات کو اعلیٰ مفادات کی خاطر دبا دے۔ گو انسان دُنیا میں حاکم ہے پھر بھی لازماً اُس کا فرض ہے کہ خُدا کا محکوم رہے۔

ب- حُکم عدولی: عالمین میں خطا اور خطا کار پیشتر سے موجود ہیں۔ دونوں باغِ عدن میں داخل ہوتے ہیں۔ اژدہا یا تو شیطان کے کارِندے یا نمائندے کے طور پر ظاہر ہوتا ہے (یُوحنّا ۸:۴۴، مکاشفہ ۱۲:۹، ۲۰:۲)۔ آزمائش اور گُناہ کے طریقِ کار پر غور کیجئے۔ پہلے ایک ورغلانے والا سوال کِیا گیا۔ ''کیا واقعی خُدا نے کہا ہے کہ باغ کے کِسی درخت کا پھل تُم نہ کھانا؟'' [۲] پھر ایک بہتان آمیز جھوٹ بولا گیا۔ ''تُم ہرگز نہ مروگے۔'' [۳] پھر بعد ازیں تیزی سے یکے بعد دیگرے خُدا پر عدمِ اعتماد، نامناسب خواہش، غلط انتخاب اور برملا نافرمانی واقع ہوتی ہے۔ خُدا کی طرف مائل ہونے کا طریقہ بالکل اِس کے برعکس ہوتا ہے کیونکہ یہ لازم ہے کہ سچائی قبول کریں، خُدا پر اعتقاد رکھیں، مناسب خواہش کریں، صحیح فیصلہ کریں اور اعلانیہ خُدا کے وفادار اور محکُوم بنیں۔

ج- سزا: پھر اِس کے بعد قدرتی اور لازمی نتیجہ واقع ہوتا ہے یعنی جرم اور اجنبیت کا احساس۔ ''آدم اور اُس کی بیوی نے آپ کو... چھپایا۔'' [۴] اِس کے علاوہ خُدا کی طرف سے انسان کے لِئے سزا کا فتویٰ صادر ہوتا ہے۔ عورت کا دردِ زہ بہت بڑھا دیا گیا اور مرد کے لِئے سخت محنت کا حکم جاری ہُوا۔ لیکن اِس کے باوجود دونوں کو ایک جلالی اور شان دار اُمید دی جاتی ہے یعنی ایک مَوعُودہ نسل کا ذکر ہُوا جو اژدہا کا سر کچلے گی۔ پیدائش کی کتاب کے تیسرے باب کی پندرہویں آیت میں باغِ عدن کے عین پھاٹک پر جس سے اب وہ محروم تھے ہم مسیح کی مخلصی دینے کے کام کی دُھندلی نبوّت کی پہلی جھلک پاتے ہیں۔

---

[۱] پیدائش ۲:۱۶-۱۷۔

[۲] پیدائش ۳:۱۔

[۳] پیدائش ۳:۴۔

[۴] پیدائش ۳:۸۔

۴- پیدائش اور بنی آدم کے اپنے رُتبہ سے گرنے کے ہلکے نقوش

عظیم واقعات جو یہاں قلم بند کِئے گئے ہیں اُن کے دلچسپ ہلکے نقوش قدیم ادب میں مِلتے ہیں لیکن وہ بُت پرستی کے نظریات کے باعِث مَسخ ہو کر رہ گئے۔ اِس لِئے اِس اِلہامی اور جلالی بیان کے مُقابلے میں وہ بہت ہی کم اہمیت رکھتے ہیں۔ پیدائش کی کہانی کی طرح آدم کے اپنے رُتبہ سے گرنے کی کہانی کا چرچا تمام دُنیا میں پھیل چُکا ہے۔ بُت پرست اَقوام نے اِسے اپنا کر اپنے جغرافیہ، تاریخ اورعلم الاصنام کی کہانیوں میں شامل کر لِیا ہے۔ پھر بھی اِس کی سیرت، رنگ ڈھنگ اور مقصد اِسی قدر نہیں بدلا کہ ہم اُسے پہچان نہ سکیں۔ لیکن یہاں توریت میں آدم کے اپنے رُتبہ سے گرنے کی کہانی عالمگیر انسانی حقیقت ہونے کی صورت میں محفُوظ ہے۔ تخلیق کی آہیں جو اب تک گونجتی ہیں، وہ مخلصی جو مسیح یِسُوع میں ہے اور بنی نوع انسان کے دِل مِل کر گواہی دیتے ہیں کہ یہ بیان سچا ہے۔[۱]

۵- قُربانی کی پیدائش (پیدائش ۴:۱-۱۵)

اُس پہلے انسانی خاندان میں بچّے خوشیوں کے اجالے اور غموں کے سائے لے کر آئے۔ دونوں بھائی اپنے پیشے اور قربانیوں کے اعتبار سے مختلف تھے جو وہ خُدا کے حضور لائے تھے۔ اِن دو آدمیوں کی طبیعت میں اِس سے زیادہ عمیق فرق تھا۔ قائن کاشتکار اور ہابل چرواہا تھا۔ اُن میں سے ایک زمین کی پیداوار کے پہلے پھل بطور شُکر گزاری کی قُربانی کے لایا۔ دوسرا گُناہ کی قُربانی کے طور پر اپنی بھیڑ بکریوں کے کچھ پہلوٹھے لایا۔ قائن کا نذرانہ محض ایسا تھا

---

[۱] چونکہ یہ بیان شاعری کی طرف مائل ہے اِس لِئے شاید اُس کی ایک مختصر سی تفسیر مفید ہو گی۔ یہ جملہ اُس عبارت کا حِصّہ ہے جو پرفیسر ڈین نے پروفیسر سمتھ کی کتاب (William Smith, Old Testament History, (New York: Harper & Brothers, 1873) p. 29.) سے بطور اقتباس پیش کِیا ہے۔ اِس سے پیشتر پروفیسر سمتھ نے یہی عبارت اُس ماہر علوم پروفیسر Delitzsch کی تصنیفات سے اقتباس کے طور پر پیش کی ہے۔ ترجمہ کرتے وقت یہ ناممکن ثابت ہُوا کہ عبارت کو اِس سلسلۂ بیان میں پڑھا جائے جسے شروع میں پروفیسر Delitzsch نے تصنیف کِیا۔ اِس کے باوجود یہ رائے پیش کی جا سکتی ہے کہ ''تخلیق کی آہیں'' آج کل کی ارضیاتی حرکت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ یہ موجودہ حرکت اُن کے مقابلے میں جو عالمین کی پیدائش میں ہُوئیں بُہت ہی کم درجہ رکھتی ہے۔ وہ ناقابل برداشت شور و غُل جو اُس وقت برپا ہُوا جب وہ واقع ہُوئے جن کا بیان پیدائش کی کتاب کے پہلے باب کی نویں اور دسویں آیت میں ہے تو پھر وہ شور جو آج کی ارضیاتی حرکت سے ہوتا ہے فی الحقیقت یہ صِرف تخلیق کی آہیں معلوم ہوتی ہے۔ پھر بھی یہ سوال پوچھا جا سکتا ہے کہ یہ باقی ماندہ ارضیاتی حرکت جو آج کل ہوتی ہے پیدائش کی کتاب کی اُس تخلیق کے بیان کی تصدیق کِس طرح کرتی ہیں؟ یقیناً یہ ارضیاتی حرکت مثلاً آتش فشانی اُس اصول پر مبنی ہیں جِسے سائنس دان انگریزی میں entropy کہتے ہیں۔ اِس اصول کے مطابق حرارت ہمیشہ گرم تر شے سے ٹھنڈی شے کی طرف رُخ کرتی ہے۔ اگر عالمین کی تخلیق نہ ہُوئی بلکہ کل عالمین ابد سے وجود میں ہوتے تو کوئی شے دوسرے سے گرم تر نہ ہوتی بلکہ گرمی کے اعتبار سے ہر چیز برابر ہوتی۔ لیکن قریباً ہر ارضیاتی حرکت جو آہ و نالہ کرتی ہے حرارت کے سبب سے اور حرارت کے ساتھ ساتھ ہوتی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اِس عالم اور کل عالمین کو ایک مقررہ وقت پر خالقِ اکبر نے تخلیق کِیا۔ باقی ماندہ دو باتوں کا مطلب زیادہ واضح ہونے کے باوجود یہ مناسب ہے کہ اُن کا مطلب اور زیادہ وضاحت سے پیش کِیا جائے۔ Delitzsch کہتے ہیں کہ وہ ''مخلصی جو مسیح یِسُوع میں ہے'' گواہی دیتی ہے کہ یہ بیان یعنی تخلیق اور آدم کے اپنے رُتبہ سے گرنے کا بیان سچا ہے۔ ''اِس میں شک نہیں کہ وہ اُس پیشینگوئی کو جو پیدائش تیسرے باب کی پندرہویں آیت میں ہے اُس کے پورے ہونے کے بارے میں اشارہ کرتا ہے۔ یِسُوع کے کنواری مریم سے پیدا ہونے کے سبب سے جب کہ اُس کا کوئی جسمانی باپ نہیں تھا، وہ حوّا کی نسل ثابت ہُوا نہ کہ آدم کی۔ اِس لِئے نہ صِرف موعودہ نسل ہونے کے سبب سے اُس نے اُس کو پورا کِیا بلکہ اپنی موت اور دوبارہ جی اُٹھنے کے سبب سے اُس نے شیطان کے سر کو کچلا اور موت اور گُناہ پر غالب آیا۔'' بنی نوع انسان کے دِل ''کئی طریقوں سے'' گواہی دیتے ہیں کہ یہ بیان سچا ہے۔ لیکن اُن طریقوں میں سے یہاں صِرف ایک کا ذکر کِیا جاتا ہے۔ تخلیق کے اِس تاریخی بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی نوع انسان خود سے تخلیق نہیں ہُوا۔ وہ خالق سے مخلوق ہُوا اور اِس لِئے اُس کا محکوم ہے۔ وہ عضو جس کو ہم ضمیر کہتے ہیں ہمیں لگاتار یاد دلاتا ہے کہ ہم خود مختار نہیں ہیں بلکہ کبریا کے محکوم ہیں جس کو ہمیں ''...ہر ایک خُدا کو اپنا حِساب دیگا'' (رومیوں ۱۴:۱۲)۔ بائبل مُقدّس کے مطابق ضمیر رُوحانی دِل کا ایک عضو ہے۔ چنانچہ تمام بنی نوع انسان کا دِل گواہی دیتا ہے کہ یہ تخلیق کا بیان صادق ہے۔

جو آدمؔ اور حوّاؔ اپنی بے گُناہی کی حالت میں باغِ عدنؔ میں پیش کر سکتے۔ اِس سے نہ گُناہ کا اَحساس نہ مُعافی کے لِئے فریاد ظاہر ہُوئی۔ علاوہ ازیں وہ اِیمان جو اُس کے بھائی ہابلؔ کے دِل میں تھا قائنؔ کے دِل میں نہیں تھا (عِبرانیوں ۱۱:۴)۔ ہابلؔ کی رُوح کے برعکس قائنؔ کی رُوح کم اعتقادی، دعویِٰ پارسائی اور خود رائی کی رُوح تھی۔ یہ وہی حال تھا جیسے فریسی اور محصُول لینے والے باغِ عدنؔ کے پھاٹک پر حاضر ہوتے۔[۱] اُس کینہ نے جو حسد سے قائنؔ کے دِل میں پیدا ہُوا اُسے مجبور کر کے قاتل بنا دیا۔ ہابلؔ اپنی وفاداری کے سبب سے شہید بنا۔ ایک یعنی قائنؔ قاتلوں کی طویل فہرست میں اوّل بن گیا۔ دوسرا یعنی ہابلؔ خُدا کے جاں نثاروں کی عظیم فہرست میں اوّل ثابت ہُوا۔

۶- قائنؔ کی نسل (پیدائش ۴:۱۶-۲۶)

قائنؔ کا ایک بیٹا حنوکؔ تھا جس کے نام پر اُس نے ایک شہر بسایا۔ جیسا باپ ویسا بیٹا۔ قائنؔ کی نسل مہم جُو اور بے دین قوم تھی۔ قائنؔ، حنوکؔ، عیرادؔ، محویاایلؔ، متوساایلؔ، لمکؔ۔ یہ قائنؔ کا شجرۂ نسل ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ قائنؔ کے دیگر کم تر شجرۂ نسل بھی تھے۔ یہ شجرۂ نسل اِس لِئے دیا گیا ہے کہ اِس کے آخر میں لمکؔ کا ذکر ہے جس کے خاندان میں اِس نسل کی فِطرت اِنتہا تک پہنچ گئی۔ لمکؔ کی دو بیویاں تھیں جن سے اُس کے تین بیٹے پیدا ہُوئے۔ یوبلؔ ایک سازندہ، یابلؔ ایک چرواہا اور توبلقائنؔ ایک لوہار تھا۔ قائنؔ کی تُند مِزاجی دوبارہ لمکؔ میں ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ ''تلوار کے گیت'' سے ظاہر ہے۔

''اَے عدؔہ اور ضِلّہؔ میری بات سُنو۔
اَے لمکؔ کی بیویو میرے سُخن پر کان لگاؤ۔
مَیں نے ایک مرد کو جس نے مُجھے زخمی کِیا مار ڈالا
اور ایک جوان کو جس نے میرے چوٹ لگائی قتل کر ڈالا...'' (پیدائش ۴:۲۳)

اِس مختصر بیان سے دو اَسباق نکل سکتے ہیں۔ (۱) مادی تہذیب الٰہی بخشش نہیں بلکہ خالِصتاً انسانی ترقی ہے۔ (۲) تہذیب مذہب نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ مذہب کا بدل ہے۔ قائنؔ کی نسل سے مندرجہ ذیل انوکھے نتائج برآمد ہوتے ہیں: قتل، شہر، کثرتِ اِزدواج، مُوسیقار، دھات کا کاریگر، شاعری۔ لیکن ایسے انسان کی ایک بھی مثال نہیں جو ''خُدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا'' ہو۔[۲]

۷- سیتؔ کی نسل (پیدائش پانچواں باب)

اِس میں شک نہیں کہ سیتؔ کے بعد بھی آدمؔ کے اور بیٹے پیدا ہُوئے جن سے دوسری نسلیں شروع ہُوئیں۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسل اِس لِئے محفوظ کی گئی کیونکہ یہ نُوحؔ تک لے آتی ہے۔ نُوحؔ اِس نسل کی اعلیٰ خوبیوں کا نمائندہ تھا۔ اُس کے وسیلے سے بنی نوع انسان قائم اور دائم رہا اور نُوحؔ کے صلب کی نسل میں سے آخر کار وہ مَوعُودہ نسل پیدا ہو گی۔ اِس نسب نامہ میں یہ دس نام ہیں: آدمؔ، سیتؔ، اَنُوسؔ، قِینانؔ، محللؔ ایل، یاردؔ، حنوکؔ، متوسلحؔ، لمکؔ اور نُوحؔ۔ پہلی نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسب نامہ محض وِلادت کی فہرست ہے جس میں پیدائش، مَوت اور عمر وغیرہ درج ہیں۔ جن ناموں کا ذکر اِس میں ہے حیرانی کی

---

[۱] لُوقا ۹:۱۸-۱۴۔

[۲] پیدائش ۵:۲۲۔

حد تک اُن سے مِلتے ہیں جو قائنؔ کے شجرۂ نسب میں درج ہیں۔ لیکن جو مختصر بیان یہاں موجود ہے صریحاً قائنؔ کی نسل سے مختلف ہے۔ سیتؔ اور حنوکؔ کے دِنوں میں لوگ ''یہوؔواہ کا نام لے کر دُعا کرنے لگے۔'' [۱] ''حنوکؔ خُدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا اور وہ غائب ہو گیا کیونکہ خُدا نے اُسے اٹھا لیا۔'' [۲] یہ بیان الٰہی رفاقت اور مبارک حیاتِ ابدی دونوں کے اعتبار سے پُر معنی ہے۔ ''نُوحؔ مردِ راستباز'' تھا اور ''خُدا کے ساتھ ساتھ چلتا رہا'' [۳] بیانات مختصر ہونے کے باوجود پھر بھی قائنؔ اور سیتؔ کی نسل کا تصوُر بالکل ایک دوسرے کے برعکس ہے۔

۸- برگشتگی اور طُوفان (پیدائش ۱:۶-۸:۱۴)

ا- طوفانِ نُوحؔ کے متعلق روایات: اِس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہوسکتی کہ یہ ابواب ایک عظیم تاریخی واقعہ بیان کرتے ہیں۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ آدمؔ کے اپنے رُتبہ سے گرنے اور باغِ عدنؔ کے اذکار قدیم ادب میں پائے جاتے ہیں۔ بائبل کی تاریخ کے ابتدائی دور کے واقعات میں سے کوئی واقعہ ایسا نہیں جس کی تصدیق اِس حد تک مکمّل طور پر ہوتی ہو جیسے کہ طوفانِ نُوحؔ کی۔ طوفانِ نُوحؔ سے ایک دیر پا اور عمیق تاثر قائم رہا۔ اِس کی زبانی روایات چار عظیم اقوام میں یعنی تورانیؔ، حامیؔ، سامیؔ اور آریؔا میں موجود ہیں۔ اِن میں بُہت زیادہ فرق ہے۔ بعض ایک ارباب پرستی کے سبب سے مسخ ہو گئیں لیکن وہ زبانی روایات جو کشتی نُوحؔ کے ٹھہرنے کے مقام کے گرد ہی پائی جاتی ہیں زیادہ مفصل اور زیادہ درست ہیں۔ چینیؔ، ہندُوؔ، کسدیؔ، مِصریؔ، یُونانیؔ، کلٹیؔ، لاپسؔ، ایسکیموؔ، میکسیکنؔ، وسطی اور جنوبی امریکہ کے باشندے غرض یہ سب اُن زبانی روایات کے محافظ ہیں۔ اِن میں سب سے مشہور زبانی روایت جو بائبل کے بیان کے قریب ہے کسدیوںؔ کی ہے۔ اِس کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) بیروُسسؔ کی روایت جو بابلؔ کا کاہن تھا۔ اُس نے ۲۶۰ ق م میں اِسے یُونانی زبان میں لکھا اور یہ کئی صدیوں سے مشہور ہے۔ (۲) وہ روایت جو قدیم پیکانی رسم الخط [۴] میں مٹی کی تختیوں پر لکھی گئی تھی اور پچیس صدیاں تنہائی میں پڑے رہنے کے بعد ۱۸۷۲ء میں نینوؔہ شہر کے کھنڈرات سے برآمد ہُوئی۔

ب- طوفانِ نُوحؔ کی اخلاقی وجوہات: طوفانِ نُوحؔ محض طبعی آفت ہی نہ تھی بلکہ یہ ایک ہیبت ناک اخلاقی واقعہ تھا۔ پیدائش ۵:۶ ملاحظہ فرمایئے۔ معاشرہ اخلاقی خوبیوں سے لاعلاج طور پر محروم ہو چکا تھا۔ برگشتگی کے اسباب معلوم کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ پیدائش ۱:۶-۵ پڑھیں۔ یاد رکھیں کہ قائنؔ اور سیتؔ کے شجرۂ نسل کے متعلق کیا کہا گیا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ یہ بڑی ذلت و خواری اِس بات کا نتیجہ تھی کہ سیتؔ کی نسل کے مرد (''خُدا کے بیٹے'') قائنؔ کی نسل کی عورتوں سے (''آدمی کی بیٹیوں'') مخلُوط شادیاں کرتے تھا۔ جس طرح بدی کے ساتھ سمجھوتہ کرنے میں

---

۱ پیدائش ۲۶:۴۔

۲ پیدائش ۲۴:۵۔

۳ پیدائش ۹:۶۔

۴ پیکانی رسم الخط کو میخی رسم الخط بھی کہتے ہیں۔ اس رسم الخط کو یہ نام اس لئے دیا گیا کہ اُس کے حروف (نشانات) تکونی شکل کے ہوتے ہیں۔ یہ نشانات نمدار مٹی کی تختی پر لوہے کے ایک چھوٹے سے تکونے پنسل نما اوزار کو دبا کر لگائے جاتے تھے۔ بعد میں یہ تختی آگ میں پکا لی جاتی تھی تا کہ حروف قائم رہیں۔

ہمیشہ ہوتا ہے اِس معاملہ میں بھی بے دین لوگوں نے فائدہ اُٹھایا اور نقصان اِیماندار لوگوں کو پہنچا۔ برگشتگی کا نتیجہ اولادِ آدم کی تباہی نکلا۔ سنگین ترین جرم کی سزا بھی سنگین ترین ہونی چاہیئے۔ ہم عادی مجرم کے لِئے عمر قید کی سزا دیتے ہیں یا پھر اُسے پھانسی کے تختے پر لٹکاتے ہیں جب تک اُس کی موت واقع نہ ہو۔ طوفان سے پہلے کے لوگ آخری لوگ نہ تھے جنہیں اُن کے جرم کے باعِث صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ طوفان کا پانی، وہ آگ کی بارش جس نے سدُوم کو ہمیشہ کے لِئے معدُوم کر دیا، وبا کی غارت گری اور جنگ کی آندھیاں اکثر خُدا کے قہر کی پیامبر ثابت ہُوئی ہیں۔

ج- طوفان کے ذرائع: جس نے زمین کو پیدا کِیا ہے اُس کے بس میں اُس کی تباہی کے بھی بے شمار ذرائع ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انسان کے دَور سے قبل یہ زمین بار بار بارش کے طوفان سے غرق اور برباد ہو کر سمندروں کی تہہ میں ڈوب گئی ہو۔ سمندر کے پاتال کے سب سوتے پھُوٹ نکلے اور آسمان کے دریچے کھول دیئے گئے (پیدائش ۷:۱۱) وہ واقعہ جو انسان کے وجود میں آنے سے پہلے کئی مرتبہ واقع ہُوا ہو ایک اعلیٰ اخلاقی مقصد مکمّل کرنے کے لِئے الٰہی پروردگاری میں آسانی سے دوبارہ واقع ہو سکا۔ آج بھی مغربی ایشیا کے کچھ علاقے ہیں جو سطح سمندر سے نیچے ہیں اور اگر دوسرے اُونچے علاقے جو اُن کے اور سمندر کے بیچ میں واقع ہیں بیٹھ جائیں تو یہ نشیبی علاقے غرق ہو جائیں گے اور ہزار ہا لوگ صفحۂ ہستی سے مٹ جائیں گے۔

د- طوفان کی وسعت و مدّت: چالیس دِن تک بارش ہوتی رہی۔ پانی ایک سو پچاس دِن[1] تک لگاتار چڑھتا اور پھر اُس کے اُترنے میں دو سو پچیس دِن لگے۔ یا تو طوفانِ نُوح عالمگیر تھا یا جو زیادہ اغلب ہے، نژادانِ انسانی کی آغازی تاریخ کے دوران اِس سے قبل کہ بنی نوع انسان نے کوئی خاص وسیع علاقہ آباد کِیا ہو، وہ طوفان آیا۔ دونوں نقطۂ نظر سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اُس طوفان کے بارے میں عالمگیر زبانی روایات کیونکر پیدا ہُوئی ہوں گی۔

ر- نُوح اور طوفان: کچھ ایسے اسماء ہیں جن کا ذکر ہمیشہ مشہور تاریخی اَدوار کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے جیسے لِنکن برّیت کے ساتھ، کراموَیل "کامن ویلتھ" کے ساتھ، مُوسیٰ خرُوج کے ساتھ۔ ویسے ہی نُوح کا اِس مشہور طوفان کے ساتھ ذکر ہوتا ہے۔ پڑھیئے پیدائش ۶:۹-۸:۱، حِزقی ایل ۱۴:۱۴۔ نُوح، خُدا کا برگزیدہ اور ایک برگشتہ زمانہ میں بہادر شخصیت تھا۔ قربان گاہیں یکے بعد دیگرے مِسمار ہُوئیں لیکن نُوح کی قربان گاہ پر آگ اُس وقت تک جلتی رہی جب تک طوفان کی لہروں نے اُسے بُجھا نہ دیا۔ ایسے حالات میں اکیلے بدی کے خلاف مقابلہ کرنا جرأت کا کام ہے۔ نُوح وہاں رہنمائی کرتا رہا جہاں بہت کم لوگ پیروی کی جرأت کرتے تھے۔ ایک طرف نُوح کی مکمل فرمانبرداری اور اُس کی نتیجتاً حفاظت، دوسری طرف بنی نوع انسان کی لاعلاج بدچلنی اور اُس کی نتیجتاً تباہی۔ یہ اُس واقعہ کے پُر اثر اسباق ہیں۔ ایک سو بیس برس تک نُوح پوری وفاداری کے ساتھ پیغام سناتا اور بہادُرانہ زندگی گزارتا رہا۔

---

[1] پیدائش ۷:۱۱ اور ۸:۱۳-۱۶ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نبی نُوح ۳۷۵ دِن کشتی میں رہا۔ اِس سے ثابت ہُوا کہ اُس ۱۵۰ دِن کے عرصہ (پیدائش ۷:۲۴) میں بارش کا ۴۰ دِن (پیدائش ۷:۱۲) کا عرصہ بھی شامل ہے۔

اُس کی جانفشانی کا نتیجہ صِرف سات پیرو تھے یعنی اُس کی اپنی بیوی، اُس کے تین بیٹے سِم، حام اور یافت اور اُن کی تین بیویاں۔ پھر بھی نُوح کی کوشش کامیاب ثابت ہُوئی۔ اُس نے اپنے فرض کی ادائیگی میں کوئی کسر باقی نہ رکھی اور وہ طوفان پر فتح یاب ہُوا۔

نقشہ حضرت نُوحؑ کے پوتوں کی پہلی آبادکاری اور نقلِ مکانی

دُوسرا باب

طُوفان کے بعد کا زمانہ

۲۳۴۸ ق م - ۱۹۲۱ ق م، یعنی طُوفانِ نُوح سے لے کر ابرہام کے بُلاوے تک

پیدائش ۸:۱۴-۱۱:۲۶

ا- دُوسری اِبتدا (پیدائش ۸:۱۴-۹:۲۶)

کشتیِ نُوح اِنسان کا دُوسرا گہوارہ ثابت ہُوئی۔ اُس میں سے نُوح اور اُس کا خاندان ایک نئی آزمائش کے لِئے نِکلا۔

ا- قُربان گاہ اور عہد: نُوح نے پاک جانوروں کی ہر قِسم کے سات سات جوڑے محفُوظ کر رکھے تھے[1] اور کشتی سے نکلنے کے بعد اُس کا پہلا کام یہ تھا کہ اُس نے قُربان گاہ تیار کی اور پاک جانوروں اور پرندوں میں سے ہر ایک کی خُدا کے حضُور قُربانی چڑھائی۔ اُس کی عبادت کو قبُول کر کے خُدا نے نُوح سے ایک عہد باندھا اور اُس عہد پر وعدہ کی خوبصورت دھنک کی اپنی مہر ثبت کر دی۔ اُس عہد کے خاص نِکات یہ تھے۔ (ا) اِس کے بعد ایسا سیلاب نہیں آئے گا۔ (۲) اِنسان پَھلے پُھولے اور زمین کو معمور کرے۔ (۳) جانوروں کا گوشت کھانے کی اجازت دی گئی۔ (۴) قتل کے لِئے موت کی سزا نے اِنسانی زندگی کے تقدّس کی تصدیق کی۔

ب- نُوح کے بیٹوں کی زندگی کے حاصل: نُوح کا شراب میں مست ہونا، حام کا باپ کو بے عزت کرنا اور سِم اور یافت کا زیادہ شریفانہ چال چلن نُوح کی زندگی کی تاریخ کے آخری واقعات ہیں۔ بیٹوں کی متضاد فطری طبیعتوں کی بِنا پر نُوح نبی نے اپنی پیشین گوئی کے ذریعے واضح کر دیا کہ اُن پر فرداً فرداً کیا گزرے گی۔ (ا) کنعان کی لعنت (یعنی حام کی نسل پر)۔ (۲) سِم کی برکت۔ (۳) یافت کا پھلنا پھُولنا۔

۲- اقوام کی پیدائش (پیدائش دسواں باب)

پیدائش کی کتاب کا دسواں باب عِلم اُلنسلیات پر دُنیا کی قدیم ترین معتبر سند ہے جو نُوح کے بیٹوں کی اولاد کی تقسیم کا بیان کرتی ہے۔ (ا) حام کے چار بیٹے تھے جن سے جنُوبی دریائے فرات اور شمالی دریائے نیل کی وادیاں آباد ہُوئیں۔ سب سے قدیم تہذیب و تمدّن حام کی نسل سے قائم ہُوئے۔ (۲) سِم کے پانچ بیٹے تھے جو جنوب مغربی ایشیا میں آباد ہُوئے۔ وہی کسدیوں، اسُوریوں، ارامیوں، عربوں اور عِبرانیوں کے آباؤ اجداد تھے۔ اِن پانچوں نے حامی نسل[2] کے اُن لوگوں کو فتح کِیا جو پہلے جنوبی فرات کی وادی میں آباد تھے اور اِس کے بعد اِنہی

[1] پیدائش ۷:۲

[2] پروفیسر ڈین کا یہ نظریہ کہ جنوبی فرات کی وادی میں پہلے حامی نسل کے لوگ آباد تھے اِس بات پر مبنی ہو گا کہ نمرُود جو حام کا پوتا تھا جنوبی مسوپتامیہ میں جا بسا تھا۔ نمرُود کی نسل نے بابل، ارک، اکّاد اور کلنہ کے شہر قائم کِئے (پیدائش ۱۰:۶-۱۲)۔ اِس بات کی تصدیق ہو چُکی ہے کہ اِن سے پہلے تین شہر جنوبی مسوپتامیہ میں تھے اور یہ اغلب ہے

نے کئی عظیم مملکتیں[۱] قائم کیں۔ (۳) یافتؔ کے سات بیٹے تھے جن سے مادیؔ، یُونانیؔ، رومیؔ اور یورپؔ کی تمام نسلیں پیدا ہُوئیں۔ وہ دُور دراز علاقوں میں منتشر ہو گئے اور ہزاروں سال گمنامی کی حالت میں رہے لیکن تقریباً دو ہزار چار سو سال سے وہ دُنیا کی حُکمران نسلیں رہی ہیں۔

۳- بابلؔ کا بُرج اور زبان کا اختلاف

(پیدائش ۱۱:۱-۹)

صدیاں گزر گئی ہیں۔ دُنیا کی آبادی دریائے فراتؔ کی جنوبی وادی میں سِنعارؔ کے میدان پر بسنے کے لِئے جمع ہونے لگی۔ وہ دوہرے مقصد کے تحت ایک عظیم اور بلند بُرج بنانے لگے یعنی یہ کہ اُن کا نام بلند و بالا ہو اور یہ کہ وہ پراگندہ ہونے سے بچ جائیں۔ لیکن اُن کے لِئے خُدا کی مرضی جو اُس عہد سے ظاہر ہُوئی جو خُدا نے نُوحؔ سے باندھا تھا یہ تھی کہ نوعِ اِنسان منتشر ہو کر دُنیا کو آباد کرے۔ اُن کا گُناہ بُرج بنانے کے عمل میں نہ تھا بلکہ اُن کے دِلوں میں تھا۔ خُدا نے اُن کی زبان میں اختلاف ڈالنے سے اُن کے ارادہ کو ناکام بنا دیا جس کے باعث وہ پراگندہ ہو گئے۔ یوں بابلؔ کا مطلب ابتری یا گڑبڑ ٹھہرا۔

۴- سِمؔ کی پُشتیں (پیدائش ۱۱:۱۰-۲۶)

یہ آیات پیدائش کی کتاب کے پانچویں باب کا عکس ہیں جن سے اِس کی تکمیل ہوتی ہے۔ وہ باب سیتؔ کا شجرۂ نسل آدمؔ سے لے کر نُوحؔ تک پیش کرتا ہے۔ یہ بیان سِمؔ کے شجرۂ نسل کا سِمؔ سے ابرہامؔ تک پتہ دیتا ہے۔ اِن دو شجرۂ انسال میں دس دس نام درج ہُوئے ہیں لیکن یہ نسب نامے محض پیدائش کی فہرستیں نہیں ہیں بلکہ وہ تاریخِ بائبل کے عظیم مقصد سے مناسبت رکھتے ہیں۔ تاریخِ بائبل کا مقصد یہ ہے کہ سچے مذہب کے عروج اور اُس کی ترقی کا بیان ہو۔ وہ ترقی اُس کے موعُودہ شجرۂ نسل سے ہوتی ہے اور وہ شجرۂ نسل اِیمانداروں کا ہے۔ موعُودہ مسیح اُمید سے بھرا ہُوا وہ ستارہ ہے جو اِس شجرۂ نسل کی مدھم اور دُور دراز تکمیل سے نکلے گا۔ حنوکؔ، نُوحؔ اور ابرہامؔ وہ دلیرانہ شخصیتیں ہیں جو اِن قدیم صدیوں کی بے لطف سطح پر سے بلند ہوتی ہیں۔

کہ کلنہ بھی وہیں آباد ہُوا ہو۔ لیکن یہ بات ابھی تک زیرِ بحث ہے۔ جنوبی مسوپتامیہ وہی علاقہ تھا جہاں سومرؔ کے لوگ آباد تھے۔ گو یہ وہی علاقہ تھا جہاں حامیؔ نسل کے لوگ رہتے تھے تو بھی اب تک اِس بات کا ثبوت نہیں مِلا ہے کہ سومرؔ کے لوگ نمرُودؔ کی نسل میں سے تھے۔ پروفیسر گرےؔ یہی بات یوں واضح کرتے ہیں، ''سومرؔ کے لوگ چوڑے سروں کے تھے اور جسمانی طور پر اور زبان کی لحاظ سے سامیؔ لوگوں سے بالکل الگ تھے۔ اُن کا آغاز تاریخ کا ایک ایسا مسئلہ ہے جو ابھی تک حل طلب ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ وہ جنوب مشرق کی طرف سے یا تو جنوبی فارسؔ سے یا خلیجِ فارسؔ سے ہو کر مسوپتامیہ میں آئے۔ کشتیوں کے متعلق اُن کی قدیم مہارت یہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ بحری راستے سے آئے۔ شائد یہ بھی پُر معنی ہے کہ اُن کی ایک قدیم کہانی کی جائے وقوع تیلموںؔ نامی ایک مقام تھا جو جدید تحقیقات کے مطابق خلیجِ فارسؔ میں آج کا جزیرہ بحرینؔ ہے''

John Grey, Near Eastern Mythology, (London: The Hamlyn Publishing Group Limited, 1969) p.13

[۱] اسُورؔ اور بابلؔ کی مملکتیں دونوں سامیؔ تھیں۔ جب فارسؔ نے بابلؔ کو ۵۳۹ ق م-۵۳۸ ق م میں فتح کِیا تو سامیؔ دور ختم ہو گیا اور ہندؔیورپی دور شروع ہُوا۔ فارسؔ کے عہد حکومت کے بعد یکے بعد دیگرے یُونانؔ، رومؔ اور بیزنطینؔ کی مملکتیں وجود میں آئیں۔ یہ تینوں ہندوؔیورپی مملکتیں تھیں۔ عربوںؔ کے اِسلام کے تحت عروج پر آنے تک سامیؔ لوگ مشرق وسطیٰ میں دوبارہ عروج پر نہ آ سکے۔ مزید معلومات کے لِئے دیکھئے: فلپ کے حتی، تاریخِ شام، (لاہور: شیخ غُلام علی اینڈ سنز، پبلشرز، ۱۹۷۸) صفہ ۱۷۷۔

نقشہ قوموں کا آغاز

تیسرا باب

قدیم بزرگوں کا زمانہ

۱۹۲۱ ق م - ۱۷۰۶ ق م، یعنی ابرہام کے بُلاوے سے لے کر مِصر میں ہجرت تک

پیدائش ۱۱:۲۷-۵۰:۲۶

تمہید: عِبرانیوں کا مقصدِ زندگی

اِس سے قبل ہم نے نوعِ اِنسان کو مخلصی دینے والے کے بارے میں اُس پہلے مدھم وعدہ کو دیکھا ہے جس کا ذکر پیدائش کی کتاب کے تیسرے باب کی پندرھویں آیت میں ہے۔ اِس وعدہ کے سبب سے بنی نوع اِنسان کے لِئے اُمید کی ایک کرن نمودار ہُوئی لیکن اُس بدی کے سبب سے جو طُوفان سے پہلے ہُوئی تھی اور جس کی وجہ سے طُوفان آیا اُمید کی یہ کرن تقریباً غائب ہو گئی۔ طُوفانِ نُوح کی ایک معمولی سی مدّت کے بعد ہی دوبارہ آسمان پر بدی کے بادل چھا گئے۔ وہ قدیم تہذیب و تمدن اور مملکت کے مراکز جو دریائے نیل اور فرات کے ساحلی علاقہ میں واقع تھے بنی نوع اِنسان کو ذلیل کرنے والے بُت پرستی کے مراکز بن گئے۔ لہٰذا ضروری تھا کہ کِسی جگہ کوئی شخص خُدائے واحد اور برحق کے لِئے اُٹھ کھڑا ہو۔ نہیں تو تمام نسلِ اِنسانی لاعلاج اور برباد ہو جائے گی۔ یہ کام عِبرانیوں کا جلالی مقصدِ زندگی تھا۔ موجودہ وقت کے لِئے خُدا نے حام اور یافت کی نسل کو چھوڑ دیا ہے اور سوائے ایک خاندان کے جو کسدیوں کی شاخ سے نکلا اُس نے سِم کی عظیم نسل کو بھی چھوڑ دیا۔ اِلٰہی مقصد یہ ہے کہ اُس کا عرفان قائم رہے اور آخر کار موعُودہ نسل کے ذریعے تمام نسل اُس خُدائے عظیم کی رفاقت میں شریک ہو۔ یہاں تک اِنسانوں کی نسبت واقعات توجہ کا مرکز بن گئے ہیں۔ اِس لِئے آدمیوں میں سے صِرف چند ایک کا تذکرہ کِیا گیا ہے۔ یہ مُقدّس مُورّخ ایسے لمبے ڈگ بھر گیا ہے کہ صدیاں گزر گئیں ہیں یعنی جیسے کہ اہم واقعات کے سلسلۂ کوہ کی ایک چوٹی سے دُوسرے تک۔ اِس نقطہ کے آگے اِنسان توجہ کا مرکز بن جاتے ہیں اور تاریخ کا وسیع دھارا ایک واحد نسل یعنی عِبرانی نسل تک محدود ہو جاتا ہے اور اِن حدود میں رفتہ رفتہ وسیع تر ہو جاتا ہے۔ اِس زمانہ کی کہانی چار عظیم قدیم بزرگوں کی زندگیوں کا بیان کرتی ہے یعنی ابرہام، اِضحاق، یعقوب اور یُوسُف جو عِبرانیوں کے حقیقی آباؤ اَجداد تھے۔

۱: سوانحِ حیاتِ ابرہام

(پیدائش ۱۱:۲۷-۲۵:۱۰)

ابرہام اِیمان داروں کا باپ [۱] ہونے اور عِبرانی نسل کے بانی ہونے کی حیثیت سے تمام زمانوں کی عظیم ترین

---

[۱] عین یہی الفاظ بائبل میں نہ ہونے کے باوجود پاک صحیفوں کے اِن حوالہ جات سے (رومیوں ۴:۱۱ و ۱۶، گلتیوں ۳:۷) یہ بات کہ ابرہام تمام اِیمانداروں کا باپ ہے بالکل واضح ہو جاتی ہے۔

نقشہ ابرہام کا سفر

ہستیوں میں سے ایک ہے۔ اُس کے سوانحِ حیات قدرتی طور پر دو حِصّوں میں مُنقسم ہوتے ہیں۔ (۱) مُسافرت کی زندگی۔ (۲) حبرونؔ میں بُودوباش۔

ا- مُسافِرت کی زندگی

ا- ابتدائی سکونت گاہ: [۱] ابرہاؔم، اُوؔر کا پیدائشی باشندہ تھا۔ یہ مقام جنوبی فراتؔ کے نشیبی علاقہ میں تھا اور اوّلین ایشیائی تہذیب و تمدن کا مرکز تھا۔ شروع میں یہاں کی آبادی یا تو حاؔمی تھی یا توؔرانی مگر بعد میں فتوحات کے سبب سے یہ ساؔمی بن گئی۔ برملا طور پر یہ آبادی بُت پرست تھی۔ (دیکھیئے یشُوع ۲:۲۴)

ب- بُلاوا اور عہد: (پیدائش ۱۲:۱-۳) اِس جگہ ابرہاؔم نے اِلٰہی بُلاوا سنا کہ وہ اپنے باپ کے گھر، ناتے دار اور زاد بُوم کو چھوڑ دے اور ایسے مُلک کی تلاش میں نکل پڑے جس کی نشان دہی بعد میں ہو گی۔ مذہب کی حیثیت سے یہ بُلاوا اور اُس کا نتیجہ آدؔم کے اپنے رُتبہ سے گرنے سے لے کر اُس وقت تک سب سے اہم واقعہ تھا۔ خُدا نے اِس بُلاوے کو شرط سمجھ کر ابرہاؔم سے اپنا عہد باندھا۔ اُس عہد میں چار وعدے تھے۔ (۱) ایک بڑی قوم بننے کا وعدہ جو عبؔرانی یعنی یہُودؔی لوگوں کے ذریعے پُورا ہُوا۔ (۲) نام سرفراز ہونے کا وعدہ۔ حالانکہ تمام نمرؔود، فرعوؔن اور قیصؔر کے لوگ اپنی زندگی کے دَوران دُنیا کے اندازے میں بالاتر مقام رکھتے تھے لیکن اُن میں سے کوئی بھی تاریخ میں اِس قدر وسیع نشان پیدا نہیں کر سکا اور نہ ہی اپنے آپ کو اور اپنے خیالات کو نسلِ اِنسانی پر اِس طرح ذہن نشین کروا سکا۔ تین عظیم مذاہب آج ابرہاؔم کو اِیمانداروں کا باپ مانتے ہیں یعنی یہُودی، مسیؔحی اور مُسلمان۔ (۳) ایک مُلک کا وعدہ۔ یہ وعدہ عِبؔرانیوں کے کنعاؔن پر قابض ہونے کی صورت میں پُورا ہُوا۔ (۴) تمام قوموں کے لِئے باعثِ برکت ہونے کا وعدہ۔ یہ وعدہ دو ہزار سال بعد مسیؔح میں اور اِنجیل کی عالمگیر نشر وتشہیر میں پُورا ہُوا۔ اور اب تک جیسے کہ پانی کی سطح پر ہم مرکز دائرے پھیلتے ہیں یہ وعدہ پُورا ہو رہا ہے۔

ج- ہجرت۔ [۲] ہر انوکھی قومی زندگی ہمیشہ ہجرت پر مبنی ہوتی ہے۔ لیکن بہت کم ہجرتیں اِس حد تک واضح طور پر مذہبی ہیں اور عِبؔرانیوں کی ہجرت کی طرح اِس قدر اعلانیہ طور پر تاریخی روشنی میں دکھائی دیتی ہے۔ ۷۵ سال کی عمر میں مُلک اور رشتہ داروں سے ناتا توڑنا اور بغیر سوچ سمجھے کہ آخر میں کہاں جا رہا ہُوں پھر بھی چل پڑنا ایسا کرنے کے لِئے ایک دلیرانہ اِیمان کی ضرورت تھی۔ ”اِیمان ہی کے سبب سے ابرہاؔم جب بُلایا گیا تو حُکم مان کر اُس جگہ چلا گیا جِسے مِیراث میں لینے والا تھا۔ اور اگرچہ جانتا نہ تھا کہ میں کہاں جاتا ہُوں تو بھی روانہ ہو گیا۔“ (عِبرانیوں ۱۱:۸) ابرہاؔم جیسا آدمی ہی اِس لائق تھا کہ قائم رہنے والی نسل کی بنیاد رکھ کر ایک جلالی سچائی یعنی خُدا کے واحد ہونے کے لِئے جگہ تیار کرے۔

وہ اپنے باپ تارؔح، یتیم بھتیجے لُوؔط اور اپنی بیوی ساؔرہ کو لے کر دریائے فراتؔ سے ہو کر حاراؔن پہنچا۔ یہاں تارؔح کی موت واقع ہُوئی اور ابرہاؔم اب بھی اپنے اُسی

---

[۱] پیدائش ۱۱:۲۷-۳۲

[۲] پیدائش ۱۲:۴-۷

بُلاوے کے مطابق وفادار رہ کر وادیٔ دریائے فراتؔ چھوڑ کر کنعانؔ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اب وہ ایک انجانے مُلک اور اجنبی قوم کے درمیان ہے۔ سِکمؔ میں خُدا اُس پر ظاہر ہوتا ہے اور اپنے عہد کی تجدید کرتا ہے۔ ''یہی مُلک مَیں تیری نسل کو دُوں گا۔''[۱] تو پھر یہ ہی وہ مُلک ہے۔ چنانچہ ہجرت مکمل ہو چُکی ہے۔

د- مُلکِ کنعانؔ میں مُسافرت۔ [۲] ابرہامؔ چند سال تک خانہ بدوشی کی حالت میں جا بجا پھرتا رہا۔ کنعانؔ میں مسافرت کے دوران (۱) بیتؔ ایل (۲) جنوبی علاقہ (۳) مِصرؔ (۴) پھر دوبارہ جنوبی علاقہ میں (۵) دوبارہ بیتؔ ایل میں رہتا تھا۔ یہاں لُوطؔ اور ابرہامؔ ایک دُوسرے سے علیٰحدہ ہو گئے۔ لُوطؔ یردنؔ کی وادی میں سدومؔ کی طرف خیمہ زن ہُوا اور آخر کار سدومؔ میں مستقل رہائش اختیار کی۔ (۶) ابرہامؔ جنوب میں حبرونؔ کو چلا گیا۔ حبرونؔ ہی اُس کی بود و باش کا مرکز بن گیا۔ لیکن وہ آخر تک خیموں میں رہتا تھا۔ جہاں بھی وہ رہا اُس نے قُربان گاہ بنائی۔ خیمہ اور قُربان گاہ اُس کی کنعانی زندگی کے دو امتیازی نشان ہیں۔

۲- حبرونؔ میں بُودوباش

اِس عرصہ کے خاص واقعات مندرجہ ذیل ہیں۔

ا- کسدیوںؔ کی لشکر کشی: [۳] اِس وقت کسدستانؔ میں عیلامیؔ شاہی سلسلہ حکومت کر رہا تھا۔ اِس بُوالہوس نسل نے مغرب کی طرف دریائے یردنؔ کی وادی تک فتوحات کی تھیں۔ یردنؔ کے چھوٹے بادشاہوں نے بارہ سال تک یہ جُوا اُٹھائے رکھا پھر بغاوت کر دی۔ کسدیوںؔ کے عیلامیؔ بادشاہ کِدرلاعمرؔ نے اِس بغاوت کو کچل دیا [۴] اور سدومؔ کے لوگوں کو اسیر بنا کر لے گیا جن میں لُوطؔ بھی شامل تھا۔ ابرہامؔ نے اپنے تین سو اٹھارہ تربیت یافتہ خادموں کے ساتھ اُن کا پیچھا کِیا اور اسیروں کو چھڑا لایا۔ ابرہامؔ کی واپسی پر مَلکِؔ صدق نے جو راز سَربستہ کاہن اور بادشاہ تھا، جسے ابرہامؔ نے لوٹ کی دہ یکی دی، ابرہامؔ کو مِل کر برکت دی۔

ب- ہاجرؔہ سے شادی: [۵] کئی سال گزر گئے مگر موعودہ بیٹا پیدا نہ ہُوا۔ ابرہامؔ اور سارؔہ عُمر رسیدہ ہوتے جا رہے تھے۔ پس سارؔہ کے مشورے [۶] پر ابرہامؔ نے ہاجرؔہ کو جو اُن

---

[۱] پیدائش ۱۲:۷

[۲] پیدائش ۱۲:۷-۱۳:۱۸

[۳] پیدائش ۱۴:۱-۲۴

[۴] ''پیدائش کی کتاب کے چودھویں باب کی ۵-۷ آیات میں بتایا گیا ہے کہ بادشاہ کِدرلاعمرؔ کے زیر قیادت مشرق کے بادشاہ آئے جنہوں نے فلستینؔ شرقی کو حِصّہ بہ حِصّہ عستاراتؔ اور ہامؔ سے لے کر جو شمالی کنارے پر ہیں، ایلؔ فاران تک جو جنوبی کنارے پر ہے اور سارے فصیل دار شہروں کو جو اُن کے راستے میں آئے فتح کِیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُن شہروں نے متحدّہ دفاع کی کوشش نہ کی۔ عِلم آثار قدیمہ کی تحقیقات اِس بیان سے بالکل متفق ہیں۔ ہماری تحقیقات کے مطابق بھی تقریباً ۱۹۰۰ق م تمام فصیل دار شہر اور قصبے جو اُس علاقہ میں تھے تباہ ہُوئے اور اُن شہروں کی تہذیب دوبارہ کبھی زندہ نہ ہُوئی۔ یہ دھچکا جو اُس تہذیب کو لگا اتنا زبردست تھا کہ وہ نیست و نابود ہو گئی اور اُس علاقے کے شہر کبھی دوبارہ تعمیر نہ ہو سکے اور فلستینؔ شرقی کا بیشتر حِصّہ بدوی لوگوں کے خیمہ زن ہونے کی جگہ بن گئی۔ یہ لوگ چینی مٹی کے برتن استعمال کرنے کی بجائے چمڑے کے ناپائیدار مشکیزے استعمال کرتے تھے۔ جب تک عہدِ آہن شروع نہ ہُوا اُس وقت تک اُس سر زمین پر مستقل گاؤں اور فصیل دار شہر دوبارہ قائم نہ ہُوئے۔''

Nelson Glueck, The Other Side of the Jordan, (New Haven, Connecticut: American Schools of Oriental Research, 1940) p. 114.

[۵] پیدائش ۱۶:۱-۱۵

[۶] سارؔہ کا مشورہ اُن اِلٰہی اصولوں کے نکتہ نظر سے جو مسیح نے ظاہر کِیا صدمہ کا باعث محسوس ہوتا ہے لیکن غالبًا یہ مشورہ اُس نکاح نامہ کے مطابق تھا جو ابرہامؔ اور سارؔہ کے

کی کنیز تھی اپنی دُوسری بیوی بنا لِیا۔ وہ اِسمٰعیلؔ کی اور عربؔ نسل کی ماں بنی۔

ج- ختنہ کا مقرر کِیا جانا:[۱] اِس وقت ابرہامؔ ننانوے برس کا تھا اور سارہؔ اُس سے عُمر میں دس سال چھوٹی تھی۔ عہد کا وعدہ ابھی تک پُورا نہیں ہُوا تھا کیونکہ وعدہ سارہؔ کی معرفت مکمل ہونے کو تھا اور اب تک اُس کے کوئی بیٹا نہ تھا۔ ایک مرتبہ پھر خُدا ظاہر ہُوا اور اُس نے اپنے عہد کی تجدید کی اور اُس پر دو نشانوں کی مہر لگا دی۔ (۱) اُن کے پیدائشی نام ابرامؔ یعنی عظیم باپ اور ساریؔ یعنی جھگڑالو[۲] بدل دیئے گئے اور بعد ازاں ابرہامؔ جس کا مطلب بہت قوموں کا باپ ہے اور سارہؔ جس کا مطلب شہزادی ہے رکھ دیئے گئے۔ (۲) ختنہ کی مذہبی رسم دی گئی تا کہ عہد کے لوگوں کے لِئے ایک پائیدار فریضہ ہو۔

د- سدومؔ کی تباہی: یردنؔ کے میدانی شہر عیاشی کے اتھاہ گڑھے میں جا گرے تھے جن کے باعث اُن کا وجود آس پاس کی اقوام کے لِئے خطرے کا باعث تھا۔ خُدا نے اُن کی بربادی کا حُکم صادر کر دیا اور اُن کی بربادی کو ابرہامؔ پر آشکارا کِیا جس کی شفاعت سے گو شہر تو نہ بچ سکے اُس کی سفارش بے فائدہ نہ گئی۔ لُوطؔ گویا اُس لکڑی کی طرح جو دُوسری جلتی ہُوئی لکڑیوں میں جلانے کے لِئے رکھی ہو مگر اُسے اب تک آگ نہ لگی ہو آخری نازک لمحہ میں سدومؔ سے نکال لِیا گیا۔ اِس کے برعکس اُس کی بیوی اپنی دُنیاوی خواہشات اور دیر لگانے کے باعث آگ اور گندھک کے طُوفان کی سزا میں جس نے سدومؔ کو جلا کر راکھ کر دیا غرق ہُوئی۔ لُوطؔ بچ کر ضُغرؔ کو چلا گیا اور اپنی ہی بیٹیوں کے وسیلے سے موآبیوںؔ اور عمّونیوںؔ کا باپ بن گیا جن کی اولاد

درمیان موجود تھا۔ یہ مشورہ مسوپتامیہؔ کے تمدن کے عین مطابق تھا۔ وہ خود اُس تمدن کی فضا میں کافی سال رہے اور اُسی کے مطابق اُن کے معاصرین بھی جو مُلکِ کنعانؔ میں بودوباش کرتے تھے زندگی گزارتے تھے۔ اُس زمانہ کے نکاح نامہ کے بارے میں دو خاص ماخذ ہیں۔ جدید شہر کِرکوکؔ کے قریب جو مُلک عراقؔ میں واقع ہے قدیم زمانے کے حوریؔ شہر نوزوؔ کے کھنڈرات موجود ہیں۔ ۱۹۲۵ء میں امریکی عالم ایڈورڈ چیئراؔ نے یہاں کے کھنڈرات نکالنے شروع کِئے۔ تقریباً بیس ہزار چکنی مٹی کی تصنیفات جو نوزوؔ میں بولی جانے والی بابلی زبان میں تھیں حاصل ہُوئیں۔ یہ تصنیفات پندرہویں صدی قبل از مسیح کی ہیں۔ اِس کے باوجود کہ وہ ابرہامؔ کی زندگی گزارنے کے کچھ دیر بعد لکھی گئیں پھر بھی اُس بزرگ کے دور کے تمدن کو ظاہر کرتی ہیں۔ اِن تصنیفات کے مطابق بہت دفعہ نکاح نامہ میں یہ شرط شامل ہُوئی تھی۔ ”اگر فلاں عورت سے بچہ پیدا ہو تو پھر اُس کے خاوند کو کوئی حق نہیں ہو گا کہ وہ دُوسری بیوی کرے۔ لیکن اگر اِس سے کوئی بچہ پیدا نہ ہو تو وہ اپنی لونڈی اپنے خاوند کے سپرد کرے تا کہ اُس عورت کے بچے اُس لونڈی کے ذریعے پیدا ہوں۔“ Edward Chiera, They Wrote on Clay, (Chicago: The University of Chicago Press, 1964) pp. 186-187. دُوسرا اہم ماخذ جس سے اُس زمانہ کے نکاح نامہ کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں آئینِ حمورابیؔ ہے۔ اُس آئین کی دفعہ ۱۴۴ و ۱۴۵ اور ۱۷۰ و ۱۷۱ سے ایک نظام صاف ظاہر ہوتا ہے جو عین اِس کے مطابق ہے جو نوزوؔ کی تصنیفات میں موجود ہے۔ See James B. Prichard (Ed.) "The Code of Hammurabi," The Ancient Near East, (Princeton, N.J.: Princeton University Press, 1958) pp. 154-157. اِس سے پہلے کہ ابرہامؔ نے ہاجرہؔ کو بطور دُوسری بیوی قبول کِیا اُس نے اپنے خادم الیعزرؔ کو اپنا وارث ٹھہرایا (پیدائش ۱۵:۲)۔ ایسے عمل کا بیان نوزوؔ کی تصنیفات میں بھی موجود ہے۔ ”میاں بیوی جن کی کوئی اولاد نہ ہو اُن کو قانوناً یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ ایک مناسب شخص کو بطور بیٹا اپنا لیں جس کا فرض ہو گا کہ اُس جوڑے کو زندگی بھر سہارا دے اور دفن کرنے کی رسومات ادا کرے جس کے بدلے میں وہ اُن کا وارث ہو گا۔ اُس عہد کے مطابق اگر کِسی شخص کو بطور بیٹا اپنا لینے کے بعد اصلی بیٹا پیدا ہو جائے تو پھر بیٹا وارث ہو گا اور لے پالک کا عہد باطل ہو جائے گا۔“ اسی طرح ابرہامؔ کے بیٹے اِضحاقؔ کی پیدائش کے سبب سے الیعزرؔ کی حیثیت میں تبدیلی ہُوئی اور لے پالک کا عہد باطل ہُوا۔ William Barclay (Ed.), The Bible and History, (London: Lutterworth Press, 1969) p. 51.

[۱] پیدائش ۱:۱۷-۲۰

[۲] ابرہامؔ کی بیوی کے پیدائشی نام یعنی ساریؔ کے مطلب کی تحقیق بہت مشکل ہے لیکن جھگڑالو کی بہ نسبت یہ زیادہ معتبر ہے کہ اُس کا نام (خاندان کی) شہزادی سمجھا جائے۔ اصل زبان کے نئے نام میں صِرف ایک حرف کا فرق ہے۔ تبدیل شدہ نام یعنی سارہؔ کا مطلب شہزادی ہے لیکن اُس وقت سے لے کر یہ نام اپنے جسمانی خاندان سے نہیں بلکہ اُن اقوام کے اجتماع سے تعلق رکھتا ہے جن کا باپ ابرہامؔ ہے۔

بہت عرصہ تک عِبرانیوں کی مخالف رہی۔

ر۔ اِضحاؔق کی پیدائش اور قُربانی: [۱] اب ابرہاؔم سو برس اور ساؔرہ نوّے برس کی تھی۔ پچیس سال کی خانہ بدوشی اور انتظار کے بعد تکمیل ہونے کی روشنی اُس اِلٰہی وعدہ پر طلوع ہُوئی۔ ساؔرہ کے ایک بیٹا پیدا ہُوا جس کا نام اِضحاؔق رکھا گیا۔ لیکن ایک سب سے زیادہ درد ناک آزمائش اُن کی منتظر تھی۔ ابرہاؔم کا اِیمان رشتہ داروں اور مُلک کی محبّت پر فاتحانہ طور پر غالب آیا تھا۔ کیا یہ ایمان اُس محبّت پر بھی غالب آئے گا جو وہ اپنے صلب سے پیدا ہُوئے بیٹے کے لِئے رکھتا تھا؟ ایک راز سر بستہ پیغام اُس کے کانوں تک پہنچتا ہے کہ ”تُو اپنے بیٹے اِضحاؔق کو جو تیرا اکلوتا ہے اور جسے تُو پیار کرتا ہے ساتھ لے کر... جا اور... سوختنی قُربانی کے طور پر چڑھا۔“ [۲] ایسا حُکم ہماری اخلاق جِس کو جھنجوڑ کر رکھ دیتا۔ یہ فرائض کے انجام دینے میں کشمکش کا باعث ہوتا لیکن ابرہاؔم کے حق میں ایسا نہ تھا۔ اِنسانی قُربانیاں عام تھیں۔ یہ دَور ایسی قُربانیوں سے پُر تھا اور بے شک ابرہاؔم اُن سے واقف تھا۔ [۳] محض ایسی قُربانی چڑھانے کے خیال ہی سے تو ابرہاؔم کے دِل میں کشمکش کا موقع پیدا نہیں ہُوا تھا بلکہ یہ کشمکش اِس سبب سے ہو رہی تھی کہ ایک طرف تو خُدا کا حُکم تھا جب کہ دُوسری طرف وہ اِضحاؔق سے محبّت رکھتا تھا اور اُس کے دِل میں وہ اُمید زندہ تھی جو عہد کے وعدہ پر مبنی تھی۔ اُس نے اپنی جان کو اِس حد تک اُس وعدہ پر چھوڑ دیا گویا وہ لوہے کی پتریوں سے اُس کے ساتھ پیوست کی گئی ہو۔ ایک مرتبہ پھر ایمان فتح مند ہُوا (عِبرانیوں ۱۱:۱۷-۱۹)۔ اِس موقع پر ہم ابرہاؔم کے اِیمان اور تجربہ کے عروج کو دیکھتے ہیں۔ اُس کا بیٹا بچ گیا کیونکہ خُداوند کو حقیقت میں اُس کی قُربانی کی ضرورت نہ تھی۔ اِس بزرگ نے زندہ رہ کر اِضحاؔق کی شادی اور اُس کی اولاد کو پَھلتے پُھولتے دیکھا۔ اُس نے ساؔرہ کو حبروؔن میں مکفیلؔہ کے غار میں دفن کِیا۔ اور صِرف یہ ہی وہ قطعۂ زمین تھا جس کا وہ موعودہ مُلک میں مالک تھا۔ [۴] پھِر اُس جگہ پر اِضحاؔق اور اِسمٰعیؔل نے ابرہاؔم کو اُس کی کنعاؔن میں ۱۰۰ سال کی مسافرت کے بعد دفنایا۔ [۵]

دُنیا میں ابرہاؔم جیسے بہت کم لوگ پیدا ہُوئے لیکن لُوؔط جیسے بہت سے لوگ دیکھنے میں آئے ہیں جو دُنیاوی مفادات ابدی خطرات کی قیمت پر حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لُوؔط اور اُس کی نسل صبح کی دھند کی طرح غائب ہو گئی لیکن اِس کے برعکس ابرہاؔم اور اُس کی نسل نے دُنیا

---

[۱] پیدائش ۲۱:۱-۲۲:۲۴

[۲] پیدائش ۲۲:۱

[۳] انسانی قُربانی کا خیال ابرہاؔم کے سامنے اِس لِئے مکروہ نہیں سمجھا جاتا تھا کیونکہ وہ بلا شبہ یقین رکھتا تھا کہ خُدا جو زندگی بخشتا ہے اُس کو واپس بھی طلب کر سکتا ہے۔ خُدا کا نبی ہو کر (پیدائش ۲۰:۱-۷) اور خُدا کے ساتھ ایسی قریبی رفاقت رکھ کر ممکن ہے کہ وہ اِس سچائی کو جانتا ہو جو صدیوں بعد صاف طور پر ظاہر ہُوئی کہ جانوروں کے خُون سے نوعِ اِنسان کی رہائی نہیں ہوسکتی (عِبرانیوں ۱۰:۱، ۴، ۱۱) چنانچہ اِس لِئے کبھی نہ کبھی اِنسان کی قُربانی لازمی ثابت ہو گی۔ حالانکہ ابرہاؔم کا باپ بُت پرست تھا (یشوع ۲۴:۲) پھر بھی ابرہاؔم بُت پرستی میں کبھی شریک نہ ہُوا۔ اِس سے پہلے اِنسانی قُربانی صِرف بُت پرستی کی رسُوم میں چڑھائی جاتی تھی مگر ابرہاؔم اپنے طرزِ زندگی سے گواہی دیتا رہا کہ سب معبود سوائے خُدائے واحد کے جھوٹے ہیں اور اُن کا ہم پر کوئی حق نہیں۔

[۴] پیدائش ۲۳:۱-۲۰

[۵] پیدائش ۲۵:۷-۱۱

نقشہ اِضحاق کی زندگی کے اہم مقامات

کے انجام کی شکل کو ہمیشہ کے لِئے تبدیل کر دیا ہے۔

۲: اِضحاؔق کی زندگی اور سیرت

(پیدائش ۴۲:۱-۲۸:۹)

۱- اِضحاؔق کی زندگی کی خصُوصیّات

اِضحاؔق کی زندگی کی کہانی بیان کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگتا۔ ایک طرف اِضحاؔق کی زندگی کی کہانی اپنے باپ اور دُوسری طرف اپنے بیٹے کے سوانحِ حیات سے باہم وابستہ ہے۔ اِضحاؔق کی زندگی ابرہاؔم کی زندگی کے آخری پچھتر سال کے عرصہ کے دوران اور یعقوؔب کی زندگی کے پہلے ایک سو بیس سال کے عرصہ کے دوران گزرتی ہے۔ اُس کی زندگی کا ہر اہم واقعہ اُن کی زندگیوں کے ساتھ زیادہ موزوں طور پر وابستہ ہے۔ تاریخی شخصیت کی حیثیت سے اُس پر اُن کا سایہ غالب ہے۔[1] وہ متحمّل مزاج اور امن پسند رہتے ہُوئے اپنے آپ کو قُربانی کے لِئے باپ کے حوالہ کر دیتا ہے۔ بظاہر اپنی ماں کے جیتے جی اُس کے زیرِ اثر اور بعد ازاں اپنی بیوی کے زیرِ اثر رہا۔ اپنے کنُوؤں کے لِئے فِلستِیِؔنیوں سے لڑنے کی بجائے یکے بعد دیگرے وہ تمام کنُوئیں اُن کو دے دیتا ہے۔ اُس کی ایک سو اسی سال طویل زندگی جنوبی علاقہ، حبرونؔ میں یا اُس کے قرب و جوار میں بسر ہُوئی۔ اُس کی زندگی نہ تو ابرہاؔم جیسی با اثر اور نہ ہی یعقوؔب جیسی تلاطُم خیز تھی۔ پھر بھی موعودہ فرزند اور عہد کے وعدوں کے وارث کی حیثیت سے اُسے اپنے زمانے کے چار بزرگوں میں قابل تعظیم مقام حاصل ہے۔ وہ ابرہاؔم کے جلالی اِیمان پر چلتا رہا اور خُدا اُس پر بار بار ظاہر ہوتا رہا کہ اُس سے ابرہاؔمی عہد کی تجدید کرے۔

۲- اُس کی شادی اور خاندان

ابرہاؔم کا بھائی نحوؔر، اُوؔر سے یا تو خاندان کے ساتھ ساتھ یا پھر خاندان کے پیچھے پیچھے دریائے فراتؔ کے کنارے سے ہو کر حاراؔن تک آیا اور وہیں بس گیا۔[2] ابرہاؔم نے بُت پرست کنعانیوں کے ساتھ رشتہ داری کے خوف سے اپنے سب سے زیادہ قابلِ اعتماد نوکر کو نحوؔر کے خاندان کے پاس جو حاراؔن میں رہتا تھا بھیجا۔ وہاں سے وہ بیتوؔایل کی بیٹی رِبقہؔ کو اپنے ساتھ لایا جو اِضحاؔق کی بیوی[3] اور اُس کے توام بیٹوں عیسوؔ اور یعقوؔب کی ماں بنی۔[4]

۳: یعقوؔب کی سوانحِ حیات

(پیدائش ۲۵:۱۹-۴۹:۳۳)

یعقوؔب کی زندگی کے دو باب ہیں جو اُس کے دو ناموں کے اور اُس کی سیرت کے دو نمایاں رخ کے مطابق ہیں۔ پہلے باب میں وہ یعقوؔب ہے یعنی دُوسرے کا مقام

---

[1] اِس کے بجائے کہ ہم یہ سمجھیں کہ اُن بزرگوں کا سایہ اُس پر غالب آیا یہ بھی ممکن ہے کہ اِضحاؔق کی عظمت اِس سے اَور زیادہ واضح ہو جب ہم اُن تعلقات پر غور کریں جو اُن کے ساتھ رہے۔ اُس کی زندگی کے تین اہم تعلقات تھے۔ (۱) اُس کے اپنے باپ کے ساتھ تعلقات جب وہ اُس کے تحت رہا۔ (۲) فلستیِؔنی لوگوں کے ساتھ اُس کے تعلقات جب وہ اُن کے درمیان رہا۔ (۳) اُس کے اپنی بیوی اور اولاد کے ساتھ بطور خاندان کے سر براہ تعلقات۔

[2] پیدائش ۲۲:۲۰-۲۴

[3] پیدائش ۲۴:۱-۶۷

[4] پیدائش ۲۵:۱۹-۲۶

نقشہ یعقوب کا سفر

چھیننے والا اور دُوسرے میں وہ اِسرائیل ہے یعنی خُدا کا فتح مند شہزادہ۔ اُن کے درمیان خطِ تقسیم فنی ایل کا مقام ہے جہاں اُس نے فرشتے سے کُشتی لڑی، جہاں وہ مغلوب بھی ہُوا اور غالب بھی آیا۔ ۱؎ اُن بزرگوں میں سے سوائے یعقوب کے کِسی دُوسرے بزرگ کے چال چلن میں ایسی تبدیلی جو اِس حد تک مسیحی نئی پیدائش کی مانند ہے نہیں ہُوئی۔ دُوسروں نے اوّل سے آخر تک اِیمان کی زندگی بسر کی لیکن اِسرائیل جو فتح مند شہزادہ ہے قطعی طور پر بدلا ہُوا آدمی تھا اپنی اُس پرانی شخصیت کے مقابلے میں جب وہ یعقوب یعنی دُوسرے کا مقام چھیننے والا تھا۔

۱- یعقوب یعنی دُوسرے کا مقام چھیننے والا

(پیدائش ۲۷:۱-۳۲:۳۲)

ا- اُس کا نام: ۲؎ اُس کی پیدائش کے ایک واقعہ کے سبب سے اُس کا نام یعقوب رکھا گیا۔ اِس کا مطلب اِیڑی پکڑنے والا یعنی وہ جو اڑنگاہ مارنے سے غاصِب ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ چھوٹا تھا تَو بھی برگُزیدہ نسل اور عہد اُس کے معرفت وجود میں آنے کو تھے۔ چنانچہ اُس کی پیدائش کے موقع پر یہ پیشین گوئی کی گئی تھی کہ ”بڑا چھوٹے کی خدمت کرے گا۔“ ۳؎

ب- پہلوٹھا ہونے کے اعلیٰ حق کا استحصال: ۴؎ عیسو شکاری تھا مگر یعقوب خاموش طبع باغبان تھا۔ عیسو شکار سے بے دم ہو کر اپنے پہلوٹھے کے حق کے متعلق سودا بازی کرنے کو تیار تھا کہ وہ یعقوب کی پکی ہُوئی دال کا حِصّہ دار ہو۔ اِس طرح عیسو نے عہد کی برکت کو پھینک دیا تاکہ محض چند لمحے جسمانی آسودگی حاصل کرے۔ اِس قِسم کی سیرت رکھنے والا اِنسان ایک پائیدار قوم اور رُوحانی جلالی مذہب قائم کرنے کے لِئے موزُوں نہیں تھا۔ خاموش طبع یعقوب پہلوٹھا ہونے کے حق اور عہد کے وعدہ کو بیش قیمت سمجھتا تھا لیکن انتہائی نامناسب طریقے سے اپنے بھوکے بھائی سے اِن برکات کو ہتھیا لیتا ہے۔

ج- دھوکہ سے حاصل کی ہُوئی برکت: ۵؎ کئی سال گزر گئے۔ اب وقت آ گیا کہ عُمر رسیدہ اِضحاق اپنے ایک بیٹے کو بزرگانہ برکت دے۔ اُس اِلٰہی مقصد کے خلاف جس کا اظہار اُن دو لڑکوں کی پیدائش کے وقت ہُوا تھا اُس نے یہ حق عیسو کو دینے کا ارادہ کِیا۔ لیکن رِبقہ غافل نہیں تھی۔ اُس نے پُر فریب تجویز کی اور یعقوب نے اپنے نام کے معنی کے مطابق اپنے آپ کو اُس تجویز کے حوالے کر دیا۔ چال کامیاب ہُوئی۔ دُھندلائی ہُوئی نظر والا اِضحاق اور غیر حاضر عیسو اُس تجویز کا شکار ہو گئے اور اُس بزرگ کے ہاتھ عظیم ترین برکت دینے کے لِئے یعقوب کے سر پر پہنچ گئے۔

د- حاران کو فرار: ۶؎ یعقوب کے گُناہ کا پہلا اثر یہ ہُوا

۱؎ پیدائش ۳۲:۲۲-۳۲
۲؎ پیدائش ۲۵:۱۹-۲۶
۳؎ پیدائش ۲۵:۲۳
۴؎ پیدائش ۲۵:۲۷-۳۴
۵؎ پیدائش ۲۷:۱-۴
۶؎ پیدائش ۲۷:۴۱-۲۸:۹

کہ اُسے اپنے باپ کو جسے اُس نے دھوکہ دیا تھا چھوڑنا پڑا۔ اُس بھائی سے منہ موڑنا پڑا جس کا اُس نے مقام لِیا تھا۔ یہی نہیں بلکہ اپنی پیاری ماں سے بھی علیٰحدہ ہونا پڑا جو اُس کے جرم میں حِصّہ دار تھی۔ عیسَو اُس کی زندگی کے درپے تھا۔ رِبقہ کے مشورے پر اِضحاق نے یعقوب کو حاران بھیج دیا تا کہ وہ اپنے رشتے داروں میں سے اپنے لِئے بیوی تلاش کرے۔ یہ ایک پُر غم فرار تھا۔ پیچھے بچپن کی یادیں، اُس کی نامناسب چال کے سائے اور عیسَو کو بدلہ لینے کا خوف اور اُس کے آگے صِرف خُدا جانتا تھا۔ رات ہوگئی وہ کھلے آسمان کے نیچے ستاروں کی چھاؤں میں سونے کے لِئے لیٹ گیا۔ رات کے خوابوں نے دِن کے خیالات کی صورت اختیار کی۔ اُس نے خُدا کو قطعی طور پر نہ چھوڑا تھا اور نہ خُدا اُس سے دستبردار ہُوا تھا۔ سیڑھی کی رویا میں خُدا اپنے آپ کو ابرہام کے خُدا، اِضحاق کے خُدا اور عہد کے خُدا کے طور پر ظاہر کرتا ہے اور یعقوب کا اُس کے غریب، جھوٹا اور پناہ گیر ہونے کے باوجود اپنے عہد کے دُور رس انتظامات کی تجدید کرتا ہے۔ حیرت زدہ اور حلیم مزاج بن کر یعقوب صبح کو بیدار ہوتا ہے۔ اُس نے اپنے سرہانے کے پتھر کو کھڑا کر کے ستون بنایا اور اُس جگہ کو بیت ایل یعنی خُدا کا گھر کے نام سے مخصوص کِیا۔ اُس نے اپنی سیرت کے مطابق شرط [۱] لگا کر مَنّت مانی کہ یہوواہ میرا خُدا ہو گا۔ [۲]

ر۔ حاران میں رہائش کے دِن: [۳] حاران میں یعقوب کی مُلاقات اپنے ماموں لابن سے ہُوئی جو اُس کے ساتھ برابر کا ہوشیار تھا۔ لابن نے یعقوب کو لیاہ کے ساتھ جو اُس کی بڑی بیٹی تھی شادی کے لِئے پھنسا لِیا یہ جانتے ہُوئے کہ یعقوب راخِل سے شادی کرے گا اِس لِئے کہ وہ راخِل سے اپنی پہلی ہی مُلاقات میں جو کنُوئیں پر ہُوئی تھی محبّت کرنے لگا تھا۔ یہاں جلا وطنی میں بیس سال گزر گئے۔

س۔ کنعان کو واپسی: [۴] آخر یعقوب نے اپنے وسیع مال و دولت اور ایک بڑا کنبہ ساتھ لے کر اپنے زاد بُوم کی طرف رخ کِیا۔ جب وہ کنعان کی مشرقی سرحدوں کے قریب پہنچا تو اُسے خبر مِلی کہ عیسَو چار سَو آدمیوں کو لے کر اُس کی طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ اپنے گُناہ اور بھائی کے بدلے کا خوف اُس کے ذہن میں پھر اُبھرنے لگا۔ اُس کی رُوح اپنی کم مائیگی اور کمزوری کے احساس سے تڑپنے لگی۔ عیسَو کو مائل کرنے کے لِئے اُس نے یکے بعد دیگرے تحائف روانہ کِئے۔ تمام خاندان نے دریائے یبوق پار کر لِیا۔ اب یعقوب فنی ایل میں اکیلا رہ گیا تھا۔ پھر وہ یہوواہ کے رازِ سربستہ پیامبر سے پُوری رات کُشتی لڑتا رہا۔ آخر کار تاریکی ختم ہو چُکی تھی۔ پَو پھٹنے کو تھی۔ خود رائے یعقوب نے مُطیع ہو کر مطلُوبہ برکت حاصل کر لی اور اب دُوسرے

---

[۱] پرفیسر ڈین اپنے لفظ ''شرط'' سے پیدائش کی کتاب کے ۲۸:۲۰ اور ۲۱ آیات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ بہت سے مفسرین نے اِن آیات کا لفظ ''اگر'' شرط کے معنی سے سمجھا۔ یعقوب اپنے لفظ ''اگر'' سے خُدا کے وعدہ کی طرف جو ۲۸:۱۳-۱۵ میں قلمبند ہے اشارہ کرتا ہے کہ وہ اِیمان لاتا ہے کہ خُدا اپنے وعدے پورے کرے گا اور وہ ظاہر کرتا ہے کہ اُس مقام پر جب سب کچھ وجود میں آئے گا تو واضح ہو گا کہ خُداوند نے یعقوب کو قبول کِیا اور حقیقتاً وہ اُس کا خُدا ہے۔

[۲] پیدائش ۲۸:۱۰-۲۲

[۳] پیدائش ۲۹:۱-۳۰:۴۳

[۴] پیدائش ۳۱:۱-۳۲:۳۲

کا مقام لینے والا یعقوبؔ، اِسرائیل میں تبدیل ہو چُکا تھا۔

۲- اِسرائیل یعنی شہزادہ

اب یعقوبؔ نیا اِنسان تھا۔ دونوں بھائیوں کی ملاقات ہُوئی اور صُلح کی حالت میں وہ ایک دُوسرے سے رخصت ہُوئے۔ ۱ اِس واقعہ کے بہت عرصہ بعد اُنہوں نے اپنے باپ کے کفن دفن میں ایک دُوسرے سے تعاون کِیا۔ ۲ پھر خُدا کے بُلاوے پر اِسرائیل، بیتؔ ایل کی زیارت کے لِئے رخصت ہُوا۔ ۳ بیتؔ لحم کے قریب اُس کی چہیتی بیوی راخِلؔ، بنیمینؔ کو جنم دیتے ہُوئے وفات پا گئی۔ ۴ اب اُس کے بیٹے اپنے تشدّد کی وجہ سے اُس کی جان کو ستاتے تھے۔ ۵ اُس کی چہیتی بیوی کا پیارا بیٹا یُوسُفؔ اُس سے بیس سال کے لِئے بچھڑ گیا۔ ۶ مِصرؔ کے غیر معمولی حُکمران نے اِسرائیل کے بیٹے بنیمینؔ کو طلب کِیا۔ ۷ ظلمت کے اُن دِنوں میں بھی اِسرائیل نے خُدا کا ہاتھ نہ چھوڑا۔ اِس عرصہ کے دوران جہاں بھی وہ رہا اُس نے قُربان گاہیں بنائیں اور ابرہامؔ و اِضحاقؔ کے اِلٰہی عہد کو پُکارا۔ جلاوطنی، مصیبت اور عہد کی اُمید اُس کی سیرت پر اثر انداز ہوئی۔ یعقوبؔ، اِسرائیل بن چُکا تھا اور اِسرائیل رفتہ رفتہ نرم مزاج بنا اور یہ اُس کی عُمر کا حسین ترین مرحلہ تھا۔ آخر کار بادل چھٹ گئے۔ یُوسُفؔ اور بنیمینؔ اُسے دوبارہ مِل گئے۔ ۸ اُس کی زندگی کا سُورج صُلح و سلامتی کی حالت میں مِصرؔ میں غرُوب ہو گیا اور حبرونؔ میں اُس کی ہڈیاں اپنے آبائی مقبرہ میں اپنے باپ دادا کی ہڈیوں کے ساتھ دفن ہُوئیں۔

۴: یُوسُفؔ کی سوانحِ حیات

(پیدائش ۳۷:۱-۵۰:۲۶)

تمہید:

یُوسُفؔ کا عِبرانی لوگوں سے تعلُق ابرہامؔ، اِضحاقؔ اور یعقوبؔ کی نسبت بالکل مختلف رہا۔ وہ بزرگ تمام عہد کے لوگوں کے آباؤ اجداد ہیں۔ لیکن اِس کے برعکس یُوسُفؔ صِرف ایک بیٹا ہے یعقوبؔ کے بارہ بیٹوں میں سے جن کے خاندان کی حد تک جنینی قوم پھیل چُکی تھی۔ پیدا ہونے والی قوم اپنے آپ کو بنی اِسرائیل کہہ سکتی ہے نہ کہ بنی یُوسُفؔ۔ یُوسُفؔ عہد کے لوگوں کا سربراہ نہیں اور خُدا اپنے عہد کی تجدید کے لِئے اُس پر پہلے آبائی بزرگوں کی طرح ظاہر نہیں ہوتا۔ تَو بھی وہ اور اُس کے بھائی بزرگوں کے زمانے سے تعلُق رکھتے ہیں اور بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں (اعمال ۷:۸-۹)۔ یُوسُفؔ کی کہانی سب سے زیادہ پُر اثر ہے اور اُس کی سیرت پرانے عہدنامہ کی تاریخ کی تمام

---

۱ پیدائش ۳۳:۱-۱۶

۲ پیدائش ۳۵:۲۸-۲۹

۳ پیدائش ۳۵:۱-۱۵

۴ پیدائش ۳۵:۱۶-۲۰

۵ پیدائش ۳۴:۱۸-۳۱، ۳۵:۲۲، ۳۷:۱-۳۶، ۳۸:۱-۳۰

۶ پیدائش ۳۷:۱-۳۶

۷ پیدائش ۴۲:۸-۱۷

۸ پیدائش ۴۶:۲۹-۳۰، ۴۷:۱۱-۱۲

شخصیتوں میں سب سے زیادہ کامل ہے۔ اُس میں سابقہ بزرگوں کی کئی قابلِ تعریف خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ مثلاً ابرہاؔم جیسی طاقت اور پائیداری، اِضحاؔق جیسا صبر اور نرم مزاجی، یعقوبؔ جیسی محبّت اور اُن سب جیسا اِیمان۔ اُس کی زندگی دو ابواب میں تقسیم کی جاتی ہے۔ (۱) کنعاؔن میں اُس کا بچپن (۲) مِصرؔ میں اُس کا زمانۂ بلوغت۔

۱- کنعاؔن میں اُس کا بچپن

اِس زمانہ کے واقعات دو حقائق سے تشکیل پاتے ہیں۔

۱- اُس کے باپ کی طرف داری: وہ یعقوبؔ کی ضعیف العمری کا فرزند تھا[۱] جو اُس کی چہیتی بیوی راخِلؔ کا پہلوٹھا تھا[۲] جس پر یعقوبؔ پہلی نظر میں فریفتہ ہو گیا تھا اور جسے وہ اپنی حقیقی بیوی سمجھتا تھا۔ بلا شبہ اُس کے والد کی طرف داری کی دُوسری وجہ یُوسُفؔ کی اپنی محبّت بھری سیرت تھی۔ یُوسُفؔ کے لِئے یعقوبؔ کی چاہت کئی طریقوں سے ظاہر ہوتی تھی خاص طور پر کئی رنگوں والی قبا سے جیسی کہ شہزادے پہنا کرتے تھے۔ یہ قبا ایک نشان تھی جس سے شاید یعقوبؔ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میں پہلوٹھا ہونے کا حق اِسے دینا چاہتا ہُوں۔[۳] اِس کا اثر جلد ہی بڑے بھائیوں کے حسد سے ظاہر ہُوا۔[۴] اِس طرف داری نے یُوسُفؔ کو کِسی طرح سے بھی نہ بگاڑا اور یہ اِس بات کا ثبوت ہے کہ اُس کی سیرت میں خاص قِسم کی پختگی تھی کیونکہ اکثر فراوانی تنگ دستی کے مقابلے میں زیادہ لوگوں کی تباہی کا باعث ہوتی ہے۔ یعقوبؔ کے خیمے کی فضا اِس قدر حَوصلہ پست کر دینے والی تھی کہ شائد یُوسُفؔ بھی بالغ ہونے تک وہاں رہتا تو اپنی شخصیت میں اِتنی پختگی پیدا نہ کر سکتا۔

ب- اُس کے بھائیوں کی نفرت: یہ نفرت یُوسُفؔ کے دو خوابوں کے سبب سے زیادہ شدت اختیار کر گئی۔ ایک خواب میں اُن کے پُولے اُس کے پُولے کے سامنے جھک گئے اور دُوسرے خواب میں سُورج، چاند اور گیارہ ستاروں نے اُسے سجدہ کِیا۔[۵] یہ سب باتیں اُن کی نظر میں اِس بات کا واضح ثبوت تھیں کہ اُس کی نظر پہلوٹھا ہونے کے حق پر تھی۔ حسد سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور نفرت قتل کا سبب بنتی ہے۔ پس اُنہیں یہ موقعہ اُس وقت مِلا جب یعقوبؔ نے یُوسُفؔ کو حبرونؔ میں اپنے قبیلہ کی قیام گاہ سے اُس کے چرواہے بھائیوں کے پاس بھیجا جو سِکمؔ کے علاقہ میں اپنے ریوڑوں کی گلہ بانی کر رہے تھے۔ وہ آپس میں کہنے لگے کہ ''دیکھو خوابوں کا دیکھنے والا آ رہا ہے۔ آؤ اب ہم اُسے مار ڈالیں ...پھر دیکھیں گے کہ اُس کے خوابوں کا انجام کیا ہوتا ہے۔''[۶] رُوبنؔ نے کچھ مہلت لینے کے خیال سے اور اِس غرض سے کہ وہ یُوسُفؔ کو دوبارہ باپ کے سپرد کر سکے اُنہیں یہ مشورہ دیا کہ ہم اُسے گڑھے میں ڈال دیں۔ رُوبنؔ کی عدم موجودگی میں اور یہُوداؔہ کے مشورے پر

---

۱ پیدائش ۳:۳۷

۲ پیدائش ۲۲:۳۰-۲۴

۳ پیدائش ۳:۳۷

۴ پیدایش ۴:۳۷

۵ پیدائش ۵:۳۷-۱۱

۶ پیدائش ۱۸:۳۷-۲۰

یُوسُفؔ ایک کاروان کے سوداگروں کے ہاتھ جو مِصرؔ جا رہا تھا فروخت کر دیا گیا۔ نفرت انگیز قبا کو بکرے کے خُون میں ڈبو دیا گیا اور اُس سے پیار کرنے والے باپ کو دھوکے سے یہ باور کروایا کہ یُوسُفؔ کِسی درندے کا شکار ہو گیا ہے۔ یُوں ایک خاندان کے جرم اور غم کے منظر کی تکمیل ہوئی۔[۱]

۲- مِصرؔ میں اُس کا زمانۂ بلوغت

ا- غُلامانہ زندگی: [۲] فرعونؔ کے جلوداروں کے سردار فُوطِیفارؔ کے غُلام کی حیثیت سے یُوسُفؔ اپنی لیاقت اور وفاداری کے سبب جلد ہی اپنے مالک کے گھرانہ کا سربراہ بن گیا۔ اُس کا نیک چال چلن ہی اُس کی تباہی کا باعث بنا۔ فُوطِیفارؔ کی بیوی کے بہتان کے سبب وہ قید میں ڈال دیا گیا۔

ب- قید کی زندگی: [۳] یُوسُفؔ ایسا اِنسان نہیں تھا کہ ہمت ہار بیٹھے۔اُس نے جیل کی سلاخوں کے پیچھے بھی بہادر اور مددگار بن کر ایک مرتبہ پھر قابلِ اعتماد مقام حاصل کر لِیا۔ اپنے دو قیدی ساتھیوں کے خوابوں کی تعبیر بتانے کی وجہ سے اُسے فرعونؔ کے خوابوں کی تعبیر کے لِئے طلب کِیا گیا اور یہ عمل دُنیا کی سب سے زیادہ پُر وقار بادشاہی میں قریباً شاہانہ قدرت حاصل کرنے کا زینہ ثابت ہُوا۔

ج- شاہی دربار کی زندگی: یُوسُفؔ نے مِصرؔ کے نائب شاہ کی حیثیت سے بہتات کے سات سالوں میں قحط کے اُن سات سالوں کے لِئے غلّہ جمع کِیا جس کی آگاہی فرعونؔ کے خوابوں میں کی گئی تھی۔ بہتات کے سال گزر گئے اور قحط کے سال شروع ہُوئے اور اُن کے شروع میں یُوسُفؔ کے بھائی غلہ لینے کے لِئے مِصر آئے۔ اب اُسے موقع مِلا اور اُس نے اُنہیں جاسوس ہونے کے الزام میں گرفتار کروا دیا اور شمعونؔ کو یرغمال کے طور پر رکھ کر باقی بھائیوں کو جانے کی اجازت دے دی لیکن اُس نے اُن سے اُس وقت تک مِلنے سے انکار کر دیا جب تک وہ بِنیمینؔ کو اپنے ساتھ نہ لائیں۔ پہلے تو یعقوبؔ نے بِنیمینؔ کو بھیجنے سے انکار کر دیا مگر بھوک ایک جابر فرمانروا ہے اور جب یہُوداہؔ نے اپنے آپ کو ضامن کے طور پر پیش کِیا تو عُمر رسیدہ بزرگ رضامند ہو گیا۔ اُن کے دُوسری مرتبہ آنے پر یُوسُفؔ نے اپنا پیالہ بِنیمینؔ کے بورے میں ڈلوا دیا اور بھائیوں پر چوری کا الزام لگا دیا۔ اِس واقعہ پر اُن کا ضمیر اُنہیں ملامت کرنے لگا اور وہ یہ سمجھے کہ یہ آفت اُن کے اپنے ہی جرم کے سبب سے آئی ہے۔ جب آخر کار یہُوداہؔ نے بڑی فراخ دِلی سے اپنے آپ کو بِنیمینؔ کی خاطر ضامن کے طور پر بحیثیت غُلام پیش کِیا تو پھر یُوسُفؔ نے اپنے آپ کو اُن پر ظاہر کِیا اور اُن کے جرم کو فیاض دِلی سے بالکل معاف کر دیا۔ یعقوبؔ کو مِصرؔ لایا گیا اور جبکہ عہد کے لوگ مِصرؔ میں تھے یہ زمانہ یعنی قدیم بزرگوں کا زمانہ مکمل ہُوا۔ باوجودیکہ یُوسُفؔ نے مِصرؔ میں وفات پائی اور وہیں دفن بھی ہُوا تاہم اُس کی بسترِ مرگ کی تاکید (پیدائش ۵۰:۲۴-۲۵) سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کا اِیمان عہد کے وعدوں اور اُس کی قوم کے مستقبل پر کیسا مضبوط رہا ہے۔

---

[۱] پیدائش ۳۷:۲۱-۳۵

[۲] پیدائش ۳۷:۳۶، ۳۹:۱-۲۰

[۳] پیدائش ۳۹:۲۱-۴۱:۴۵

یوسفؔ انوکھی دیانتداری کی سیرت کا مالک تھا۔ اُسے ہر ممکن آزمائش میں سے گزرنا پڑا۔ اپنے باپ کی طرفداری، بھائیوں کے حسد اور اُن کی صریحاً زیادتیاں، ایک ناپاک عورت نے اُسے پھانسنے کی کوشش کی، نیکی جس کا انجام جرم کی سزا تھی، عزت اور اختیار کے مقام پر اچانک سرفرازی، ہر بد سلوکی کا بدلہ لینے کا موقع یہ اُس کی زندگی کے نازک و فیصلہ کن تجربات تھے۔ اِس سے پہلے کوئی آدمی اِس طرح آزمایا نہیں گیا اور نہ ہی کوئی اِس طرح پہلے فتح یاب ہُوا۔ وہ انسانی معافی کی تاریخ میں سب سے شاندار مثال ہے حتیٰ کہ ابرہامؔ خود اپنے اِیمان میں اُس قدر یکساں طور پر فتح مند نہ تھا۔ اِس حقیقت کو مدِنظر رکھتے ہوئے ابرہامؔ کو بہ نسبت یوسفؔ ایمانداروں کے باپ کے عہدہ پر کیوں سرفراز سمجھا جاتا ہے؟ اِس لِئے کہ اِبرہامؔ تو واضح طور پر اِیمان کے سفر کا کولمبسؔ ہے۔ ابرہامؔ نے زندگی کے نامعلوم سمندر میں ایک غیر دریافت شدہ مُلک کی جانب جہازرانی کی جب کہ یوسفؔ نے اپنا بحری سفر ابرہامؔ اِضحاقؔ اور یعقوبؔ کی سیرت اور اعمال کی روشنی میں طے کِیا۔

۵: ایُّوبؔ کی کتاب

ایُّوبؔ کی کتاب اِس دَور یعنی بزرگوں کے دَور سے تعلق رکھتی ہے اِس لِئے نہیں کہ وہ اتنی صدیاں پہلے لکھی گئی تھی بلکہ اِس لِئے کہ اُس کے واقعات، مناظر، لباس اور تمام اسلوب بزرگوں کے دَور سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایُّوبؔ ایک طاقتور سردار تھا جس کے لِئے خُدا نے شیطان کو اجازت دی کہ وہ اُس سے اُس کا مال و دولت اور بچے چھین لے اور اُسے گھناؤنی بیماری سے اذیّت پہنچائے۔ اُس کے تین دوست تسلی دینے آئے۔ کتاب کا بیشتر حِصّہ اُس منظوم بحث کا تذکرہ ہے جو ایُّوبؔ اور اُس کے تین دوستوں یعنی الیفزؔ، بِلددؔ اور ضُوفرؔ اور ایک راہ گیر بنام اِلیہُوؔ اور یہوواہؔ کے درمیان ہُوئی۔ ایُّوبؔ اپنی دیانتداری پر قائم رہا اور اُسے پہلے سے دوگنی خوشحالی نصیب ہُوئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب بزرگوں کے زمانے کی تاریخ کا ایک حِصّہ ہے جو اپنے تخّیل کے زور سے کامل صورت میں پیش کی گئی ہے۔ یہ کتاب تاریخی واقعہ پر مبنی ہے جس میں شاعرانہ تفصیل اور آرائش موجود ہے۔ واقعات کا ڈرامائی ظہور اور ربط جو برجستہ کلام کے لِئے زیادہ مکمل تفصیل سے بیان کِئے جاتے ہیں اِس نظریہ کو تقویت پہنچاتے ہیں۔ اُس بحث کا موضوع بدی کا مسئلہ ہے یعنی آفت کا سیرت سے تعلق۔ اِس کا مقصد یہ ہے کہ اُن باتوں کے بارے میں جو سمجھ سے بالا ہیں ہم اِنسان خُدا پر اِیمان لائیں۔

۶: قدیم بزرگوں کے دَور کی چند خصُوصیات

۱- خانہ بدوشی کا دَور۔ ابرہامؔ، اِضحاقؔ اور یعقوبؔ بانی تھے لیکن مِنیسؔ، نمرُودؔ اور آشّرؔ کی طرح شہروں کے نہیں بلکہ ایک قوم اور ایک اِیمان کے۔ وہ خیموں میں بستے تھے اور جگہ بہ جگہ جاتے تھے تاہم وہ بے مقصد اور قانون شکن آوارہ گرد نہ تھے۔ وہ رُوحانی آباد کار آباؤاجداد تھے جو جلالی اور دُور رس مقصد سے ترغیب پا کر خُدا کے بُلاوے پر نقلِ مکانی کرتے تھے۔

۲- بزرگانہ دَور۔ (ا) باپ خاندان کا سربراہ ہوتا تھا۔ اُسے زندگی اور موت کا اختیار حاصل تھا (پیدائش ۱۰:۲۲، ۲۴:۲۸)۔ (ب) باپ جنگی سردار ہوتا تھا۔ ابرہام نے مسوپتامی لوگوں کے خلاف صف آرائی میں رہنمائی کی۔ (ج) باپ خاندان کا کاہن ہوتا تھا۔ وہ قربان گاہ بناتا اور خاندان کے لِئے قربانی گزرانتا تھا۔ (د) باپ خاندان کا نبی ہوتا تھا۔ خُدا اُس پر اور اُس کی معرفت اپنی مرضی اور مقاصد ظاہر کرتا تھا۔

۳- خُدا کے بارے میں تصورات۔[۱] قدیم بزرگان یقینی طور پر سمجھتے تھے کہ (ا) خُدا واحد ہے۔ اُن کے درمیان ارباب پرستی کا کوئی سراغ نہیں مِلتا۔ (ب) خُدا کی ذات ہمہ ادست کا کوئی سراغ نہیں تھا اور نہ ہی طبیعیاتی طاقت کی پرستش جو کثرت سے مِصر میں پائی جاتی تھی۔ (ج) خُدا کا عالمگیر ہونا۔ وہ تمام دُنیا کا خُدا ہے (پیدائش ۲۵:۱۸) وہ فرعون پر بھی ایسا ہی حکمران تھا جیسا ابرہام اور اِسرائیل پر۔ وہ دریائے نیل اور دریائے فرات پر بھی ایسے ہی حکومت کرتا ہے جیسے کہ دریائے یردن پر۔ (د) خُدا کی تقدیس۔ نُورِ خُدا بُت پرستوں کے جھوٹے معبودوں کی گھناؤنی اور مکروہ رسومات سے کبھی مسمار نہیں ہوتا ہے۔ ”تمام دُنیا کا اِنصاف کرنے والا اِنصاف نہ کرے گا؟“ (پیدائش ۲۵:۱۸)

۴- عبادت کے طریقے۔ اُس دَور میں نہ ہیکل تھی نہ مقرر شدہ عیدیں نہ سبت کا کوئی سراغ مِلتا ہے حلانکہ بعد ازاں مؤسوی شریعت میں خُدا اُس آرام کی جانب اشارہ کرتا ہے جو اُس نے دُنیا کو تخلیق کرتے وقت ساتویں دِن کِیا۔ اِس کے علاوہ وقت کی ہفتہ وار تقسیم کا بھی سراغ مِلتا ہے۔ (پیدائش ۸:۱۰-۱۲) اُس دور میں بغیر تراشی ہُوئی قُربان گاہیں، جانوروں کی قُربانیاں، مخصوص کی ہُوئی یادگاریں، منتیں، زیارتوں کے سفر، دعائیں، دہ یکیاں اور ختنہ کی رسوم پائی جاتی تھیں۔

۵- بزرگوں کی تہذیب و تمدن کا درجہ۔ حالانکہ آبائی بزرگ خانہ بدوش تھے۔ تاہم وہ غیر مہذب نہ تھے۔ وہ اُس دَور کی اعلیٰ ترین تہذیب سے شناسا تھے جو کسدستان اور

---

[۱] اُن مفہومات کے اعلیٰ خلاصہ کے علاوہ جو مُصنّف نے یہاں پیش کِیا ہے طالب علم کو ڈاکٹر ولیم آل برئٹ کا یہ بیان اِس بے دین زمانہ میں بہت فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں، ”عبرانی زبان میں لفظ ”خُدا“ کے لِئے اکثر اوقات جمع کا صیغہ استعمال ہوتا ہے۔ یعنی ایلوہیم جس کا صحیح مطلب ارباب ہے، ادانیم کی متعدد صورتیں جن کا مطلب خُداوندگان ہے۔ (ادانئی کا صحیح مطلب میرے خُداوندگان ہے) مُوسیٰ کے ایام سے بہت پہلے یہ الفاظ خُدا کی تمام ظاہری صفات کے لِئے استعمال ہوتے تھے اور اِس لِئے بھی کہ خُدا کی تمامتر کاملیت کا اظہار کِیا جائے۔ لہٰذا یہ الفاظ جمع کی شکل میں ایک واحد عظیم خُدا یا بادشاہ کے لِئے استعمال کِئے جا سکتے ہیں۔ یہ معمول اُن تصنیفات سے ظاہر ہوتا ہے جنہیں ہم عمارنہ کی تختیاں کہتے ہیں جو مُوسیٰ سے قبل تصنیف ہُوئیں، اور اُن شمال مغربی سامی تصنیفات سے بھی جو مختلف اقسام کی ہیں اور اوگاریت کے کھنڈرات میں سے برآمد ہُوئیں ہیں... قدیم مشرق میں بہت سے معبود تھے جن کے آپس میں جنسی تعلقات کے بارے میں، خواہشات کے بارے میں، کام کے بارے میں، علاقائی مسائل کے بارے میں اور اسما کے بارے میں بھی ہمیشہ جھگڑے ہوتے رہے۔ ایک معبود کی خصوصیات دُوسرے معبود کی خصوصیات کے ساتھ اتنی ملتی جلتی تھیں کہ اُن میں تمیز کرنا مشکل ہے۔ ابتری کی انتہا ہوگئی جس سے سینکڑوں معبود متاثر ہُوئے۔ کنعانی لوگ سمجھتے تھے کہ ستر معبود ہیں جو عظیم معبود ایل اور اُس کی معبودہ عِشرہ کی اولاد ہیں۔ بابل کے لوگوں نے معبودوں کے ہزاروں نام اور بیان اپنی روداد میں درج کِئے اور قدیم ترین فہرستوں میں جو ۲۵۰۰ ق م سے بھی پہلے تصنیف ہُوئی سینکڑوں ایسے اسما کا ذکر درج ہے۔ لیکن پرانے عہد نامے میں خُدا کے کام میں کوئی ردوبدل نہیں پایا جاتا۔ وہ واحد خُدا ہے جو سب سے افضل ہے۔ وہ اخلاقیات اور اِنسانی تعلقات کا واحد خُدا ہے۔ وہ تمام اقوام کا واحد خُدا ہے۔ وہ تمام قدرت کا واحد خُدا ہے۔ وہ واحد خُدا ہے جس کے ہاتھ میں ہر بات کا انجام ہے۔ وہ واحد خُدا ہے جس نے نوع اِنسان کو با اختیار پیدا کِیا تا کہ وہ اگر چاہے تو بغاوت کرے جو ایسا گُناہ ہے جس سے بدتر کوئی اَور گُناہ نہیں۔ اِس لِئے پرانا عہدنامہ اِنسانی سوچ کے ایک دَور کا نمایاں نشان ہے جو ایک تغیر ہے جس سے اِنسانی تعلقات عروج پر آ جاتے ہیں۔“ William Foxwell Albright, History, Archaeology and Christian Humaism, (New York: McGraw-Hill Book Co., 1964) pp. 93 & 99.

مِصؔر میں موجود تھی۔ وہ چرواہے تھے مگر کھیتی باڑی بھی کرتے تھے۔ اُن کے ہاں روپے پیسے کا لین دین ہوتا تھا اور وہ زیور بھی استعمال کرتے تھے۔ یہُوداؔہ کے پاس مُہر والی انگوٹھی تھی اور یُوسُفؔ کے پاس شہزادوں کی سی قبا تھی اور یہ بات بھی غیر یقینی نہیں ہے کہ وہ فنِ تحریر سے واقف تھے جو ہر دو وادیٔ نیؔل اور وادیٔ فراتؔ میں کمال ترقی پر تھا۔

۶- عہد کی تخلیقی قوت۔ عہدِ ابرہاؔم آبائی بزرگان کے زمانہ اور عِبرانیؔوں کی پُوری تاریخ کی کلید ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ یہ تاریخی کہانی کافی حد تک اِنسانیت سے تعلق رکھتی ہے۔ ہجرتوں، خاندانی اور قومی زندگی میں تمام فطری مقاصد کا پُورا پُورا دخل ہے لیکن تخلیقی حقیقت اور طاقت صِرف عہد ہی ہے۔ یہی وہ عنصر تھا جس نے عِبرانیؔوں کو تمام دُنیا میں انفرادیت بخشی۔ اُس عہد کے سبب سے وہ لگاتار منتظر رہے کہ ہم ایک مُلک کے وارث ہوں گے، ایک قوم بنیں گے اور ایک نسل پیدا ہو گی جس سے تمام اقوام برکت پائیں گی۔ یہ عہد اِبتدا میں ابرہاؔم کے ساتھ کسدؔستان میں باندھا گیا تھا اور مُلک کنعاؔن میں اُس کے ساتھ عہد کی پانچ، چھ مرتبہ تصدیق ہُوئی اور بڑے موثر انداز میں اِضحاؔق اور پھر کئی مرتبہ یعقوبؔ سے اِس کی تجدید کی گئی۔ یُوسُفؔ نے اِس عہد کی بِنا پر مرتے وقت اپنا آخری حُکم صادِر فرمایا جبکہ کئی صدی بعد جلتی جھاڑی کے پاس مُوسیٰؔ کے ساتھ اِس عہد کی تجدید کی گئی، کوہِ سینا پر اُسے بڑھایا گیا اور قومی عہد کی صورت دی گئی۔ وہ اثر جو اِس قِسم کے اِیمان اور اُمید کی تخلیقی قوّت سے کِسی قوم یا شخص کی سیرت پر ہوتا ہے ناپا نہیں جا سکتا۔

چوتھا باب

غُلامی کا زمانہ

۱۸۷۶ ق م - ۱۴۹۱ ق م، یعنی مِصؔر میں ہجرت سے لے کر بحیرۂ قُلزؔم کو پار کرنے تک

خرُوج ۱:۱-۱۴:۳۱

۱: عِبؔرانیوں کی غُلامی کے زمانہ میں مِصؔر کی حالت

قدیم مِصؔر کی تاریخ کو بعض اوقات تین زمانوں میں تقسیم کِیا جاتا ہے۔

۱- قدیم مملکت

ایک نامعلوم قدیم زمانہ سے لے کر ۲۱۰۰ ق م تک۔

۲- وسطی یا ہِکؔساس[۱] بادشاہوں کی مملکت

۲۱۰۰ ق م سے لے کر ۱۶۵۰ ق م تک۔

۳- جدید مملکت

۱۶۵۰ ق م سے لے کر ۵۲۵ ق م تک، یعنی ہِکؔساس بادشاہوں کو مُلک بدر کرنے کے وقت سے لے کر مُلکِ مِصؔر کے فارؔس کی سلطنت میں شامل ہونے تک۔

پہلے زمانہ میں مینیزؔ نے نشیبی مِصؔر[۲] کے قبائل کو متحد کِیا اور قدیم ترین دارالُحکومت میمفسؔ اور اکتیس شاہی سلسلوں میں سے جنھوں نے مِصؔر پر حکومت کی پہلے سلسلے کی بنیاد ڈالی۔ صدیوں بعد چوتھے شاہی سلسلے نے عظیم مخروطی مینار تعمیر کئے۔ اِس زمانے میں آگے چل کر بارھویں شاہی سلسلے نے بالائی مِصؔر کے شہر تھیبزؔ کو دارالُحکومت میں تبدیل کر دیا جہاں اُنھوں نے پہلے زمانہ کے سب سے زیادہ جلالی عہد کا آغاز کِیا۔

وسطی مملکت کے ہِکؔساس بادشاہ جو سامؔی نسل کے تھے ایشؔیا سے حملہ آور ہُوئے۔ باوجودیکہ ہِکؔساس بادشاہ قابل منتظم تھے پھر بھی شروع میں وہ غیر مہذّب وحشی ثابت ہُوئے اور یہی سبب تھا کہ اُن کے عہد حکومت میں مِصؔری تہذیب پر تاریکی کے بادل چھا گئے۔

---

[۱] ہِکؔساس نام کا مطلب یا تو ''غیر مُلکی بادشاہ'' ہے یا ''غیر اقوام پر حکومت کرنے والا'' ہے۔ پرفیسر ہیرؔسین نے ظاہر کِیا ہے کہ ترجمہ ''گلہ بان بادشاہ'' ایک بہت قدیم اور مستقل غلط فہمی پر مبنی ہے۔ وہ کہتے ہیں، ''مینتھوؔ نامی ایک مِصؔری کاہن جو بطلمیوسؔ دوم فلیڈؔلفس (۲۸۵ ق م-۲۶۴ ق م) کے عہد میں رہتا تھا۔ اُس نے یہ غلط ترجمہ کِیا جس سے ہِکؔساس کا مطلب ''گلہ بان بادشاہ'' سمجھا جانے لگا۔'' R. K. Harrison, Archaeology of the Old Testament, (London: The English Universities Press, Ltd., 1963) p. 127. مزید معلومات کے لِئے دیکھیں: فلپؔ کے حتی، تاریخِ شام، (لاہور: شیخ غُلام علی اینڈ سنز، پبلشرز، ۱۹۷۸) صفحہ ۱۲۰-۱۳۳۔

[۲] مِصؔر دو قدرتی حِصّوں یعنی بالائی اور نشیبی پر منقسم ہے۔ بالائی مِصؔر میں دریائے نیؔل کی تنگ اور پیچ دار وادی ڈیلٹا تک جو دو سے بارہ میل تک چوڑی ہے شامل ہے۔ نشیبی مِصؔر ایک وسیع اور زرخیز سیلابی میدان ہے جو قاہرؔہ سے بحیرۂ رومؔ کے ساحل تک جو قریباً ایک سَو میل دُور ہے پھیلا ہُوا ہے۔ اِس میدان کی تکونی شکل کے سبب سے اُس کا مشہور نام یوؔنانی زبان کے حروفِ تہجی کے چوتھے حرف کے نام پر ''ڈیلٹا'' پکارا جاتا ہے کیونکہ حرف ڈیلٹا کی شکل مثلث نما ہے۔

جدید مملکت آموسس [1] نے قائم کی جس نے ہکساس بادشاہوں کو مِصر سے نکال دیا اور مشہور اٹھارہویں شاہی سلسلہ کی بنیاد رکھی جس میں توتمس سوم [2] شامل ہے جسے مِصریوں کا سکندر اعظم سمجھا جاتا ہے۔ اٹھارہواں و انیسواں شاہی سلسلوں کا دَور مِصری تاریخ میں سب سے زیادہ شاندار ثابت ہُوا۔ غالبًا کسدستان سے عِبرانیوں کی ہجرت مِصری وسطی مملکت کے پہلے ایّام میں وقوع پذیر ہُوئی اور اُن کی مِصر میں ہجرت اُس زمانہ کے آخری ایّام میں واقع ہُوئی۔ اِس یقینی اندازہ کے مطابق وہ ہمدردی جس سے اُس زمانے کے فرعون، ابرہام، یوُسف اور یعقوب سے برتاوَ کرتے تھے معقول ہے کیونکہ وہ خود سامی تھے۔ اِس لِئے وہ مِصریوں کی طرح اُن غیر مُلکی لوگوں سے نفرت نہیں رکھتے تھے۔

۲: ظُلم کا برپا ہونا

پیدائش کی کتاب کا بیان مکمل ہُوا جبکہ عِبرانی لوگوں کی مقبولیت مِصری لوگوں کے ساتھ عروج پر تھی۔ مگر خرُوج کی کتاب اُس ہی نسل کے بیان سے شروع ہوتی ہے جبکہ وہ غُلامی میں جکڑی ہُوئی تھی۔ اور اب اُس کے لِئے مِصر کی سرزمین ’’غُلامی کا گھر‘‘ [3] بن چکی تھی۔ یہ درمیانی صدیاں جہاں تک تاریخِ مُقدّس کا تعلق ہے بیان شدہ نہیں۔ شاہی سلسلوں کے عروج و زوال ہو سکتے ہیں، دُور دراز علاقوں میں جنگوں کے شعلے اُٹھ سکتے ہیں، عالی شان معبدَ جن کے کھنڈرات آج تک دُنیا کے لِئے حیرت کا باعث ہیں بنائے جا سکتے ہیں، لیکن اگر صِرف ایسی ہی دُنیاوی عظمت ہے تو اِس کی اِلٰہی تاریخ میں کوئی گنجائش نہیں۔ جب تک مقررہ وقت مکمل نہ ہو تا کہ موعودہ مخلصی کا انتظام تکمیل کی طرف ایک اَور منزل آگے بڑھے اُس وقت تک بیان کی نئ کڑی شرُوع نہیں ہوتی۔

آخرِکار ’’مِصر میں ایک نیا بادشاہ ہُوا جو یوُسف کو نہیں جانتا تھا۔‘‘ (خرُوج ۱:۸) عظیم ترین احسانات جلد فراموش کر دیئے جاتے ہیں۔ سَیلمِس کی لڑائی کے چودہ سال بعد تھمیستوکلیس [4] کو جلاوطن کر دیا گیا۔ واٹرلو کی لڑائی کے سترہ سال بعد ڈیوک آف وِلنگٹن [5] پر لندن کے بلوائیوں کے ہجوم نے حملہ کر دیا۔ ہمیں تعجب نہیں ہے کہ صدیوں کے وقت نے عِبرانی یوُسف کی عظیم خدمت کے احساس کو مٹا دیا۔یقین ہے کہ’’نیا بادشاہ‘‘اُس انقلاب کی طرف اشارہ کرتا ہے جس نے سامی ہکساس بادشاہوں کو مِصر سے نکالا [6] اور مُلکی حکمران کو بحال کر دیا۔ سمجھا جاتا ہے کہ غُلامی اور خرُوج کے زمانے کے فرعون سیتی اوّل، رعمسیس دوم اور

---

[1] یہ بادشاہ آموسس اوّل تھا (تقریباً ۱۵۷۰ ق م-۱۵۴۵ ق م)

[2] مزید معلومات کے لِئے دیکھیئے فلپ کے حتی، تاریخِ شام، سفحہ ۱۰۹، ’’جنگ مجدّوٗ‘‘۔

[3] خرُوج ۱۳:۳

[4] فارس کے بادشاہ زرکسیز نے ۴۸۰ ق م میں یونان پر چڑھائی کی۔ یہ لڑائی سَیلمِس کے مقام پر ہُوئی۔ اُس میں یونان کے امیرالبحر تھمیستوکلیس نے ایرانیوں کوشکتِ فاش دی مگر اُس کی اپنی قوم ہی نے چودہ سال کے اندر اندر اُسے مُلک بدر کر دیا۔

[5] ۱۸ جون، ۱۸۱۵ء کو برسلز کے جنوب میں بلجیم کے ایک گاؤں واٹرلو کے مقام پر انگریز جنرل ڈیوک آف وِلنگٹن نے نپولین اعظم کو شکست دی تھی۔

[6] نیا بادشاہ جیسا کہ مُصنف نے ظاہر کِیا غالبًا آموسس اوّل تھا جس نے ہکساس کو مُلک بدر کِیا۔ لیکن یہوُدیوں کو اینٹیں بنانے کے سخت کام پر یا تو سیتی اوّل نے لگایا یا رعمسیس دوم نے جو انیسویں شاہی خاندان کا تیسرا بادشاہ تھا۔ اُسی نے شہر پتوم اور رعمسیس تعمیر کروائے۔

مُرنفتاح تھے۔ یہ سب بادشاہ انیسویں شاہی سلسلہ کے تھے۔ سیتی نے عِبرانیوں کی تیز اضافی رفتار سے خوفزدہ ہو کر ہِکساس بادشاہوں کی فوج کشی اور طویل غاصبانہ حکومت کو یاد رکھتے ہُوئے عِبرانیوں کی حوصلہ شکنی کا تہیہ کر لیا۔ [۱] اُس نے اُن کی حیثیت اتنی گھٹا دی کہ وہ بیگار میں اینٹوں کی بھٹیوں پر لگا دیئے گئے [۲] تا کہ وہ پست ہوں۔ مگر پھر بھی وہ برومند رہے۔ آخر کار فرعون نے حکم دیا کہ عِبرانیوں کا ہر لڑکا دریائے نیل میں پھینک دیا جائے۔ [۳] اِس موقع پر رہائی دہندہ کی آمد ہُوئی۔

۳: مُوسیٰ کی پیدائش اور مقصدِ زندگی

سب خصوصیات کو مدِنظر رکھ کر وطن پرست، شاعر، برّیت دینے والا، قانون ساز، مورّخ، بنی آدم، اِن سب کی حیثیت سے مُوسیٰ تاریخ میں اعلیٰ ترین شخصیت ہے۔ اٹھارہویں اور انیسویں شاہی سلسلہ کے فرعون نے اپنے بہادرانہ کارناموں کو سنگِ خارا پر کندہ کروایا۔ پھر بھی جیسا کہ اُن فرعونوں کی خشک اور مسالا لگی ہُوئی لاشوں کی فوٹو جو حال ہی میں قبر سے دستیاب ہُوئیں اور جو صاف دکھائی نہیں دیتیں ویسا ہی تاریخی طور پر یہ فرعون کافی حد تک گُمنام ہیں۔ مُوسیٰ نے اپنا کارنامہ ایک نسل پر اور ایک مذہب میں تحریر کِیا۔ تینتیس صدیاں گزر جانے کے بعد اُس رات سے بھی جب اُس نے مغرور فرعون کو اجازت دینے پر مجبور کِیا کہ خُدا کے لوگ جا سکتے ہیں مُوسیٰ کا نام زیادہ مشہور ہے۔ قدرتی طور پر اُس کے سوانحِ حیات تین حِصّوں میں منقسم ہیں۔ مِصر میں چالیس سال، مِدیان میں جلاوطنی کے چالیس سال، بنی اِسرائیل کا قائد، رہائی دہندہ اور منتظم ہوتے ہُوئے چالیس سال۔ یہ آخری چالیس سال کے دوران اُس کے سوانحِ حیات اپنے لوگوں کی تاریخ میں سمائے ہُوئے ہیں جن کی اکثریت اگلے زمانے میں شامل ہوتی ہے۔

ا- مِصر میں چالیس سال

ا- اُس کی پیدائش اور تعلیم: مُوسیٰ کی ولادت لاوی کے قبیلے کے خُدا پرست والدین سے ہُوئی جن کے نام عمرام اور یوکبد تھے۔ [۴] یُوں معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے بڑے بچے ہارُون اور مریم، سیتی کے فرمانِ قتل سے پہلے پیدا ہو چکے تھے مگر اُن کا یہ تیسرا بچہ بالکل مختلف حالات میں پیدا ہُوا۔ اُس کی پیدائش مِصری افسران سے تین ماہ تک راز کے طور پر پوشیدہ رکھی گئی۔ [۵] جب یہ پوشیدگی ممکن نہ رہی تو اُس خوبصورت بچے کو سرکنڈوں کی ٹوکری میں ڈال کر دریائے نیل کے سپرد کر دیا گیا۔ [۶] فرعون کی بیٹی نے اُس کو پا کر اور گود میں لے کر اُس کا نام مُوسیٰ رکھا۔ مریم

---

[۱] خرُوج ۱:۸-۱۰

[۲] خرُوج ۱:۱۱-۱۴

[۳] خرُوج ۱:۱۵-۲۲

[۴] خرُوج ۶:۱۶-۲۰ اور گِنتی ۲۶:۵۷-۵۹

[۵] خرُوج ۲:۱-۲

[۶] خرُوج ۲:۳-۴

نے بیش قیمت نازک کشتی کا پیچھا کِیا، فرعون کی بیٹی کو دایہ لانے کی پیش کش کی اور اپنی ماں کو بُلا لائی۔ا یُوں اِلٰہی نگرانی کے ماتحت بنی اِسرائیل کے مستقبل کے دوست، بریت دینے والے اور منتظم نے دُنیا کی اُس زمانہ کی سب سے اعلیٰ ذہین تہذیب میں (اعمال ۷:۲۲) اور اپنی عِبرانی ماں کی ہدایت سے اُس زمانہ کے نفیس ترین رُوحانی اِیمان کے ماحول میں پرورش پائی۔

ب- مُوسیٰ کا فیصلہ: مُوسیٰ بلوغت کو پہنچا۔ اُس کے عِبرانی نسل سے پیدا ہونے کا راز اُس کے اپنے سینے میں محفوظ تھا۔ ایک دِن اُس نے دیکھا کہ ایک مِصری بیگار لینے والا ایک عِبرانی کو مار رہا ہے۔ وہ یہ زیادتی برداشت نہ کر سکا اور اُس نے اُس مِصری کو قتل کر دیا اور اُس کی لاش ریت میں چھپا دی۔۲ بے شک مُوسیٰ جوشیلا تھا اور بے انصافی دیکھ کر اُس کا خُون رگوں میں جوش مار سکتا تھا لیکن یہ عمل وقتی جوشیلے پن کا نتیجہ نہ تھا۔ عِبرانیوں ۱۱:۲۴-۲۶ و اعمال ۷:۲۳-۲۵ سے دو حقائق صاف عیاں ہوتے ہیں۔ (۱) شہزادہ ہونے کے باوجود اُس نے جان بوجھ کر اور اپنی خوشی سے مِصر کی شاہی میراث کو لات مار دی تاکہ وہ اپنے غُلامی میں جکڑے ہُوئے بھائیوں کی مشترکہ جدوجہد میں شریک ہو۔ (۲) وہ اِسرائیل کو بہادرانہ طور پر آزادی حاصل کرنے کی کوشش کے لِئے اُبھارنے کی اُمید رکھتا تھا۔ لیکن اِس مقصد کو انجام دینے کے لِئے نہ موقع پختہ تھا اور نہ ہی وہ خود اور اُس کی نسل کے لوگ تیار تھے۔۳ ابھی اُن کی زنجیروں کا اَور بھاری ہونا اور اُس عظیم کام کے لِئے خود مُوسیٰ کا تربیت پانا ضروری تھا۔ مِصر علوم و فنون کا ایک اعلیٰ مدرسہ تھا۔ اُس نے ماں کی محبّت بھری رفاقت کی فضا میں مذہب کے بنیادی اسباق حاصل کِئے لیکن اُسے کافی مدّت تک خُدا کے ساتھ علیٰحدگی میں رہنے کی ضرورت تھی اِس سے پہلے کہ وہ اپنے اعلیٰ مقصد کے لِئے تیار ہو۔ مِدیان کے صحرا میں اور سینا کی تنہائی میں خُدا خود اُس کا معلّم بنا اور یہاں مُوسیٰ یونیورسٹی میں داخل ہُوا اور ڈگری یافتہ قرار پایا۔

۲- مِدیان میں چالیس سال

مُوسیٰ بحیرۂ قُلزم کے مشرق میں مِدیان کی طرف فوراً پناہ ڈھونڈنے چلا گیا۔ ایک دِن شام کو جب وہ کُنوئیں کی منڈیر پر بیٹھا تھا تو مِدیان کے کاہن یترو کی سات بیٹیاں اپنے گلوں کو پانی پلانے کے لِئے آئیں۔ چند وحشی بدو چرواہوں نے اُن کے ریوڑوں کو ایک طرف ہانک دیا۔ مُوسیٰ کی رُوح جو اپنے مظلوم بھائیوں کی خاطر اِتنی جری تھی اِن ستائی ہُوئی جوان عورتوں کے لِئے بھی کم جری ثابت نہ ہُوئی۔ اُس مِصری پناہ گیر کی بروقت امداد پُر اثر تعارف ثابت ہُوئی اور اُس کی شادی یترو کی بیٹی صفّورہ کے ساتھ ہوگئی۔۴ چالیس سال تک مُلکِ مِدیان میں وہ چرواہے کا پر سکون پیشہ اختیار کِئے رہا۔ وہاں اُس نے اُس سنگلاخ

ا خرُوج ۲:۵-۱۰
۲ خرُوج ۲:۱۱-۱۲
۳ خرُوج ۲:۱۳-۱۴
۴ خرُوج ۲:۱۶-۲۲

مُلک سے جس سے ہو کر اُس کو اپنے لوگوں کو موعودہ سرزمین کی طرف جانا تھا واقفیت حاصل کی۔ ۱ آخر کار جلتی جھاڑی کے مقام پر خُدا نے اپنے آپ کو بطور ابرہاؔم، اِضحاؔق اور یعقوؔب کا خُدا اُس پر ظاہر کر کے اُس عہد کی تجدید کی جو بزرگوں کے مکمل دَور کے دوران نہایت تخلیقی ثابت ہُوا اور مُوسٰیؔ کو مقرر کِیا کہ وہ بنی اِسرائیل کو رہائی دلوائے۔ اب مُوسٰیؔ کی خود اعتمادی میں جنبش پیدا ہو گئی۔ اِس لِئے وہ اِس ذمے داری سے بچنے لگا جس کی تکمیل کے لِئے اُسے شاہی دربار میں اور بادشاہوں کے سامنے حاضر ہونے کی ضرورت ہو گی۔ لیکن وہ فوق اُلفطرت نشانوں سے جو بطور اِلٰہی اسناد تھے مسلح ہو کر، اور اجازت نامہ لے کر کہ ہاروؔن اُس کا ترجمان بنے، مِصرؔ واپس گیا۔ ۲

۴: زبردست مقابلہ

(خرُوج ۱:۵-۳۶:۱۲)

اُن واقعات کے بعد تمام مقابلے جو کبھی تاریخ میں قلمبند ہُوئے یہ سب سے زیادہ قابل ذکر مقابلہ تھا۔ مُوسٰیؔ مِدیاؔن سے روانہ ہوتے وقت اپنے بھائی ہاروؔن سے مِلا۔ اُن دونوں نے اپنے لوگوں اور قوم کے بزرگوں سے مِل کر اُنہیں اپنے مقصد سے آگاہ کِیا اور مقرر شدہ نشانوں سے اُس کی تصدیق کی۔ مظلوم لوگ اُن کے مقصد سے متفق ہو کر اپنے باپ دادا اور عہد کے خُدا کے حضور بڑی تعظیم کے ساتھ سجدہ میں جھک گئے لیکن وہ فرعوؔن کے سامنے اتنے کامیاب ثابت نہ ہُوئے۔ اُنہوں نے یہوؔواہ کے نام پر درخواست کی کہ اُنہیں تین دِن کی مسافت پر بیابان میں یہوؔواہ کے حضور قُربانیاں گزراننے کے لِئے جانے کی اجازت دی جائے۔ اگر فرعوؔن اُن کی یہ معمولی درخواست مان لیتا تو یہ اُس کے لِئے اور اُس کی قوم کے لِئے کتنا اچھا ہوتا۔ لیکن اُن کی درخواست کا پہلا نتیجہ یہ نکلا کہ اُن کی زنجیریں کس دی گئیں اور بوجھ اَور بھی بھاری ہو گیا۔ فرعوؔن کی ضد سے بھرے ہُوئے بار بار کے انکار سے اور اپنے محنت کش بھائیوں کی ڈانٹ سے مُوسٰیؔ ذہنی پریشانیوں سے تنگ آ گیا۔ دس بلائیں یعنی صدمات، آفت پر آفت ثابت ہُوئے۔ پہلے پانی خُون بن گیا، پھر یکے بعد دیگرے مینڈک، جوئیں، مکھیاں، مری، پھوڑے، اولے، ٹڈی دَل، گھٹا ٹوپ اندھیرا اور آخر کار پہلوٹھوں کی وفات، یہ سب کچھ سرزد ہُوا۔

۱- مقابلہ کی نوعیّت

یہ مقابلہ جو غُلامی میں جکڑی ہُوئی نسل اور اُن کے ظالم حکمرانوں کے درمیان ہو رہا تھا محض عام کش مکش نہ تھا اور نہ ہی یہ محض مُوسٰیؔ اور فرعوؔن کے درمیان کوئی عام جھگڑا تھا بلکہ اِس کے برعکس یہ اِختلاف یہوؔواہ یعنی خُدائے قادر اور مِصرؔی دیوتاؤں کے درمیان تھا۔ ۳ اُن آفات میں سے تقریباً ہر وبا مِصرؔ کا قدرتی وبال تھی لیکن کئی پہلوؤں سے اُن کی معجزانہ خصوصیت نمایاں ہے یعنی اُن کی شدت، تیزی سے پے در پے اُن کی تعداد کا بڑھنا، مُوسٰیؔ کے حکم سے

---

۱ مُلکِ مِدیاؔن خلیجِ عقبہ کے مشرقی ساحل پر واقع تھا لیکن مِدیاؔنی بدوی چرواہے تھے اور باقاعدہ اپنے گلے چرانے کے لِئے سیؔنا کے بیابان میں لایا کرتے تھے۔ اِس طرح مُوسٰیؔ کو یہ موقع مِلا کہ اُس سنگلاخ علاقہ سے واقفیت حاصل کرے۔

۲ خرُوج ۱:۳-۲۶:۴

۳ گِنتی ۴:۳۳ اور خرُوج ۱۲:۱۲

اُن کا آنا اور جانا، بنی اِسرائیل کا سوائے پہلے تین کے اُن سے محفوظ رہنا اور آخر کار اُن میں سے تقریباً ہر ایک آفت مِصری بُت پرستی کے خلاف ایک بھر پُور وار ثابت ہُوئی۔

۲- مقابلہ کی ضرورت

یہ بات یاد رکھیں کہ تمام رُوئے زمین پر صِرف ایک ہی نسل تھی جو خُدا کی توحید اور رُوحانیت کو تھامے ہُوئے تھی اور وہ غُلام ہونے کی وجہ سے اپنا اِیمان اور قومی شناخت دونوں کو کھو دینے کے خطرے میں پڑی تھی۔ اِن حقائق کے علاوہ تعداد، دولت، ثقافت اور قوّت ایک کی نسبت سَو گنا اُن کے خلاف تھیں۔ ایک ایسے سبق کی ضرورت تھی جسے کبھی فراموش نہ کِیا جا سکے اور یہ سبق کبھی فراموش نہ ہُوا۔ مِصر کے بُت یا تو بوسیدہ ہو کر خاک میں مِل گئے یا آثارِ قدیمہ کے شوقین لوگوں کے عجائب خانوں کی زینت بن گئے مگر اِس کے بر عکس تمام مہذب دُنیا اِسرائیل کے خُدا کی پرستش کرتی ہے۔ اُس موقع پر جو نشانات اور عجائبات مِصر میں ظاہر ہُوئے اُن کا بیان بائبل مُقدّس میں عِبرانی ادب کا ایک عظیم حِصّہ بن گیا۔ یہ قومی شعور پر اِس طرح نقش ہُوئے کہ وہ سب سے موثر قوتوں میں سے ایک قوت بن کر اُبھرے جس کی مدد سے بنی اِسرائیل اپنے آبائی اِیمان کے چوکھٹے میں رہ کر ہر شخص کو اپنے گلے لگا لینے والی ارباب پرست یعنی کثرت پرستی سے محفوظ رہے۔

۳- مقابلہ کا خاتمہ (خرُوج ۱۲:۷-۳-۱۴:۳۱)

آخری ضرب پڑی۔ موت کے فرشتہ نے مِصر کے ہر دروازہ پر، کیا محل، کیا جھونپڑی، دستک دی اور ہر پہلوٹھا موت کے گھاٹ اتر گیا۔ لیکن وہ ٹوٹی پھوٹی رہائش گاہیں جہاں عِبرانی رہتے تھے سب محفوظ رہیں۔ اُنہوں نے خُدا کی فرمانبرداری میں عیدِ فسح کی بنیاد ڈالی۔ برّہ ذبح کِیا گیا اور اُس کا خُون عِبرانی اِیمان کے نشان کے طور پر دروازوں کی چوکھٹوں پر چھڑکا گیا۔ وہ پُر اسرار قاصد اُن گھروں کے پاس سے بغیر نقصان پہنچائے گزر گیا جن میں عیدِ فسح منائی جا رہی تھی۔ مِصر سے ایک بلند آہ و پکار اُٹھی۔ بیڑیاں ٹوٹ گئیں اور بنی اِسرائیل مِصر سے آزادی کی راہ پر دھکیل دیئے گئے۔ پھر آخری مرتبہ فرعون کا دِل سخت ہو گیا۔ اُس نے اُن کا پیچھا کِیا۔ بنی اِسرائیل پہاڑوں کے ایک درہ کے پھندے میں پھنس گئے۔ اُن کے بالکل آگے بحیرۂ قُلزم دو حِصّوں میں تقسیم ہو گیا۔ بنی اِسرائیل اُس میں سے گزر کر بچ گئے۔ مِصریوں نے اُن کا پیچھا کِیا اور سمندر میں غرق ہو گئے۔

۵: مِصر میں رہائش کے اثرات

۱- اِسرائیل قوم بن گئی

وہ مِصر میں بارہ خانہ بدوش خاندانوں کے گروہ کی شکل میں داخل ہُوئے۔ یعقوب اور اُس کی اصلی نسل کی کُل تعداد ستّر تھی۔ ممکن ہے کہ نوکروں کو مِلا کر اُن کا پُورا قبیلہ دو یا تین ہزار کے قریب ہو۔ اگر وہ مُلکِ کنعان ہی میں رہتے تو یقیناً وہ علیٰحدہ علیٰحدہ معمولی ایک درجن آوارہ قبیلوں میں بٹ جاتے لیکن ایک گنجان آباد مُلک میں رہ کر اور ایک ظالم کے پنجے میں جکڑے رہنے کے سبب سے وہ متحد ہو کر ایک قوم بن گئے۔

۲- مہذب قوم بنی

وہ بطور خانہ بدوش کنعانؔ سے نکلے۔ باب سوم میں ہم نے دیکھا کہ وہ اُس وقت کِس حد تک مہذب تھے۔ وہ مِصرؔ میں بود و باش کر کے کوئی خاص عرصہ تک محض چرواہے نہ رہ سکے۔ مِصرؔ ایک زراعتی مُلک ہے اور ہمیشہ ایک زراعتی مُلک رہا ہو گا۔ اِس کے علاوہ مِصرؔ ایک ہزار سال تک دُنیا کی دانش ورانہ زندگی اور مادی تہذیب کا سربراہ رہا تھا۔ عِبرؔانی لوگ اِس حد تک خُدا داد قابلیت کے مالک تھے کہ اُن کا اتنی مدّت ایسے مُلک میں بغیر فائدہ اُٹھائے رہنا نا ممکن تھا۔ خاص کر مُوسیٰؔ نے ''مِصریوں کے تمام علوم کی تعلیم پائی'' (اعمال ۷:۲۲) اور خیمۂ اجتماع کے بنانے کے بیان سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے ماتحت ہنرمند نائب بھی کام کرتے تھے۔ (خرُوج ابواب ۲۵-۴۰)

۳- قومی عقیدہ مستحکم ہُوا

اگر اِسرؔائیل مُلک مِصرؔ میں مستقل سکونت کرتے تو آخر کار وہ اپنا قومی اِیمان اور قومی نشانات دونوں ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔ لیکن مِصرؔ اُن کے لِئے وہ تختۂ سیاہ ٹھہرا جس پر یہوؔواہ نے وہ اسباق لکھے جن کو اِسرؔائیل نے کبھی بھی فراموش نہ کِیا۔ بار بار بُت پرستی میں گرنے کے باوجود آخر کار وہ اپنے قومی اِیمان کے وفادار ثابت ہُوئے۔ اب اِس منزل پر اُن کو مُلکِ کنعانؔ واپس جانا تھا کہ اُس کو فتح کریں اور قابض ہوں جس میں دو سَو سال تک ابرہاؔم، اِضحاقؔ اور یعقوبؔ مسافرانہ زندگی بسر کرتے رہے تھے۔ مگر یہ فوری طور پر نہیں ہُوا۔ چند دِنوں کی مسافت اُن کو کنعانؔ پہنچا دیتی لیکن تنظیم کا کام اور چالیس سال کی تربیت کی ضرورت ہُوئی اِس سے قبل کہ وہ اِس لائق ثابت ہوں کہ مُلکِ موعودہ پر قبضہ کریں۔

نقشہ مِصر سے خرُوج اور بیابان میں بھٹکنا

پانچواں باب

خانہ بدوشی کا زمانہ

۱۴۹۱ ق م - ۱۴۵۱ ق م، یعنی بحیرۂ قُلزم کو پار کرنے سے لے کر دریائے یردن کو پار کرنے تک

۱: بحیرۂ قُلزم سے کوہِ سینا تک

(خرُوج ابواب ۱۵-۱۸)

۱- رہائی کا گیت (خرُوج باب ۱۵)

وہ احساسات جو بنی اِسرائیل کے دِل میں پیدا ہُوئے جب وہ بحیرۂ قُلزم کے مشرقی کنارے پر پہنچے با آسانی قلم بند نہیں کِئے جا سکتے بلکہ اُن کا سمجھنا بھی مشکل ہے۔ لیکن اُن احساسات میں سے عاجزانہ مگر فتح مندانہ شکر گزاری کا احساس سب سے مقدم ٹھہرا ہو گا۔ تکبّر کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ کیونکہ اُن کا خطرہ اِس قدر شدید تھا، اُن کی رہائی اِس قدر مکمل اور اِس حد تک سراسر یہوؔواہ کی طرف سے ہُوئی کہ کوئی تعریف سوائے خُدا کی تمجید کے اُس عظیم الشان قصیدہ سے سنائی نہیں دیتی جو بطور رہائی کی ایک یادگار ہم تک پہنچا ہے۔

۲- رفیدیؔم کی طرف کوچ کرنا

بنی اِسرائیل طویل عرصہ تک میدان فتح میں نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ تنظیم کو کوہِ سینا پر ہی مکمل ہونا تھا۔ وہاں جانے کا راستہ کچھ دُور تک بحیرۂ قُلزم کے مشرقی ساحل کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ شمال کی طرف یہ ضلع دشتِ شوؔر [1] کے نام سے اور پھر جنوب کی طرف دشتِ سینؔ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ مارہ [2] کے پانی کو میٹھا بنانا اور ایلیمؔ [3] کے بارہ چشموں اور کھجور کے ستّر درختوں کے پاس خیمہ زن ہونا یہ اُس کوچ کے شروع کے واقعات تھے۔ خرُوج کو گزرے ایک ماہ کا عرصہ ہو گیا تھا۔ اب وہ ہولناک دشتِ سینؔ میں داخل ہُوئے۔ [4] مِصؔر سے لائی ہُوئی خوراک ختم ہونے لگی اور سخت پیاس سے پیدا شدہ شدید درد میں بھوک کی خوفناک فکر مندی کا اضافہ ہُوا۔ گذشتہ رہائیوں اور خُدا کے یقینی وعدوں کو بھول کر لوگ مُوسیؔ پر تلخ الزامات لگانے لگے کہ وہ اُنہیں مرنے کے لِئے صحرا میں لے آیا ہے۔ اِس منزل پر اُن کو منؔ عنایت کِیا گیا یعنی رحم کا وہ معجزہ جو اگلے چالیس سال تک روزانہ اُنہیں مِلتا رہا اور جو یِسُوؔع نے اپنے بارے میں خوبصورتی سے تمثیلاً فرمایا۔ ”جو روٹی

---

[1] دشتِ شوؔر اور دشتِ سینؔ کے درمیان ایک علاقہ تھا جو دشتِ ایتاؔم کہلاتا تھا۔ دیکھئے گِنتی ۳۳:۸۔

[2] خرُوج ۱۵:۲۳-۲۶، گِنتی ۳۳:۸

[3] خرُوج ۱۵:۲۷، گِنتی ۳۳:۹

[4] خرُوج ۱۶:۱-۳۶، گِنتی ۳۳:۱۱

آسمان سے اُتری وہ میں ہُوں۔"[۱]

۳- رفیدیم میں پڑاوَ[۲]

اب اِسرائیل نے دشتِ سین کے سنگِ چقماق کے میدان کو چھوڑا اور رفیدیم کی وادی میں خیمہ زن ہُوئے۔ اب وہ حورِب نامی کوہستانی ضلع کے دروں میں داخل ہو رہے تھے۔ یہاں بھی اُنہیں پانی کا مسئلہ درپیش آیا۔ مُوسیٰ نے چٹان پر اپنی لاٹھی ماری اور پانی بہتات سے بہہ نکلا۔ یہاں عمالیقیوں نے بلا وجہ اُن پر سخت حملہ کِیا۔ چُنے ہُوئے جوانوں کی مدد سے جو یشُوع کی نگرانی میں تھے حملہ پسپا کر دیا گیا جب کہ ہارُون اور حور، مُوسیٰ کے ہاتھوں کو جو دُعا کے لِئے اٹھے تھے سہارا دیئے رہے۔ اِس کے علاوہ یہاں مُوسیٰ کا خاندان جو زبردست مقابلہ اور خرُوج کے دوران یترو کے پاس رہا تھا مُوسیٰ سے آ ملا اور یترو نے مُوسیٰ کو عدل و انصاف کے متعلق قیمتی مشورہ دیا۔

۲: کوہِ سِینا کے مقام پر ایک سال گذارنا

مُوسیٰ نے بنی اِسرائیل کو اپنی راہنمائی میں رفیدیم سے کوہِ سِینا تک پہنچایا۔ ایسے گہرے دروں کے راستے سے گزرنے کے سبب اُن کے دِلوں میں یقیناً خوف پیدا ہُوا ہو گا۔ آخر کار وہ ایک ہموار میدان میں خیمہ زن ہُوئے جس کے سامنے وہ مُقدّس پہاڑ ایک ہزار پانچ سَو فٹ کی بلندی پر بالکل سیدھا کھڑا تھا جیسے کوئی سنگِ خارا کا ایک وسیع مذبحہ ہو۔

۱- قومی عہد (خرُوج ابواب ۱۹ اور ۲۰)

ابرہامی عہد جس کی بزرگوں کے زمانہ میں کئی دفعہ تجدید کی گئی تھی اور ماضی قریب میں جلتی جھاڑی کے مقام پر مُوسیٰ سے بھی تجدید ہُوئی اِسی مقام پر سنجیدگی سے تجدید ہونے کے بعد قومی عہد[۳] کے طور پر اُس کی توسیع کی گئی۔ وہ خُدا جس نے ابرہام کو بُلایا تھا، آبائی بزرگوں کی پرورش کی تھی اور جس نے مِصر میں پھنسے ہُوئے لوگوں کی آہیں سنی تھیں اور اُنہیں غُلامی سے رہائی بخشی تھی اور جس نے اُس سفر کے دوران اُن کی راہنمائی کی تھی، اُنہیں خوراک مہیّا کی تھی اور اُن کی حفاظت کی تھی، اب اُس نے اُنہیں اپنے ساتھ انوکھے عہد کے رشتہ میں باندھنے کی تجویز پیش کی۔ وہ عہد جو خُدا کی طرف سے مُوسیٰ کی معرفت پیش کِیا گیا تھا لوگوں نے اُسے قبول کِیا۔ وہ ایک کتاب میں لکھا گیا اور قُربانیوں اور خُون کے چھڑکنے سے اُس کی تصدیق سنجیدگی سے کی گئی۔[۴] اُس عہد کی دس احکام کی شکل میں توسیع ہُوئی جو شروع میں کوہِ سِینا کی چوٹی پر سے بجلی کی چمک، بادل کی گرج اور زلزلہ کے دھچکے کے ساتھ جاری کِیا گیا۔ بعد میں وہی احکام خُدا نے پتھر کی لوحوں

---

۱ یُوحنّا ۶:۴۱

۲ خرُوج ۱۷:۱-۱۸:۲۷، گِنتی ۳۳:۱۴

۳ ابرہامی عہد کی عبارت جس کی طرف پروفیسر ڈین نے اشارہ کِیا ہے کہ قومی عہد کے طور پر اُس کی توسیع ہُوئی بے شک اِن الفاظ پر مبنی ہے، "میں تُجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔" (پیدائش ۱۲:۳)

۴ خرُوج ۲۴:۳-۸ اور عِبرانیوں ۹:۱۷-۲۰

پر لکھ دیئے۔ یہ احکام مندرجہ ذیل ہیں:[۱]

(۱) ''میرے حضور تُو غیر معبودوں کو نہ ماننا۔''

(۲) ''تُو اپنے لِئے کوئی تراشی ہُوئی مورت نہ بنانا۔''

(۳) ''تُو خُداوند اپنے خُدا کا نام بے فائدہ نہ لینا۔''

(۴) ''یاد کر کے تُو سبت کا دِن پاک ماننا۔''

(۵) ''تُو اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کرنا۔''

(۶) ''تُو خُون نہ کرنا۔''

(۷) ''تُو زنا نہ کرنا۔''

(۸) ''تُو چوری نہ کرنا۔''

(۹) ''تُو جھوٹی گواہی نہ دینا۔''

(۱۰) ''تُو لالچ نہ کرنا۔''

یُوں یہ احکام وہ اعلیٰ ضابطہ ثابت ہُوئے جو کوہِ سِینا پر رُوم کی بارہ قانونی تختیوں[۲] سے ایک ہزار سال قبل اور قانونِ لائی کرگس[۳] سے پانچ سَو سال قبل جاری ہُوا۔ بعد ازاں اِن دس احکام کی مزید توسیع بطور مجموعۂ ضابطۂ دیوانی اور بطور مجموعۂ ضابطۂ نظامِ مذہبی رسومات ہُوئی۔

۲- قومی کہانت

آبائی بزرگوں کے وقتوں میں خاندان کا سربراہ بطور کاہن کام کرتا تھا۔[۴] خرُوج سے لے کر تمام قوم کو مُقدّس سمجھا جاتا تھا خاص طور پر اُن کے پہلوٹھوں کو (خرُوج ۲:۱۳ اور ۱۱-۱۵)۔ بعد ازاں لاوی کے قبیلہ کو پہلوٹھوں کی جگہ کہانت کی خدمت کے لِئے وقف کر دیا گیا (گِنتی ۳:۵-۱۳) خاص کر بطور کاہن ہارون کا خاندان مخصوص کِیا گیا جبکہ ہارون خود اور اُس کے بعد اُس کے پہلوٹھے بیٹے دائمی سلسلہ میں یہُودی قوم کے سب سے اعلیٰ عہدہ پر مقرر ہوتے تھے یعنی سردار کاہن کے عہدہ پر۔

۳- قومی تہوار

سالانہ عیدیں تین[۵] تھیں اور یہ تینوں اُن کی قومی تاریخ میں اہم واقعات کی یادگار تھیں۔ اُن کے وقتوں کا تعیّن اِس طرح کِیا گیا تھا کہ اُن کے فصلیں کاٹنے کے الگ مراحل پر خُوشی منائی جا سکے۔

۱- عیدِ فسح یا بے خمیری (فطیری) روٹی کی عید۔[۶] یہ خرُوج کی رات کو مقرر کی گئی تھی جو ماہِ ابیب[۷] کی ۱۴ سے

---

۱ خرُوج ۲۰:۳-۱۷

۲ یہ تختیاں شہر رُوم کا پہلا تحریر شدہ قانون تھا اور ۴۵۱ ق م میں تحریر ہُوا۔

۳ یونانی تاریخ میں لائی کرگس، سپارٹا کے آئین کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ غالبًا اُس نے یہ آئین جاری نہیں کِیا بلکہ اُسے مرتب کِیا اور اُس کا مطلب واضح کِیا۔ باوجودیکہ یہ امر زیر بحث ہے پھر بھی روائتوں کے مطابق وہ نویں صدی ق م میں زندہ تھا۔

۴ پیدائش ۱۲:۷، ایُوب ۱:۵ اور دیگر حالہ جات۔

۵ اِستِثنا ۱۶:۱۶، خرُوج ۲۳:۱۴-۱۷، ۲-توارِیخ ۸:۱۲-۱۳

۶ خرُوج ۱۲:۱-۵۱، احبار ۲۳:۴-۸، گِنتی ۹:۱-۱۴، اِستِثنا ۱۶:۱-۸، یشُوع ۵:۱۰-۱۲، ۲-توارِیخ ۳۰:۱-۲۷، ۳۵:۱-۱۹، ۲-سلاطِین ۲۳:۲۱-۲۳

۷ یہُودیوں کے مذہبی کیلنڈر کے بارہ مہینوں کے نام ترتیب وار مندرجہ ذیل ہیں:

۱- ابیب — خرُوج ۱۲:۲، ۱۳:۴۔ اِس مہینے کا دُوسرا نام نیسان بھی تھا، آستر ۳:۷۔ — یہ مہینہ مارچ اور اپریل کے مہینوں میں آتا تھا۔

۲- زِیو — ۱-سلاطِین ۶:۱ — یہ مہینہ اپریل اور مئی کے مہینوں میں آتا تھا۔

۳- سِیوان — آستر ۸:۹ — یہ مہینہ مئی اور جُون کے مہینوں میں آتا تھا۔

۲۱ تاریخ تک یعنی ہمارے اپریل کے مہینہ کے آغاز میں بنی اسرائیل کی غلامی سے رہائی حاصل کرنے کی خوشی میں منائی جاتی تھی۔ اِس کے ساتھ ہی اِس عید سے فصل کاٹنے کے شروع کرنے کی خوشی منائی جاتی تھی۔ فسح کا برّہ اور اُس کا گوشت فطیری روٹی اور کڑوی بوٹیوں کے ساتھ کھایا جاتا اور پکے ہوئے اناج کا پُولا فصل کے خُدا کی شکر گزاری کے اظہار میں ہلایا جاتا تھا۔ یہ اِس عید کی اہم خصوصیات تھیں۔

ب- ہفتوں کی عید یا عیدِ پنتکُست۔[۱] یہ عیدِ فسح کے پچاس دِن بعد فصل کاٹنے کے اختتام کی خوشی میں منائی جاتی تھی۔ اِس عید کے مقرر کئے جانے کے بعد کے زمانے کے یہودی اُسے شرِیعت کے نزول کی یادگار کی حیثیت سے بھی مناتے تھے جو سب سے پہلے عیدِ فسح کے پچاس دِن بعد نازل ہوئی۔ اِس عید کی اہم ترین مذہبی رسم پہلی کٹائی کے اناج سے پکی ہوئی ایک روٹی خُداوند کے حضور میں پیش کرنا تھی۔

ج- عیدِ خیام یا فصل جمع کرنے کی عید۔[۲] یہ عید ساتویں مہینہ کی پندرھویں تاریخ سے بائیسویں تاریخ تک منائی جاتی تھی۔ یہ عید ایک قِسم کا فصلی جشن تھا جس میں فصل کے پھل جمع ہونے کی خوشی منائی جاتی تھی۔ بیابان میں چالیس سال کی خیمہ زنی کی زندگی کی یادگار کے طور پر بنی اسرائیل اِس عید کے دوران پورا ایک ہفتہ شاخوں کی جھونپڑیوں میں بسر کرتے تھے۔

۴- قومی عبادت گاہ[۳]

کوہِ سینا پر ایک سال کے قیام کے دوران خیمۂ اجتماع بنایا گیا۔ یہ چھوٹی سی سفری ہیکل تھی جس کی چوڑائی ۱۵ فٹ اور لمبائی ۴۵ فٹ تھی۔ اُس کے ''پاک مکان''[۴] میں جس کی چوڑائی ۱۵ فٹ اور لمبائی ۳۰ فٹ تھی بخور جلانے

۴-	تموز	حِزقی ایل ۸:۱۴	یہ مہینہ جُون اور جولائی کے مہینوں میں آتا تھا۔
۵-	آب	عزرا ۷:۹ عزرا اِس مہینہ کا ذکر کرتا ہے لیکن نام ذکر نہیں کرتا۔	یہ مہینہ جولائی اور اگُست کے مہینوں میں آتا تھا۔
۶-	اِلُول	نحمیاہ ۶:۱۵	یہ مہینہ اگُست اور ستمبر کے مہینوں میں آتا تھا۔
۷-	ایتانیم	۱-سلاطِین ۸:۲	یہ مہینہ ستمبر اور اکتوبر کے مہینوں میں آتا تھا۔
۸-	بُول	۱-سلاطِین ۶:۳۸	یہ مہینہ اکتوبر اور نومبر کے مہینوں میں آتا تھا۔
۹-	کِسلیو	زکریاہ ۷:۱، نحمیاہ ۱:۱	یہ مہینہ نومبر اور دسمبر کے مہینوں میں آتا تھا۔
۱۰-	طِیبت	آستر ۲:۱۶	یہ مہینہ دسمبر اور جنوری کے مہینوں میں آتا تھا۔
۱۱-	سباط	زکریاہ ۱:۷	یہ مہینہ جنوری اور فروری کے مہینوں میں آتا تھا۔
۱۲-	ادار	عزرا ۶:۱۵، آستر ۳:۷	یہ مہینہ فروری اور مارچ کے مہینوں میں آتا تھا۔

یہ کیلنڈر قمری تھا جس کا ہر مہینہ ساڑھے اُنتیس دِن کا ہوتا تھا یعنی ایک نئے چاند سے دُوسرے نئے چاند تک۔ اِس حساب سے قمری سال ۳۵۴ دِن کا ہوتا تھا جو شمی کیلنڈر کے سال سے گیارہ دِن کم بنتے ہیں۔ اِس فرق کو درُست کرنے کے لِئے تا کہ کیلنڈر زرعی کاموں کے مطابق رہے وہ وقتاً فوقتاً ایک فالتو مہینہ بھی کیلنڈر میں شامل کر لیتے تھے جس کا نام دے آدار تھا۔

[۱] احبار ۲۳:۱۵-۲۱، اِستِثنا ۱۶:۹-۱۲

[۲] خرُوج ۲۳:۱۶، اِستِثنا ۱۶:۱۳-۱۷، احبار ۲۳:۳۹-۴۴، نحمیاہ ۸:۱۴-۱۷

[۳] خرُوج ۲۵:۱-۳۱:۱۱، ۳۵:۱-۴۰:۳۸، گِنتی ۹:۱۵-۳۳، عِبرانیوں ۸:۵، ۹:۱-۲۸

[۴] عِبرانیوں ۹:۲

کی قُربانگاہ، نذر کی روٹی کی میز اور خاص سونے کا سات شاخہ شمع دان رکھے رہتے تھے۔ ”پاک ترین مکان“ [۱] مکعب نما تھا جس کی لمبائی، چوڑائی اور اُونچائی ہر طرف سے ۱۵ فٹ تھی۔ اِس مکان میں سوائے شہادت کے پاک صندوق کے جس کے اندر شریعت کی لوحیں [۲] اور مَنّ سے بھرا ہُوا سونے کا ایک مرتبان [۳] اور ہارُونؔ کی لاٹھی جس میں کلیاں پھوٹی ہُوئی تھیں [۴] اَور کوئی مال و اسباب نہ تھا۔ پاک ترین مقام میں سردار کاہن کے علاوہ اَور کوئی شخص داخل نہیں ہو سکتا تھا اور وہ بھی صِرف عظیم کفّارہ کے دِن داخل ہوتا جب وہ بنی اِسرائیل کے لِئے گُناہوں کی سالانہ قُربانی گزرانتا تھا۔ [۵] خیمۂ اجتماع کے گرد کھلے صحن میں سوختنی قُربانی کا مذبحہ اور طہارت کا حوض تھا۔ بیابان میں خانہ بدوشی کے زمانہ کے دوران یہ خیمۂ اجتماع بنی اِسرائیل کے ساتھ ساتھ اٹھایا جاتا تھا اور بعد ازاں سَیلاؔ [۶] کے مقام پر یہ خیمہ نصب کر دیا گیا اور یہ مقام چار سَو سال تک قومی عبادت کا مرکز رہا جب تک سُلیمانؔ کی ہیکل تعمیر نہ ہُوئی۔

۵- قومی قُربانیاں

قُربانیاں عِبرانیوںؔ کی عبادت کی مرکزی خصوصیت تھیں۔ یہ قُربانیاں جانوروں کی یا نباتاتی پیداوار کی ہو سکتی تھیں۔ جانوروں کی قُربانیوں کی تین بڑی اقسام تھیں۔

ا- سوختنی قُربانیاں۔ [۷] یہ ہر روز صبح اور شام گزرانی جاتی تھیں۔ یہ قُربانیاں پوری کی پوری آگ میں بھسم کر دی جاتی تھیں اور یہ عابد کی خُدا کے لِئے مکمل مخصوصیت کے نشانات ہوتی تھیں۔

ب- سلامتی کی قُربانیاں۔ [۸] اِن قُربانیوں کی خصوصیت یہ تھی کہ قُربانی کا ایک حِصّہ بچا لِیا جاتا تھا تا کہ قُربانی دینے والا اپنے دوست و احباب کی ضیافت کر سکے۔ یہ قُربانیاں خُدا کے ساتھ رفاقت اور تعلق کا مظاہرہ کرتی تھیں اور بعض اوقات بڑی تعداد میں چڑھائی جاتی تھیں۔

ج- خطا کی قُربانیاں۔ [۹] یہ شخصی یا قومی قُربانیاں ہو سکتی تھیں۔ بہر صورت اِس قُربانی کے لِئے صِرف ایک ہی ذبیحہ پیش کِیا جاتا تھا۔ اِس کا ایک حِصّہ قُربان گاہ پر بھسم

---

[۱] عِبرانیوں ۳:۹

[۲] عِبرانیوں ۴:۹

[۳] خرُوج ۳۴-۳۱:۱۶

[۴] گِنتی ۱۱-۱:۱۷

[۵] عِبرانیوں ۷:۹، احبار ۳۴-۲۹:۱۶

[۶] یشُوع ۱:۱۸

[۷] خرُوج ۴۲-۳۸:۲۹، احبار ۱۳-۸:۶، گِنتی ۱۶-۱:۱۵ اور ابواب ۲۸، ۲۹۔ سوختنی قُربانی مذبحہ پر جلائی جاتی تھیں جبکہ خطا کی قُربانیاں لشکرگاہ کے باہر جلائی جاتی تھیں۔ دیکھئے احبار ۱۴-۸:۹ اور خرُوج ۱۸-۱۰:۲۹۔

[۸] احبار ۱۷-۱:۳، ۳۴-۱۱:۷

[۹] احبار ۷:۶-۱:۴، گِنتی ۳۱-۲۲:۱۵، عِبرانیوں ۳۱-۲۶:۱۰

ہو جاتا تھا اور ایک حِصّہ کاہن کو کھانے کی اجازت ہوتی تھی۔ لیکن لازمی تھا کہ وہ برتن جس میں یہ پکایا گیا ہو اگر دھات کا ہو تو مانجھا جائے اور اگر مٹی کا ہو تو توڑا جائے۔ انتڑیوں وغیرہ کو خیمہ گاہ کے باہر جلا دیا جاتا تھا۔ خطا کی قُربانی کی رسم کا مقصد اِنسان پر گُناہ کی آلودگی کی اصلیت کو ذہن نشین کرانا تھا۔

۶- قومی برگشتگی [۱]

قومی عہد کی پہلی خلاف ورزی کوہِ سِیناؔ کے دامن میں ہُوئی۔ مُوسیٰؔ کی غیر موجودگی میں جب وہ پہاڑ پر تھا تو لوگوں نے شور مچایا کہ ہمیں دیوتا مہیا کر جو ہمارے آگے آگے سفر کریں۔ ہارُونؔ اُن کی خواہش کے آگے جھک گیا۔ مِصرؔیوں کے بچھڑے کی پرستش کا نمونہ اتار کر ہارُونؔ نے ایک سونے کا بچھڑا ڈھلوایا اور بنی اِسرؔائیل بُت پرستی کی ضیافت میں شریک ہو گئے۔ یہ صریحاً دس احکام میں سے دُوسرے حکم کی خلاف ورزی تھی۔ مُوسیٰؔ پتھر کی لوحیں ہاتھ میں لِئے واپس آیا۔ جیسے اُنہوں نے عہد شکنی کی اُسی طرح مُوسیٰؔ نے وہ لوحیں جن پر احکام کندہ تھے توڑ ڈالیں۔ مُوسیٰؔ کی شفاعت پر لوگ بحال ہُوئے لیکن اِس سے پہلے نہیں کہ اُن میں سے اپنے جرم کی سزا کے سبب سے تین ہزار افراد ہلاک نہ ہُوئے۔ بعد ازاں عہد کی تجدید ہُوئی اور پھر نئی لوحیں تیار کی گئیں۔

۳: سِیناؔ سے قادِسؔ تک

۱- مردم شماری

کوہِ سِیناؔ پر خیمے اکھاڑنے سے پہلے قبیلوں کی مردم شماری کی گئی۔ [۲] دُوسری مردم شماری ۳۸ سال بعد خانہ بدوشی کے زمانہ کی تکمیل پر کی گئی۔ [۳] اِس دُوسری مردم شماری کی وجہ سے کِتابِ مُقدّس کی چوتھی کتاب کا نام ’’گِنتی‘‘ پکارا گیا۔

۲- قادِسؔ تک کوچ کرنا

مِصرؔ سے نکلنے کے ایک سال بعد بنی اِسرؔائیل نے کوہِ سِیناؔ سے قادِسؔ تک جو مُلکِ کنعاںؔ کے جنوبی کنارے پر واقع ہے سفر کِیا۔ [۴] اُن کا راستہ ایک اُکتا دینے والے صحرا میں سے ہو کر جاتا تھا۔ تبعیرؔہ میں لوگوں نے تلخی سے بڑبڑانا شرُوع کر دیا اور آگ سے بھسم ہو گئے۔ [۵] دوبارہ اپنا سفر اختیار کرنے سے پہلے اُس خلط ملط [۶] ہجوم نے جو اُن کے ساتھ سفر کرتا تھا اُن کو اُکسایا اور بنی اِسرؔائیل منؔ کو مکروہ سمجھ کر مِصرؔی غذا کے واسطے آرزُو کرنے لگے۔ بڑی افراط سے بھیڑیں بھیجی گئیں مگر اُن کے ساتھ ہی ایک وبا بھی آئی جس سے لوگوں کے انبوہ کے انبوہ ہلاک ہو

---

[۱] خرُوج ۳۲:۱-۳۵، اِستِثنا ۹:۸-۲۱

[۲] گِنتی ۱:۱-۳:۵۱

[۳] گِنتی ۲۶:۱-۶۵

[۴] اِستِثنا ۱:۱۹، گِنتی ۱۰:۱۱-۱۲، ۱۳:۱-۲۶

[۵] گِنتی ۱۰:۱۱-۱۱:۳

[۶] اُس ہجوم کا ذکر دو دفعہ ہُوا ہے یعنی خرُوج ۱۲:۳۸ اور گِنتی ۱۱:۴ میں۔ وہ معجزے جو مُوسیٰؔ نے ملکِ مِصرؔ میں ظاہر کِئے اُن کا ایک تبلیغی مقصد تھا (خرُوج ۷:۵، ۸:۱۰، ۹:۱۳-۱۴، ۹:۲۹ اور دسویں باب کی پہلی دو آیات)۔ یہ مقصد کافی حد تک مکمل ہُوا کیونکہ بہت سے مِصرؔیوں نے خُدا کو قبُول کِیا (خرُوج ۹:۲۰)۔ خلط ملط ہجوم نومریدوں پر مشتمل تھا لیکن یہ نومرید خُدا کے متعلق بہت کم سمجھ رکھتے تھے جس کی وجہ سے وہ بآسانی ٹھوکر کھا سکتے تھے اور دُوسروں کو بڑبڑانے میں پھنسا سکتے تھے۔

نقشہ فتوحات کا پہلا قدم

نقشہ مشرق پر فتح

گئے۔ وہ خیمہ گاہ جس کا نام تبعیرہ (جلتا ہُوا) تھا قبروت ہتاوہ (حرص کی قبر) [۱] کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اِس کوچ کا ایک اَور درد ناک واقعہ ہارُون اور مریَم کی باغیانہ [۲] گفتگو تھی جس کی وجہ سے مریَم پر کوڑھ کی آفت آئی مگر مُوسیٰ کے شفاعت کرنے پر وہ دوبارہ تندرست ہُوئی۔

۳۔ اِیمان چھوڑ دینا [۳]

قادِس سے بارہ جاسوس مُلک کا اندازہ لگانے کے لِئے بھیجے گئے۔ وہ متفقہ طور پر مُلک کی تعریف کرتے ہُوئے واپس لوٹے اور اُس سرزمین کے زرخیز ہونے کے ثبوت کے طور پر وہاں کے رسیلے پھل ساتھ لائے لیکن کالِب اور یشُوع کے سوا سب نے تصدیق کی کہ فتح حاصل کرنا ناممکن ہے۔ قوم نے اپنا اِیمان چھوڑ دیا۔ اُنہوں نے ایک نیا راہنما منتخب کرنے اور مِصر کو لوٹ جانے کی رائے پیش کی۔ کالِب اور یشُوع جنہوں نے اُن کی حوصلہ افزائی کی کوشش کی بمشکل سنگساری سے بچے۔ اِس سے پہلے بھی کئی بار اُن کا اِیمان کمزور اور غیر مستقل ہو چکا تھا لیکن اُنہوں نے اِس سے پہلے کبھی بھی جان بوجھ کر موعودہ مُلک کو پیٹھ نہ دکھائی تھی اور کبھی ’’غُلامی کے گھر‘‘ کی طرف منہ نہیں موڑا تھا۔ یہ بے اِیمانی کا نقطۂ عروج تھا۔(عِبرانیوں ۳:۱۹) اِس بے اِیمان نسل کو اڑتیس سال اَور آوارگی میں رہنے کی سزا کا حُکم مِلا [۴] جب تک یکے بعد دیگرے اُن کی ہڈیاں بیابان میں دھوپ میں پڑی پڑی سفید نہ ہو گئیں۔ صِرف کالِب اور یشُوع ہی کنعان میں داخل ہونے کے لِئے زندہ بچے۔ اِن اڑتیس سال کے واقعات تقریباً بالکل قلم بند نہیں ہُوئے لیکن ایک سبت شکن [۵] کی سزا، قورح، داتن اور ابیرام کا انقلاب [۶] اور ہارُون کے اختیار کی تصدیق بطور سردار کاہن جو اُس کے عصا کے پھلنے [۷] سے ہُوئی اِس زمانہ کے واقعات ہیں۔ اِس زمانہ کے خاتمہ پر بنی اِسرائیل دوبارہ قادِس میں کنعان کی طرف آخری پیش قدمی کرنے کے لِئے جمع ہُوئے۔

۴: قادِس سے یردن تک

دوبارہ قادِس کے مقام پر رہتے ہُوئے مُوسیٰ اور ہارُون نے دُوسری دفعہ چٹان پر لاٹھی مارنے کی وجہ سے گُناہ کِیا۔ اِس لِئے وہ مُلکِ موعودہ میں داخل نہ ہونے پائے۔ [۸] یہاں مریَم وفات پا گئی۔ [۹] ادومی لوگوں [۱۰] نے جو عیسَو کی نسل سے تھے بنی اِسرائیل کو اپنے علاقہ سے گزرنے کی

---

۱ گِنتی ۱۱:۵-۳۴
۲ گِنتی ۱۱:۳۵-۱۲:۱۵
۳ گِنتی ۱۲:۱۶-۱۴:۴۵، اِستِثنا ۱:۱۹-۳۳
۴ گِنتی ۱۴:۲۰-۴۵، ۳۲:۸-۱۳، اِستِثنا ۱:۳۴-۲:۱۹
۵ گِنتی ۱۵:۳۲-۳۶
۶ گِنتی ۱۶:۱-۵۰، ۲۶:۹-۱۱، اِستِثنا ۱۱:۶، زبُور ۱۰۶:۱۶-۱۸، یہُوداہ آیت ۱۱
۷ گِنتی ۱۷:۱-۱۸:۷
۸ گِنتی ۲۰:۱-۱۳
۹ گِنتی ۲۰:۱
۱۰ گِنتی ۲۰:۱۴-۲۱

اجازت نہ دی چنانچہ اپنی منزلِ مقصود کی تلاش میں جنوب کی طرف سے ایک لمبا چکر لگاتے ہُوئے بحیرۂ قُلزم کی مشرقی شاخ (یعنی خلیجِ عقبہ) پر پہنچے۔ راستے میں ہارُون وفات پا گیا[۱] اور ہور کے پہاڑ پر دفن ہُوا۔ لوگوں میں بے اِیمانی پھر نئے سرے سے پھُوٹ پڑی اور سزا کے طور پر سانپوں کی آفت آئی۔ مُوسیٰ نے پیتل کے ایک سانپ [۲] کو ایک بلّی پر لٹکا دیا جو علاج کا ذریعہ بنا اور مسیح مصلوب کی تشبیہ [۳] ثابت ہُوا۔ اِس کے بعد اِسرائیل نے عوج [۴] اور سیحون [۵] کو جو یردن کے مشرقی [۶] علاقہ کے طاقت ور اموری رئیس تھے فتح کِیا۔ اُن کے فتح کِئے ہُوئے علاقوں میں رُوبن اور جدّ کے پورے قبیلے اور منسّی کا آدھا قبیلہ آباد ہو گیا۔ [۷] موآب کا بادشاہ اِسرائیل کی فتح مندانہ ترقی پر چونک اٹھا اور اُس نے مشہور نجومی [۸] بلعام کو رشوت دی کہ وہ بنی اِسرائیل پر لعنت [۹] کرے مگر بلعام کی تمام لعنتیں ہر دفعہ اُس کے ہونٹوں پر برکتیں بن جاتی تھیں۔

اُس نے وہ کام جو بِلا واسطہ طور پر نہ کر سکا بالواسطہ طور پر کِیا۔ اُس نے بنی اِسرائیل کو موآبی اور مِدیانی لوگوں کے ساتھ گُناہ میں پھنسا لِیا۔ [۱۰] خُدا کے ہزاروں لوگ سزا کے طور پر وبا سے مر گئے۔ آخر کار اپنے خونخوار دشمنوں، تمام ریگستانی بیابان کے خطرات اور اپنی بے اِیمانی کے باوجود اُنہوں نے دریائے یردن کے مشرقی کنارے پر پڑاؤ ڈالا۔ یہاں مُوسیٰ نے اپنا الوداعی خطبہ پڑھا جو اِستِثنا کی کِتاب کے بیشتر حصّے پر مشتمل ہے۔ بحیرہِ مردار کے مشرقی کنارے پر پِسگہ کی چوٹی پر سے اُسے مُلک موعودہ کی جھلک دکھائی دی۔ یہاں مُوسیٰ نے وفات پائی اور ایک گمنام قبر میں دفن ہُوا۔ [۱۱] اُس کا کام مکمل ہو چُکا تھا۔ اُس نے اپنے لوگوں کو مخلصی دِلا دی تھی، غُلاموں کی ایک نسل کو منظّم قوم میں تبدیل کر دیا تھا اور وہ اُن کو مُلک موعود کے پھاٹکوں پر لے آیا تھا۔ اب یکساں طور پر وہ اپنی جان اور مقصدِ حیات سے فارغ ہو گیا تھا۔

---

۱ گِنتی ۲۰:۲۲-۲۱:۴

۲ گِنتی ۲۱:۴-۹، ۲-سلاطین ۱۸:۱-۴

۳ یُوحنّا ۳:۱۴

۴ گِنتی ۲۱:۳۳-۳۵، اِستِثنا ۳:۱-۷

۵ گِنتی ۲۱:۲۱-۳۲، اِستِثنا ۲:۲۶-۳۷، یشُوع ۱۲:۱-۳

۶ قُضاۃ ۱۱:۱۲-۲۶

۷ گِنتی ۳۲:۱-۴۲

۸ یشُوع ۱۳:۲۲

۹ گِنتی ۲۲:۲-۲۴:۲۵

۱۰ گِنتی ۲۵:۱-۱۵

۱۱ اِستِثنا ۳۴:۱-۸

چھٹا باب

فتوحات کا زمانہ

۱۴۵۱ ق م - ۱۴۰۰ ق م، یعنی دریائے یردنؔ پار کرنے سے لے کر یشُوعؔ کی مَوت تک

یشُوع ابواب ۱-۲۴

۱: یردنؔ کو پار کرنا

۱- نیا رہبر یشُوعؔ

مُوسیٰؔ چل بسا جب بنی اِسرؔائیل دریائے یردنؔ کے مشرقی کنارے پر خیمہ زن تھے۔ سیحوؔن اور عوؔج پر فتوحات کے ذریعے دریائے یردنؔ کی مشرقی سطحِ مرتفع قابو میں آ گئی۔ اصل مُلکِ کنعاؔن دریائے یردنؔ کی مغربی سمت پر تھا۔ وہ ایک پہاڑی مُلک تھا جس میں جنگجو لوگ بھرے پڑے تھے جو فصیل دار شہروں میں آباد تھے۔ فتوحات کا کام جو بنی اِسرؔائیل کے سامنے تھا معمولی نہ تھا۔ عظیم تاریخی دور کے لِئے عظیم شخصیتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اِسرؔائیل کو کبھی دُوسرا مُوسیٰؔ نہ مِلا لیکن نئے حالات کے لِئے نئے راہنما درکار ہوتے ہیں۔ خُدا جس نے پہلے مُوسیٰؔ کو رہائی اور تنظیم کرنے کے کام کے لِئے مقرر کِیا تھا، اب یشُوعؔ کو فتوحات اور آبادیات کے کام کے لِئے مقرر کِیا۔

۲- یردنؔ کا دو حِصّے ہو جانا[۱]

جب بنی اِسرؔائیل بحیرۂ قُلزؔم پر پہنچے تو بالکل پیچھے ایک زبردست دُشمن اُن کو تنگ کرنے کے درپے تھا لیکن جب وہ دریائے یردنؔ پر پہنچے تو دُوسرے طاقتور دُشمن بالکل سامنے اُن کی تاک میں تھے۔ یہاں بھی ایک ایسا معجزہ رُونما ہُوا جیسا کہ بحیرۂ قُلزؔم کے مقام پر ہُوا۔ اِس سے اُن کے دِلوں میں خُدا پر اور اپنے راہنما پر ایمان پیدا ہُوا۔ یہ فصل کاٹنے کے ایام تھے۔ کوہِ لُبناؔن کی پگھلتی ہُوئی برف سے دریائے یردنؔ کے نشیبی علاقے سیلاب[۲] زدہ تھے۔ نہ تو کشتیوں کا اور نہ ہی پلوں کا انتظام تھا۔ عہد کا صندوق اُٹھائے کاہنوں کے دریائے یردنؔ کے اندر پاؤں رکھتے ہی دریا کا پانی دو حِصّوں میں تقسیم ہو گیا اور بنی اِسرؔائیل خشک دریا کا راستہ پار کر گئے۔ پتھروں سے دو یادگاریں تعمیر کی گئیں، ایک دریا کی تہ میں اور دُوسری جِلجاؔل کے مقام پر جہاں اُنہوں نے اُس رات ڈیرے ڈالے تھے۔

۳- جِلجاؔل میں پڑاؤ[۳]

بیابان میں خانہ بدوشی کے دوران ختنہ کی رسم چھوڑ دی گئی تھی۔ جِلجاؔل میں اِس رسم کی پھر سے تجدید ہُوئی جس سے اُن کی بے ایمانی اور اُس کی سزا دونوں کی ملامت کو

---

۱ یشُوع ۱:۳-۱:۵

۲ یشُوع ۱۵:۳

۳ یشُوع ۲:۵-۱۵

ڈھلکا دیا گیا۔ اِس وجہ سے اُس کا نام جِلجاؔل (ڈھلکنا یا ڈھلکاؤ) پکارا گیا۔ جس طرح مِصؔر سے نکلتے ہُوئے رات کو بنی اِسؔرائیل نے عیدِ فسح منائی تھی یہاں بھی ایک مرتبہ پھر یہ عید منائی گئی۔ جیسا کہ مِصؔری لوگ مرعوب ہُوئے جب موت کا فرشتہ مُلکِ مِصؔر سے گُزر گیا اب کنؔعانی لوگ ڈر کے مارے یرِیؔحُو کی فصیل کے پیچھے دبکے بیٹھے تھے۔ یہاں جِلجاؔل کے مقام پر مَنؔ اترنا بند ہو گیا اور بنی اِسؔرائیل یا تو یہاں یا بیتؔ ایل کے قریب دُوسرے جِلجاؔل میں اُس وقت تک خیمہ زن رہے جب تک مُلکِ کنعاؔن اِس حد تک فتح نہ ہو گیا کہ اُسے قبیلوں میں تقسیم کِیا جا سکے۔

۲: یرِیؔحُو کو فتح کرنا[۱]

یردؔن کو عبور کرنے سے پہلے یشُوؔع نے دشمن کے مضبوط قلعوں کا ابتدائی معائینہ کرنے کے لِئے جاسوس بھیجے۔ یرِیؔحُو کی ایک عورت نے جس کا نام راحؔب تھا اور جو خُدا کے لوگوں کے مستقبل پر مضبوط ایمان رکھتی تھی اُس نے جاسوسوں کو چھپا لِیا اور اُسے اُن کی طرف سے یقین دلایا گیا کہ شہر پر قبضہ کرتے وقت اُسے اور اُس کے پورے خاندان کو بچا لِیا جائے گا۔ جیسا کہ پہلے مُوسؔیٰ کا تقرّر ہُوا تھا اب ویسے ہی یشُوؔع کا جِلجاؔل پر خیمہ زن ہوتے وقت تقرّر ہُوا لیکن اِس موقع پر خُدا جلتی جھاڑی کے منظر کے ذریعہ ظاہر نہیں ہُوا بلکہ فتوحات کی نسبت جیسا کہ مناسب تھا ننگی تلوار[۲] لِئے ظاہر ہُوا۔ لیکن اُن ذرائع سے جو یرِیؔحُو کی فتح کے واسطے مقرر ہُوئے اِس زمانے کے شرُوع ہی سے یہ بات صاف ظاہر تھی کہ فتوحات کا کام خُدا کا تھا نہ کہ اِنسان کا۔ یرِیؔحُو دریائے یردؔن کو پار کرنے کی جگہ کے قریب واقع تھا۔ یہ شہر مُلکِ کنعاؔن کا دروازہ[۳] تھا اِس لِئے لازم تھا کہ اُسے نہ چھوڑا جائے۔ بنی اِسؔرائیل کے پاس قلعہ شِکن مشینیں نہیں تھیں جن سے وہ شہر یرِیؔحُو کی فصیل مِسمار کر سکتے۔ خُدا کے حُکم پر فصیل کے اردگرد مسلسل چھ دِن عہد کا صندوق اٹھائے بنی اِسؔرائیل نے روزانہ ایک چکر لگایا اور ساتویں دِن سات چکر لگائے اور پھر جب اُنہوں نے اپنے نرسنگے پھُونکے اور زور سے للکارا تو فصیل گر پڑی اور یرِیؔحُو اُن کے قابو میں آ گیا۔ خُدا ہی تھا جس نے مِصؔر کا جوا اتار ڈالا سمندر سے اُن کا راستہ کھولا، بیابان میں اُنہیں کھلاتا اور اُن کی راہنمائی کرتا رہا، اپنی شریعت اُن پر نازل کی اور دریائے یردؔن اُن کے لِئے دو حِصّوں میں تقسیم کِیا۔ خُدا ہی تھا جس نے بدچلن کنؔعانی لوگوں کو بے دخل کِیا اور اپنے عہد کے لوگوں کو مُلکِ موعود دے کر اپنا عہد پورا کِیا۔

۳: وسطی کنعاؔن کو سر کرنا

ا- عؔی کو فتح کرنا[۴]

عؔی وسطی کنعاؔن کی کلید تھی۔ بنی اِسؔرائیل نے اُس پر پہلے حملہ میں شکست کھائی۔ شکست کی وجہ عکؔن کا گُناہ ثابت ہُوا جس نے مفتوح شہر یرِیؔحُو کے مالِ غنیمت میں سے

---

[۱] یشُوع ۱:۶-۲۷

[۲] یشُوع ۱۳:۵-۱۵

[۳] یہ کنعاؔن کا واحد دروازہ نہ تھا لیکن اُس علاقہ میں مشرق کی طرف سے داخل ہونے کا یہ اہم ترین راستہ تھا۔

[۴] یشُوع ۱:۷-۲۹:۸

نقشہ مغرب پر فتح

''بابل کی ایک نفیس چادر اور دو سَو مثقال چاندی اور پچاس مثقال سونے کی ایک اینٹ'' [۱] کی چوری کی۔ یہ خود غرضی کے لالچ کا موقع نہ تھا۔ عکن نے اپنے گُناہ کے بدلے اپنی زندگی کا کفارہ دیا۔ اِس کے بعد دُوسرے حملے سے عی اور کنعان کا تمام وسطی علاقہ بنی اِسرائیل کے قبضہ میں آ گیا۔

۲۔ سِکم میں اجتماع [۲]

اب بنی اِسرائیل اُس سرزمین کے دِل پر پہنچ گئے۔ اُن کے گرداگرد اُن کے بزرگوں کے قدموں کے نشان تھے۔ سِکم کے مقام پر ابرہام نے پہلے اپنا ڈیرہ ڈالا اور اپنا مذبحہ قائم کِیا۔ سِکم کے بالکل قریب بیت ایل کے مقام پر یعقوب نے اپنے فرار کے دوران رات کو سوتے ہُوئے رویا دیکھی اور ایک یادگار قائم کی۔ جلا وطنی سے واپسی پر یعقوب، سِکم کے مقام پر ٹھہرا اور اُس نے بُت پرستی کے باقی ماندہ نشانات جو اُس کا خاندان مسوپتامیہ سے اپنے ساتھ لایا تھا وہاں دفن کِئے۔ اِس منزل پر کہ اِلٰہی قدرت سے اِلٰہی عہد پُورا ہُوا مناسب تھا کہ بڑی سنجیدگی سے عہد کی تجدید ہو اور اُس کی یادگار قائم کی جائے۔ چنانچہ اُس ہدایت کے مطابق جیسی مُوسیٰ نے پہلے دی (اِستِثنا باب ۲۷) سِکم کے مقام پر ایک سنجیدہ اجتماع ہُوا۔ شہر سِکم ایک تنگ وادی میں واقع ہے جس کے شمالی کنارے پر کوہِ عیبال اور جنوبی کنارے پر کوہِ گرزیم ہے۔ اُس وادی میں جو پہاڑوں کے درمیان ہے بنی لاوی کھڑے تھے۔ جب اُنہوں نے فرمانبرداری پر مبارک بادیاں دیں پھر چھ قبیلے جو کوہِ گرزیم پر کھڑے تھے جواب میں ''آمین'' بولے۔ جب اُنہوں نے نافرمانبرداری پر لعنتیں کہیں باقی چھ قبیلے جو کوہِ عیبال کی چوٹی پر تھے زور سے ''آمین'' پکارے۔ اُس موقع پر ایک یاد گار جس پر شرِیعت کی نقل کُندہ تھی نصب کی گئی اور قُربانی کی ضیافت کا جشن منایا گیا۔

۴: جنوبی علاقہ کے بادشاہوں کی جتھابندی [۳] اور اِسرائیل کا فتح یاب ہونا

۱۔ جِبعونیوں کے ساتھ اتحاد [۴]

معلوم ہوتا ہے کہ فتوحات کے سالوں کے دوران بنی اِسرائیل کا صدر پڑاؤ جِلجال میں رہا جو وسطی کنعان میں واقع تھا۔ عی کو فتح کرنے کے تھوڑی دیر بعد جِبعون سے جو عی کے جنوب میں ایک شہر تھا کچھ ایلچی یشُوع کے پاس آئے۔ اُنہوں نے اپنے آپ کو دُور دراز کے مُلکوں کے شہری ظاہر کِیا اور یشُوع کو اتحاد کی تجویز پیش کی تا کہ اُن کی حفاظت کا بندوبست ہو۔ یشُوع نے یہ تجویز مان لی لیکن جب اُن کی دھوکہ بازی یشُوع پر کھلی تو اُس نے بڑی مذہبی دیانت داری سے عہد پر قائم رہتے ہُوئے اُن کو برباد

---

۱ یشُوع ۸:۲۱
۲ یشُوع ۸:۳۰-۳۵
۳ یشُوع ۹:۱-۱۰:۴۲
۴ یشُوع ۹:۱-۲۷

نقشہ شمال پر فتح

نقشہ مُلک کی تقسِیم اور پناہ کے شہر

نہ کِیا بلکہ اُن کو بنی اِسرائیل کے لِئے ''لکڑ ہارے اور پانی بھرنے والے'' بنا دیا۔ ؎۱

۲- بیت حَورُون کی لڑائی ؎۲

اُس اتحاد کے سبب سے جو جِبعونیوں نے دھوکے سے کِیا یروشلیم، حبرُون، یرموت، لکیس اور عجلُون، پانچوں شہروں نے جو جنوب کی سمت تھے اپنے دفاعی اور جارحانہ مقاصد کے لِئے جتھابندی قائم کی۔ اُن سب نے جِبعون پر حملہ کر دیا۔ جِبعونیوں نے یشُوع سے مدد کی التماس کی۔ اُس نے کوچ کِیا اور راتوں رات فوج لے کر وہاں پہنچا، حملہ کِیا اور بیت حَورُون کی عظیم لڑائی میں اِن کو شکست دی۔ یہ وہ مشہور طویل دِن تھا جس کے موقع پر اُس قدیم نظم کے مطابق (یشُوع ۱۰:۱۲-۱۳) سورج اور چاند یشُوع کے حُکم سے اپنی اپنی جگہ کھڑے رہے۔

۵: شِمالی بادشاہوں کی جتھابندی اور اِسرائیل کی فتوحات ؎۳

کنعانیوں نے ایک اَور مشترکہ کوشش کی۔ شمالی علاقے میں حصُور کے طاقت ور بادشاہ یابین نے ایک جتھابندی کی راہنمائی کی جسے یشُوع نے میرُوم کی جھیل پر شکست دی۔ اِس شکست کی وجہ سے متحدہ کنعانی فوج کی مزاحمت ختم ہو گئی۔ یہ جدوجہد معمولی مقامی مقابلوں کی صورت اختیار کر گئی جبکہ اِسرائیل کے کئی قبائل نے مزید فتوحات کیں۔ لیکن یہ کام اُس کاملیت کے ساتھ نہ کِیا گیا جس کا خُدا نے حُکم دیا اور جو اُن کے قومی مقصد کے لِئے قطعی طور پر لازمی تھا۔ کنعانی لوگوں سے دوستانہ اتحاد کرنا اور اُن کے ساتھ شادیاں کرنا بنی اِسرائیل کے لِئے سخت خطرناک تھا۔ ؎۴ صِرف مکمل علیحدگی سے ہی اِسرائیل اور پاک مذہب کی حفاظت ہو سکتی تھی۔ کنعانی لوگوں کو نہ نکالنے کی غلطی اگلے زمانہ کی حالت کی کلید ہے۔

۶: مُلک کی تقسیم اور یشُوع کی وفات

۱- مُلک کی تقسیم

کنعانی لوگوں کے لِئے متحدہ دفاع ناممکن بنانے کے بعد یشُوع نے قُرعہ اندازی کے ذریعہ بارہ قبیلوں میں مُلک تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ ؎۵ اُس سرزمین کی تقسیم میں لاوی کو بطور قبیلہ شمار نہ کِیا گیا لیکن اُنہیں اڑتالیس شہر دیئے گئے جو تمام مُلکِ کنعان میں مختلف مقامات پر واقع تھے۔ ؎۶ اُن میں سے چھ شہرِ پناہ تھے یعنی جولان، رامہ، بصر جو یردن کے مشرق کی طرف واقع تھے اور قادِس، سِکم، اور حبرُون جو

؎۱ یشُوع ۹:۲۱

؎۲ یشُوع ۱۰:۱-۱۵

؎۳ یشُوع ۱۱:۱-۱۵

؎۴ نحمیاہ ۱۳:۲۳-۲۷

؎۵ یشُوع ۱۳:۷-۱۹:۵۱

؎۶ یشُوع ۲۰:۷-۸، ۲۱:۱-۴۲

یردنؔ کے مغرب کی طرف واقع تھے۔ ا؎

یعقوبؔ نے یُوسُفؔ کے دو بیٹوں افرائیمؔ اور منسّیؔ کو لے پالک بیٹے بنا لِیا تھا۔ ۲؎ یُوں لاویؔ کے بغیر بارہ قبیلے مکمل ہُوئے۔ بارہ قبیلے یہ ہیں: رُوبنؔ، شمعُونؔ، یہُوداہؔ، اِشکارؔ، زبُولُونؔ، دانؔ، نفتالیؔ، جدّؔ، آشرؔ، افرائیمؔ، منسّیؔ، بنیمینؔ۔ ۳؎

۲- یشُوعؔ کی الوداعی تقریر اور وفات

یشُوعؔ اُس پُشت کے لوگوں کے مقابلے میں بہت زیادہ دیر زندہ رہا جو مُلکِ مصرؔ میں اور بحیرۂ قُلزمؔ کے مقام پر الٰہی عجیب کاموں کے گواہ تھے۔ سوائے یشُوعؔ اور کالِبؔ کے اُس پُشت کے سب لوگ بیابان ہی میں مر گئے تھے لیکن یشُوعؔ ایک سَو دس برس تک زندہ رہا۔ آخری دم تک یہوواہؔ اور عہد کا وفادار رہ کر اُس نے ایک بار اَور قبیلوں کا سنجیدہ اجتماع تاریخی مقام سِکمؔ پر کِیا۔ ۴؎ اُس موقع پر اُس نے بنی اِسرائیل کی تاریخ کا نچوڑ اُن کے سامنے پیش کر کے اُن کو برگشتگی کے خطرے سے آگاہ کِیا، ''آج ہی تُم اُسے جس کی پرستش کرو گے چُن لو... اب رہی میری اور میرے گھرانے کی بات سو ہم تو خُداوند کی پرستش کریں گے۔'' ۵؎ اِن اشرفانہ الفاظ کے ذریعہ اُس نے اُنہیں اور اپنے گھرانے کو خُدا کی خدمت کے لِئے نئے سِرے سے مخصوص کرنے کی کوشش کی۔ پھر اُس قومی عہد کی تجدید کی یاد میں ایک پتھر کی یادگار ۶؎ تعمیر کر کے اُس اجتماع کو برخاست کِیا اور جلد ہی اپنے باپ دادا سے جا مِلا۔

ا؎ اِستثنا ۴:۴۱-۴۲، یشُوع ۲۰:۱-۹

۲؎ پیدائش ۴۸:۵

۳؎ پیدائش ۳۵:۲۲-۲۷

۴؎ یشُوع باب ۲۴

۵؎ یشُوع ۲۴:۱۵

۶؎ یشُوع ۲۴:۲۶-۲۷

ساتواں باب

قاضیوں کا زمانہ

۱۴۰۰ ق م - ۱۰۹۵ ق م، یعنی یشوؔع کی مَوت سے لے کر ساؤؔل کے مَسح ہونے تک

قُضاۃ اور رُوت کی کِتاب، ۱-سموئیل ابواب ۱-۱۰

۱: مذہبی حالت

بنی اِسرؔائیل کی مذہبی حالت کا لُبِ لباب اِس طرح پیش ہو سکتا ہے:

۱- بُت پرستی میں گرنے کا سلسلہ

اِس کی وجُوہات مندرجہ ذیل تاریخی حقائق پر مبنی ہیں:

ا- بُت پرست آباؤ اجداد: (دیکھئے پیدائش ۱۹:۳۱ اور ۲:۳۵، یشُوع ۲:۲۴-۱۴) ابرہاؔم نے بُت پرستی سے انکار کِیا تھا لیکن یعقوؔب کی شادی کے ذریعے بُت پرستی دوبارہ خاندانی زندگی میں داخل ہُوئی اور اِس کے باوجود کہ یعقوؔب نے بُتوں کو دفن کِیا یہ اغلب ہے کہ اُس کے کچھ آثار باقی رہ گئے ہوں۔

ب- مِصؔر کی غلامی: (دیکھئے خرُوج ۲۱:۳۲-۳۴، یشُوع ۱۴:۲۴) بنی اِسرؔائیل بُت پرستی سے بہت متاثر ہُوئے ہوں گے کہ اتنی جلدی اور اِس حد تک عین کوہِ سِیناؔ کے مقام پر اپنے رتبہ سے گر پڑے۔ علاوہ ازیں یشوؔع کی تقریر سے بھی نتیجہ خیز ثبوت مِلتا ہے کہ اُن کی وہ تربیت جو بیابان میں ہُوئی اُس نے بُت پرستی کو پورے طور پر جڑ سے نہ اکھاڑا۔

ج- کنعانؔیوں کے رسم و رواج کی آلودگی: کنعاؔن اُس زمانے کے سب سے زیادہ ذلیل کرنے والے مذہب کا مرکز تھا۔ کاؔرتھیج، یُونانؔ اور روؔم نے اپنے مذہب کے شہوت پرست اور جابرانہ اطوار اِنہی سے لِئے۔ اِس سبب سے اِلٰہی حُکم صادر ہُوا کہ کنعانؔیوں کو یا تو مُلک بدر کر دیا جائے یا صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔[۱] اِس طریقے سے ہی بنی اِسرؔائیل کی حفاظت ہو سکتی تھی کیونکہ "اموؔریوں کے گُناہ... پورے ہُوئے۔"[۲] خُدا کے حُکم کی فرمانبرداری نہ کرنا اور بعد میں کنعانؔیوں کے ساتھ شادیاں کرنا خالص مذہب کے لِئے ایک دائمی خطرہ ثابت ہوتا رہا۔[۳]

۲- بُت پرستی کا نتیجہ، ظُلم کا سلسلہ

یہ مظالم جو کنعاؔنی قبائل کی طرف سے ہُوئے بنی اِسرؔائیل کی حالت کا قدرتی نتیجہ تھے۔ جو اَخلاقی طور پر کمزور تھے وہ سیاسی طور پر بھی کمزور ہو گئے۔ یہ مظالم نہ صِرف بنی اِسرؔائیل کی حالت کا قدرتی نتیجہ تھے بلکہ وہ بطور

---

۱ اِستِثنا ۱:۱۲-۳، ۳۱:۳-۵، یشُوع ۲۳:۴-۱۳، قُضاۃ ۲:۲

۲ پیدائش ۱۶:۱۵

۳ قُضاۃ ۱۱:۲-۳:۷

تربیت اِلٰہی سزا بھی تھے۔ بار بار بنی اِسرائیل، موآبی، مِدیانی، اور فلستی کے تازیانہ لگانے سے توبہ کی منزل تک پہنچے اور اپنے جابروں کی بُت پرستی سے باز آ کر یہوواہ کی عبادت کرنے لگے۔ آخر کار خالص ایمان فتح مند ہُوا۔

۳-قاضی نامی رہائی دینے والوں کا سلسلہ[۱]

یہ لوگ مکمل طور پر معیاری اِنسان نہیں تھے۔ وہ مسیحی مذہب کے بے نظیر مثالی آدمیوں کی نسبت بہت کم درجہ رکھتے تھے۔ عموماً وہ توہُم پرست، جذباتی اور اخلاقی طور پر کمزور ہوتے تھے پھر بھی خُدا پر اِیمان رکھتے تھے۔ ایسے زمانوں میں اتنا بھی بہت تھا۔ پولُس رسُول اور مارٹن لوتھر کی طرح وہ اپنے زمانہ کی عام سطح سے بلند مقام رکھتے تھے۔ اِس لِئے اِس لائق ہیں کہ وہ ایمان کے بے نظیر مثالی لوگوں کے ناموں کی فہرست میں درج ہوں۔ اِس کے علاوہ وہ وطن پرست بھی تھے۔ ایک زمانہ میں جب قبائل اور مقامی حسد زبردست تھا وہ وسیع تر وطن پرستی کے حامی تھے۔ وہ اپنے زمانے کے ٹیل[۲]، والس[۳]، اور واشنگٹن[۴]، تھے۔

۴: سیاسی حالت

سیاسی طور پر اِس وقت اِسرائیل میں کوئی قومی تنظیم، قومی دارُالسلطنت یا کوئی قومی سربراہ نہیں تھا۔ مُوسیٰ نے اُنہیں ایک مذہبی نظام دیا مگر کوئی واضح سیاسی نظام نہ دیا۔ اُس کی قوم کے بارہ قبیلے تھے جو کبھی اپنے مشترکہ دفاع کے لِئے متّحِد ہو جاتے اور کبھی آپس میں اِس حد تک لڑتے کہ باہمی تباہی کا خطرہ پیدا ہو جاتا۔ پھر بھی تین مشترکہ تعلقات کے اثر سے جو مندرجہ ذیل ہیں وہ ایک درجن معمولی اقوام میں بٹنے سے بچ گئے۔

ا- مشترکہ آباؤ اجداد اور تاریخ: ابرہام اُس تمام نسل کا بانی تھا اور وہ سب اِضحاق اور یعقوب کی برابر عزت کرتے تھے جبکہ یُوسف، مُوسیٰ اور یشُوع کے نام کی شان اور بحیرۂ قُلزم، دریائے یردن اور مُلک کے فتح کرنے کی عظمت و جلال اُن کی قومی میراث تھی۔

ب- مشترکہ زبان، عِبرانی: اب تک بنی اِسرائیل کے مختلف مقامی زبانوں کے آثار کا ثبوت مِلتا ہے لیکن اُن کی زبان میں اِتنے تفرقات نہیں ہوتے ہوں گے جو بادشاہ ایلفریڈ کے زمانہ میں انگلستان میں تھے۔

ج- مشترکہ مذہب: خیمۂ اجتماع سیلا کے مقام پر قائم کِیا گیا تھا۔[۵] وہاں وہ واحد مذبحہ ہوتا تھا،[۶] وہاں قومی سردار کاہن رہتا تھا اور وہاں روزانہ قومی قُربانیاں گزرانی

---

[۱] قُضاۃ ۲:۱۶-۱۹

[۲] ولیم ٹیل اوری، سوئٹزرلینڈ کا ایک مزارع تھا۔ اُس نے اپنے مُلک کو آسٹریا کی محکومی سے نجات دلانے کی جدوجہد کی۔ یہ جدوجہد ۱۳۰۷ء میں کامیاب ہُوئی۔ ولیم ٹیل کی سوانحِ حیات کے بہت سے واقعات تواریخی طور پر مستند نہیں ہیں۔

[۳] سر ولیم والس، سکاٹ لینڈ کا ایک مُحِبِّ وطن تھا جس کی وفات ۱۳۰۵ء میں ہُوئی۔ ۱۲۹۶ء میں برطانیہ کے بادشاہ ایڈورڈ اوّل نے سکاٹ لینڈ کے بادشاہ کو مُلک بدر کر کے اُس مُلک پر اپنی حکومت قائم کر لی۔ والس نے ایک فوج تیار کی جس نے برطانوی فوج کو جنگ اسٹرلنگ میں شکست دی۔ آخر کار والس گرفتار ہُوا اور موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

[۴] جارج واشنگٹن، ۱۷۳۲ء تا ۱۷۹۹ء، امریکہ کا ایک عظیم مُحِبِّ وطن تھا جو اپنے مُلک کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ وہ امریکہ کی اوّلین فوج کا جرنیل تھا اور علاوہ ازیں آئینی مجلس کا صدر تھا اور پھر مُلک کا پہلا صدر بھی منتخب ہُوا۔

[۵] یشُوع ۱:۱۸

[۶] یشُوع ۲۲:۷-۳۴

جاتی تھیں۔ اُسی جگہ کو قبائل کے نمائندے تین سالانہ عظیم عیدوں کے موقع پر جایا کرتے تھے۔ یہ وہی مرکز کی طرف کھینچنے والی قوتیں تھیں جن سے وہ متاثر رہتے تھے۔ کسی حد تک ایسے مشترکہ تعلقات یونانیوں میں بھی ہوتے تھے لیکن جغرافیائی حالات کے سبب سے بہت جلد اِتنی شدید انفرادیت پیدا ہُوئی کہ وہ کبھی ایک دُوسرے کے ساتھ اتنے پیوستہ نہیں ہُوئے کہ ایک ہی قوم بن جائیں۔ لیکن مشترکہ تعلقات کے اثرات کے ماتحت عِبرانی لوگ ایک ساتھ رہتے تھے جب تک اُن کو نبی سموئیل اور داؤد بادشاہ سے وہ اعلیٰ اِیمان اور قابلیت نہ مِلی جس سے سیاسی تنظیم پیدا ہُوئی جس کے سبب سے وہ ایک ہی قوم کی شکل میں جمع ہُوئے۔

۳: چھ اہم حملے

اُس قومی زندگی کے اِس بے ضبط لیکن ترکیب دینے والے زمانہ میں باہر سے چھ اہم حملے ہُوئے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے دیکھا یہ حملے اُن کی قومی برگشتگی کا فطری نتیجہ اور قدرتی سزا تھے۔ ”بنی اِسرائیل نے خُداوند کے آگے بدی کی۔“ [۱] اور ”بنی اِسرائیل خُداوند سے فریاد کرنے لگے۔“ [۲] ایسے فقرات دس دفعہ باری باری قُضاۃ کی کِتاب میں آئے ہیں جو اِس تاریخ کو اُس کی اخلاقی اہمیت سے مُلبّس کرتے ہیں۔ یہ تاریخ اتنی شدت سے اِنسانیت پر مبنی ہے جیسا کہ نارمن کی فتح کا ایک باب ہو لیکن اُس کی اعلیٰ ترین اہمیت اُس تربیت پر مبنی ہے جس کے ذریعے سے آخر کار بنی اِسرائیل ایک قوم بنی جس کا خُدا یہوواہ تھا۔

۱- مشرق کی طرف سے مسوپتامیہ کا حملہ [۳]

ہم نے دیکھا ہے کہ ابرہام کے زمانے میں فرات کے حاکموں نے اپنی مملکت یردن تک پھیلا دی اور وہ لُوط کو اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ [۴] اُس واقعہ کے بعد پانچ سَو سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔ اُس وسیع وادی کے ایک دُوسرے حاکم نے ایک اَور مغربی حملے کی راہنمائی کی۔ بنی اِسرائیل آٹھ سال اُس کے جوئے تلے سسکتے رہے۔ پھر غُتنی ایل نے جو کالب کا بھتیجا تھا اپنے لوگوں کو مقابلہ کے لئے اُبھارا اور حملہ آوروں کو فرات تک پسپا کر دیا۔

۲- جنوب مشرق سے موآبیوں کا حملہ [۵]

موآبی، لُوط کی نسل سے تھے [۶] اور وہ بحیرۂ مردار کے مشرق کی طرف آباد تھے۔ [۷] اُنہوں نے عجلُون کی راہنمائی میں جنوب مشرقی اِسرائیلی قبیلوں کو فتح کیا اور دریائے یردن کو عبُور کر کے اٹھارہ سال تک یریحُو پر قابض رہے۔ [۸] اہُود جو بنیمین کے قبیلے کا تھا تمام قبیلوں کی طرف سے جزیہ

---

۱ قُضاۃ ۱۱:۲، ۷:۳، ۱۲، ۱:۴، ۱:۶
۲ قُضاۃ ۹:۳، ۱۵، ۳:۴، ۷:۶
۳ قُضاۃ ۷:۳-۱۱
۴ پیدائش ۱:۱۴-۱۶
۵ قُضاۃ ۱۲:۳-۳۰
۶ پیدائش ۲۹:۱۹-۳۷
۷ گِنتی ۱۰:۲۱-۱۳
۸ قُضاۃ ۱۴:۳

لے کر عجلُوؔن کے پاس یریؔحُو پہنچا۔ اُس نے ایک خفیہ ملاقات میں عجلُوؔن کے چھُرا گھونپ دیا اور پھر مغربی پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا جہاں اُس نے ایک فوج تیار کی اور یردنؔ کے گھاٹوں پر قبضہ کر لِیا اور ایک باقاعدہ لڑائی میں دس ہزار موآؔبیوں کو تہ تیغ کِیا۔ اِس فتح سے مُلک کے اُس علاقے پر کم از کم اسی سال تک امن قائم رہا۔

۳۔ شمال کی طرف سے کنعاؔنیوں کا حملہ ۱

یشُوؔع نے ایک شمالی جتھابندی کو جس کا راہنما یابیؔن تھا میرُوؔم کی جھیل پر شکست دی۔ ۲ بعد میں ایک دُوسرے یابیؔن نے شمالی کنعاؔنیوں کو جمع کِیا اور بنی اِسرؔائیل کے شمالی قبیلوں پر بیس سال تک جابرانہ حکومت کی۔ آخر کار ایک باہمت اور بیش قیمت اِیمان رکھنے والی دبورؔہ نامی نبیہ نے نفتاؔلی کے قبیلے کے ایک سورما برؔق کو اُبھارا۔ اُس نے دس ہزار آدمیوں کی فوج جمع کر کے اسدرؔلون کے میدان میں ایک مشہور فتح حاصل کی۔ کنعاؔنی فوجی سردار سِیسرؔا نے پیدل بھاگ کر یاعیؔل کے خیمہ میں پناہ لی۔ یاعیؔل، حِبرؔقینی کی بیوی تھی۔ حِبرؔ، یترؔو کی نسل میں سے تھا جو مُوسیؔ کا سُسر تھا۔ یاعیؔل اپنے وقت کی شارؔلیت کوردے ۳ ثابت ہُوئی۔ جب اُس نے سوئے ہُوئے سِیسرؔا کی کنپٹی میں میخ ٹھونک دی۔ فتح کا جشن دبورؔہ نے پُر جوش رزمیہ گیت سے منایا۔ (قُضاۃ باب ۵)

۴۔مشرق کی طرف سے مِدیاؔنیوں کا حملہ ۴

مِدیاؔنی، عربؔ تھے جو ابرہاؔم کی بیوی قطُورؔہ سے اُس کی نسل تھے۔ ۵ وہ اِسرؔائیل کی سرزمین پر مقیم نہ ہُوئے بلکہ فصل کاٹنے کے موسم میں آندھی کی طرح آتے تھے اور لوٹ کے مال سے لدے ہُوئے بھاگ جاتے تھے۔ اُن کی چڑھایاں اِس حد تک خوفناک ہوتی تھیں کہ اِسرؔائیل سہارے کے واسطے پہاڑی علاقے، فصیلدار شہر اور غاروں میں جا چھپتے تھے۔ منسّیؔ کے قبیلے میں سے خُدا نے جِدعوؔن کو بطور رہائی دِلانے والا سربلند کِیا۔ ۶ اپنے والد کے گھر اور گاؤں سے بعلؔ کی پرستش کو برباد کرنے سے اُس نے اپنی رہائش کے مقام پر رہائی کا کام شروع کِیا۔ بعد ازاں اُس نے بتّیس ہزار آدمی بطور فوج جمع کِئے۔ پھر بزدلوں کو اپنے گھر جانے کی اجازت دینے سے باقی دس ہزار رہ گئے۔ اِس کے بعد اُن کو جنہوں نے خبرداری سے ہاتھوں میں پانی اٹھا کے چپڑ چپڑ پیا اُنہیں منتخب کر کے تین سَو رہنے دیا۔ ۷ اِس چھوٹے دستے سے اُس نے رات کے وقت مِدیاؔنیوں پر چڑھائی کی اور بڑی قتل و غارت سے اُن کو مار بھگایا اور

---

۱ قُضاۃ ۴:۱-۵:۳۱

۲ یشُوؔع ۱۱:۱-۱۵

۳ شارلیؔت کوردے، ۱۷۶۸ء تا ۱۷۹۳ء۔ وہ ایک فرانسیسی شاہی نسل کی خاتون تھی۔ انقلاب فرانس کے دوران وہ جیرونؔدست پارٹی کی ایک سرگرم رکن بنی۔ ۱۷۹۳ء میں وہ پارٹی بالکل ناکام ہوگئی۔ شارلیؔت کوردے نے پاؔل مرات کو اِس کا ذمے دار ٹھہرایا۔ وہ سمجھتی تھی کہ پاؔل مرات اتنا عیار ہے کہ اُس کی موت سے فرانس میں امن ہو سکتا ہے چنانچہ شارلیؔت کوردے نے ایک دِن چپکے سے جا کر جب وہ نہا رہا تھا اُس کے خنجر گھونپ دیا اور وہ مر گیا۔

۴ قُضاۃ ۶:۱-۸:۳۲

۵ پیدائش ۲۵:۱-۶، ۱-تواریخ ۱:۳۲-۳۳

۶ قُضاۃ ۶:۱۵

۷ قُضاۃ ۷:۲-۷

مشرقی صحرا تک اُن کا پیچھا کِیا۔ برؔق اور جِدعوؔن کی دونوں فتوحات شمالی قبائل کی کوشش سے ہُوئیں۔ وسطی قبیلہ افرائیم بہت شرمندہ ہُوا کہ اِن جلالی فتوحات میں اُن کا کوئی خاص حِصّہ نہ تھا اور جِدعوؔن نے اُن کے حسد کو بڑی مشکل سے چاپلُوسی کے ساتھ ختم کِیا۔ (قُضاۃ ۸:۱-۳) جِدعوؔن اُس گھڑی کا عظیم ترین مثالی اِنسان ثابت ہُوا۔ اُس کو تاجپوشی کا موقع دیا گیا لیکن اُس نے اِنکار کر دیا۔[۱] جِدعوؔن کے جاہ طلب نالائق بیٹے ابِیؔ مَلِک نے سوائے ایک کے اپنے تمام بھائیوں کو قتل کر دیا اور معمولی عرصہ کی مقامی بادشاہت کو سِکمؔ کے مقام پر حاصل کِیا۔[۲] وہ تاج اور اپنی جان دونوں ہی ایک بغاوت کو فرو کرنے کی کوشش میں کھو بیٹھا۔[۳]

۵- مشرق کی طرف سے عمّونیوں کا حملہ [۴]

عمّونی بھی موآبیوں کی طرح لُوؔط کی نسل میں سے تھے۔[۵] دریائے یردؔن کے مشرقی علاقے کو فتح کرتے وقت یہ لوگ مشرقی صحرا میں دھکیل دیئے گئے لیکن وہ جلد ہی دوبارہ اِسرؔائیل کے مشرقی قبیلوں کو تنگ کرنے لگے۔ اِفتاؔح رہائی کا وسیلہ بن گیا۔ وہ نیچ ذات کی پیدائش، اپنی وراثت سے خارج اور قانون کی حمایت سے محروم تھا۔ لیکن اُسے واپس بُلا لِیا گیا، دوبارہ اپنے عہدے پر فائز کِیا گیا اور اُن فوجیوں کا سربراہ مقرر ہُوا جو عمّونی لوگوں کو نکالنے کے لِئے جمع ہُوئے تھے۔ جنگ پر جانے سے پہلے اُس نے قَسم کھائی کہ اگر وہ لڑائی جیت کر لوٹا تو جو کوئی بھی واپسی پر اُسے سب سے پہلے مِلے گا وہ اُس کی یہوؔواہ کے نام پر قُربانی دے گا۔ اُس نے جنگ جیت لی اور جب واپس لوٹا تو اُس کی اکلوتی بیٹی اُسے سب سے پہلے مِلی اور اُس نے اپنی قَسم پوری کی۔

۶- جنوب مغرب سے فِلستیّوں کا حملہ [۶]

فِلستی بحیرۂ رومؔ کے جنگجو تاجر تھے۔[۷] فِلستی جو فینیکیوؔں کے حریف تھے ایک بار صَیدؔا کو بھی فتح کر چکے تھے۔ اُس وقت سے لے کر آگے کو اُس جگہ کی اہمیت فینیکیؔے میں صُوؔر کی اہمیت سے کم تر ہوتی رہی۔ فِلستی بنی اِسرؔائیل کے سب سے زیادہ ضدی دشمن تھے جو اِسرؔائیل کو قاضیوں کے پورے زمانے اور متحدّہ بادشاہت کے زمانے میں بھی تنگ کرتے رہے جب تک داؤؔد بادشاہ نے اُن کو موثر طور پر شکست نہ دی۔ جنوبی قبائل شمعُوؔن، داؔن اور یہُوداؔہ کے علاقے فِلستیوں کے حملوں سے خصوصاً اثر پذیر رہتے تھے۔ اُن بے نظیر مثالی فوجی آدمیوں میں سے جنہیں قاضی کہا جاتا ہے آخری شخص اور کِسی حد تک سب سے قابلِ ذکر داؔن کے قبیلے کا سمسُوؔن تھا۔ وہ پیدائش سے نذیر تھا یعنی اُس کی

---

۱ قُضاۃ ۸:۲۲-۲۳

۲ قُضاۃ ۹:۱-۶

۳ قُضاۃ ۹:۷-۵۷

۴ قُضاۃ ۱۰:۱۷-۱۲:۷

۵ پیدائش ۱۹:۳۰-۳۸

۶ قُضاۃ ۱۳:۱-۱۶:۳۱

۷ شروع میں فِلستی لوگ جزیرۂ کریتے سے آئے۔ اُس جزیرہ کا قدیم نام کفتُور تھا۔ دیکھئے عاموس ۹:۷، یرمیاہ ۴۷:۴ اور اِستِثنا ۲:۲۳

ماں نے منّت مانی تھی کہ یہ بیٹا کبھی کوئی ناپاک چیز نہ کھائے گا نہ انگور کے پھل کھائے گا اور نہ کبھی بال کٹوائے گا۔ سمسُون، عبرانی ہرکولیس تھا جو اپنی فوق اُلانسانی قوّت کے کار ہائے نمایاں سے بہت خُوش ہوتا تھا جو اکثر طُرفہ لیکن ہمیشہ وطن پرست ہوتے تھے۔ اپنے گھر سے جو جنوب مغربی پہاڑوں میں واقع تھا وہ عموماً فِلستیوں پر تن تنہا دھاوے بولتا رہتا تھا۔ فِلستی عورتوں سے یکے بعد دیگرے دو شادیاں کرنے کی وجہ سے اُس کو فتح مند ہونے اور آخری شکست پانے کے دونوں ہی مواقع مِلے۔ جسمانی لحاظ سے سمسُون ایک طرف دیو تھا اور دُوسری طرف وہ سیرت کے لحاظ سے کمزور اِنسان تھا۔ دلِیلہ کے ورغلانے سے اُس نے اپنی طاقت کا راز افشا کر دیا اور اپنے نذیر ہونے کی منّت کے خلاف اپنے بال کاٹنے کا موقع دیا۔ وہ سمسُون جس کے نام سے ہی فِلستی کانپتے تھے دلِیلہ کی گود میں اپنا سر رکھ کر ایک ذلت آمیز تماشہ بن گیا۔ جب سمسُون، دلِیلہ کے حضور سے نکل گیا وہ خُدا کا راندۂ درگاہ ہو کر اپنے دشمنوں کا شکار بن گیا۔ وہ اندھا کِیا گیا، قیدی بنایا گیا اور لونڈی کی چکی پیسنے کے غُلامانہ کام کے لِئے سزاوار ٹھہرایا گیا۔ پھر بھی اُس کو موقعہ مِلا کہ اپنی منّت کی تجدید کر کے اپنی قوّت ایک بار اَور حاصل کرے۔ فِلستی دیوتا دجون کی عید کا جشن منانے کے موقع پر فِلستی سرداروں نے سمسُون کو حاضر کِیا کہ عوام کو خُوش کرے۔ سوئٹزرلینڈ کے جانباز ونکلریڈ[۱] کی طرح سمسُون نے اپنے مُلک کی آزادی کے واسطے اپنی جان دے دی۔ اُس معبد کے مرکزی ستونوں کو گرا کر سمسُون نے اپنے آپ کو اپنے ہزاروں دشمنوں کے ساتھ اُس زندوں کی قبر میں دفن کر لِیا۔ اِس کے باوجود کہ فِلستیوں کا طاقت کا زور نہ ٹوٹا سمسُون کے کار ہائے نمایاں سے کافی حد تک بنی اِسرائیل کی حوصلہ افزائی ہُوئی اور وہ مستقل کام جو سموئیل اور داؤد بادشاہ نے بعد ازاں کِیا ممکن ثابت ہُوا۔

۴: داستانِ رُوت

وہ واقعات جو رُوت کی کِتاب میں بیان ہُوئے ہیں کبھی قاضیوں کے زمانے کے دوران واقع ہُوئے۔ یہ اُس زمانہ کی واحد خُوش آمیز اور پُر سکون کہانی ہے۔ اِس کِتاب کو مکمل طور پر پڑھنا چاہیئے۔ الیملک اور نعومی دونوں میاں بیوی بیت لحم کے باشندے تھے۔ کال کی وجہ سے وہ دونوں مہاجر بن کر مُلکِ موآب میں جا بسے۔ یہ کال شائد اُن چھ حملوں کی وجہ سے پڑا جو قاضیوں کے اِسی دور میں بنی اِسرائیل پر ہُوئے۔ وہاں اُن کے لڑکوں کی شادیاں ہُوئیں۔ دس سال گذر جانے کے بعد تینوں عورتیں بے اولاد بیوہ ہوگئیں۔ نعومی نے آبائی رہائش گاہ کی طرف رُخ کِیا۔ دونوں جوان عورتیں اُس کے ساتھ چل پڑیں۔ نعومی نے یہ محسوس کر کے کہ یہ اجنبی نسل کی بیٹیاں ناواقف مُلک میں کہاں تک تنہا زندگی گذاریں گی اُن کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ وہ دونوں اُس کے ساتھ نہ جائیں۔ عُرفہ ڈگمگا گئی اور واپس چلی گئی۔ لیکن رُوت کے جواب نے ادبیاتِ عالیہ میں اپنا ایک خاص مقام پیدا کِیا۔ (رُوت ۱:۱۶-۱۷)

---

[۱] آرنلڈ وان ونکلریڈ، سوئٹزرلینڈ کا افسانوی قومی جانباز تھا۔ داستان کے مطابق جب سوئٹزرلینڈ کے باشندے آسٹریا سے اپنی آزادی کی خاطر ۱۳۸۶ء میں لڑ رہے تھے تو ونکلریڈ نے اُن کے نیزہ برداروں کی طرف دوڑ کر اپنے آپ کو نشانہ بنوایا۔ جب آسٹریا کے نیزہ برداروں کے نیزے اُس کے بدن میں گھونپے گئے تو ونکلریڈ کے ساتھیوں کو موقع مِلا کہ وہ اُسی جگہ آگے بڑھیں جہاں آسٹریا کے نیزہ برداروں کے ہاتھوں میں کوئی نیزہ نہیں رہا تھا۔

ایسا اعلیٰ اِیمان اور محبّت بے اجر ثابت نہ ہُوئے۔ بَیتؔلحم پہنچ کر رُوتؔ اپنے خاندان کے رشتہ دار بوؔعز کے کھیتوں میں بالیں چُننے گئی۔ نعوؔمی کے کہنے پر رُوتؔ نے اپنے شوہر کے نزدیک کے قرابتی سے شادی کا حق مانگا تا کہ اُس کے مرحوم خاوند کا نام اور اُن کی میراث قائم رہے۔ اِس طرح رُوتؔ، داؤدؔ، مریمؔ اور مسیح یسُوؔع کی قابلِ تعظیم جدّہ بنی۔

۵: سموئیؔل بحیثیت نبی اور قاضی

(۱-سموئیل ابواب ۱-۱۰)

مُوسیٰؔ سے لے کر داؤدؔ تک سموئیؔل سب سے اہم شخصیت تھا۔ وہ اپنے زمانہ کا لوتھرؔ اور یُوحنّاؔ اصطباغی تھا۔ پیدائش سے موت تک اُس کی تمام زندگی اُس زمانے کی اخلاقی پستی کے مقابلے میں ایک اعلیٰ تر مقام پر لے آتی ہے۔ بے اولاد حنّہؔ عام عِبرانی ماں جیسی بچوں کی خواشمند تھی اور اُس نے خُدا سے سموئیؔل مانگا جس کو اُس نے واپس خُدا کے سپرد کر دیا۔ اِس سبب سے اُس نے سیؔلا کے مقام پر خیمۂ اجتماع میں پرورش پائی۔ عیلؔی جو اُن دِنوں کا سردار کاہن تھا قاضی بھی تھا۔[۱] یہ پہلا شخص تھا جو دونوں عہدوں کا ایک ساتھ عہدہ دار بنا۔ عمر رسیدہ عیلؔی نے خود نیک ذات ہونے کے باوجود اپنے بیٹوں کی زبردست بدیوں کو روکنے کی کوشش نہ کی۔[۲] خُدا نے چھوٹے بچے سموئیؔل کے وسیلے سے عیلؔی کے گھر کی تباہی کو ظاہر کِیا۔[۳] یہ رویا مکمل ہُوئی جب افِیقؔ کی مشہور جنگ میں فِلستیؔوں نے عیلؔی کے بیٹوں کو قتل کر دیا اور عہد کے صندوق پر قبضہ کر لِیا۔ یہ خبر سنتے ہی عیلؔی گر کر مر گیا۔[۴] تاریکی کے وہ سال جو اُس کے بعد آئے اُن کا بوجھ اِس بڑھتی ہُوئی اُمید سے ہلکا ہوتا جاتا تھا کہ خُدا نے سموئیؔل کو نبی بننے کے لِئے چُن لِیا تھا۔ سموئیؔل کے عظیم کام کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

(۱) اُس نے عظیم قومی اصلاح کی جس سے عہد کی تجدید ہُوئی اور بنی اِسرؔائیل، یہوؔواہ کی عبادت کی طرف مائل ہُوئے۔[۵]

(۲) جب فِلستیؔوں نے حملہ کِیا تو اُس نے ابنؔ عزر کے مقام پر اُنہیں اِس طرح شکست دی کہ اُنہیں اُس کے عہد میں پھر کبھی حملہ کرنے کی جراُت نہ ہُوئی۔[۶]

(۳) اُس نے انبیا کے لِئے مدرسے قائم کِئے۔[۷]

(۴) زندگی بھر اُس نے بنی اِسرؔائیل کے مسائل کا صحیح فیصلہ کِیا۔[۸]

(۵) سموئیؔل نے بنی اِسرؔائیل میں بادشاہت کے لِئے راہ تیار کی اور بادشاہت کو رائج کِیا۔ اُس نے ساؤلؔ کو مسح

---

۱ ۱-سموئیل ۴:۱۸
۲ ۱-سموئیل ۲:۲۲-۳۶، ۱۳:۳
۳ ۱-سموئیل ۳:۱-۱۸
۴ ۱-سموئیل ۴:۱-۲۲
۵ ۱-سموئیل ۷:۳-۶
۶ ۱-سموئیل ۷:۷-۱۴
۷ ۱-سموئیل ۱۹:۱۸-۲۰
۸ ۱-سموئیل ۷:۶، ۱۵-۱۷

کِیا۔[۱] اور اُس کے رد ہونے پر اُس کی جگہ داؔؤد کو مسح کِیا۔[۲] چنانچہ سموئیؔل اُس عبوری زمانہ کا آدمی تھا جو قاضیوں کے دَور کے اختتام سے بادشاہت کے آغاز تک کا زمانہ تھا۔ وہ آخری اور سب سے مشہور قاضی تھا اور عِبؔرانی انبیا کے عظیم سلسلے میں مُوسؔیٰ کے بعد اُس وقت تک سب سے افضل تھا۔

---

[۱] ۱-سموئیل ۱:۸-۱۶:۱۰

[۲] ۱-سموئیل ۱:۱۶-۱۳

آٹھواں باب

متحدّہ بادشاہت

۱۰۹۵ق م - ۹۷۵ق م، یعنی ساؤل کے مَسح ہونے سے لے کر رحبعام کے باشاہ بننے تک

۱-سموئیل ابواب ۱۱-۳۱، ۲-سموئیل (مکمل)، ۱-سلاطِین ابواب ۱-۱۱

۱: تمہید: حکومتِ اِلٰہی

۱- ابتدائی تنظیم

بنی اِسرائیل اُس وقت سے لے کر جب کوہِ سِینا پر قوم کی تنظیم ہُوئی درحقیقت ایک بادشاہت تھی۔ وہ ایک حکومتِ اِلٰہی تھی یعنی وہ حکومت جس میں مذہبی پیشوا نائبِ اِلٰہی کی حیثیت سے حکومت کرتے تھے۔[۱] خُدا اُن کا اصلی بادشاہ ہونے کے باوجود پہلے مُوسیٰ اور اُس کے بعد کِسی حد تک قاضیوں کے زمانہ کے سردار کاہن قوم کے واسطے خُدا کے نائب تھے۔ پھر بھی معلوم ہوتا ہے کہ شروع ہی سے ایک دُنیاوی بادشاہ خُدا کے ارادہ میں شامل تھا۔ ابرہام کی نسل سے بادشاہ بھی پیدا ہونے والے تھے (پیدائش ۱۶:۱۷) اور بادشاہوں کے لِئے مُوسیٰ نے شرِیعت جاری کی (اِستِثنا ۱۴:۱۷-۲۰)۔

علاوہ ازیں اِس دُنیاوی بادشاہ کا دستور سب سے زیادہ شاندار مثال ثابت ہُوا ابرہام کی موعودہ نسل کے لِئے جس کا مقصد تھا کہ سب قوموں کے لِئے برکت کا باعث بنے۔ چنانچہ بعد کی نبوّت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح، داؤد کی نسل میں پیدا ہو گا اور وہ داؤد کے تخت پر بیٹھے گا۔[۲]

۲- قومی تنظیم کا شاہی حکومت میں تبدیل ہونا

سموئیل کی زندگی کے اخری آیام میں لوگوں نے اُس سے ایک بادشاہ مقرّر کرنے کی درخواست کی (دیکھئے ۱-سموئیل باب ۸)۔ اُنہوں نے دلِیل کے طور پر اِس کی دو وجوہات پیش کیں۔ پہلی یہ کہ سموئیل کے بیٹے اِس لائق نہ تھے کہ اُس کے بعد وہ قاضی بنیں اور دُوسری یہ کہ وہ خواہشمند تھے کہ جیسے آس پاس کی اقوام کے پاس بادشاہ ہیں اُن کے پاس بھی ہوں جو جنگ میں اِن کی راہنمائی کر سکیں۔ بے شک دیگر وجوہات یہ تھیں کہ قاضیوں کے زمانہ میں بدنظمی بڑھتی جا رہی تھی[۳] اور آس پاس کی اقوام زیادہ جنگجو بنتی جا رہی تھیں۔[۴] اِس درخواست سے سموئیل کے دِل پر چوٹ لگی۔ ایک طرف سے کہ وہ صریحاً اُس

---

[۱] ۱-سموئیل ۱۹:۱۰، ۱۲:۱۲
[۲] لُوقا ۳۲:۱
[۳] قُضاۃ ۶۵:۲۱
[۴] ۱-سموئیل ۲۰:۸

کے ناشکر گزار تھے لیکن سب سے زیادہ اِس واسطے کہ صاف ظاہر ہُوا کہ وہ خُدا کے بے وفا تھے جو اُن کا حقیقی فرمانروا تھا۔ اُن کا گُناہ اُن کے عمل کی بجائے اُن کے ارادے میں تھا لیکن خُدا نے سموئیل کو حکم دیا کہ اُن کی بات مانے۔ اُس نے خُدا کے لِئے عالیشان وفاداری ظاہر کر کے وہ قدم اٹھایا جس سے اُس نے خود کنارہ کشی اختیار کر لی اور بادشاہت کا آغاز ہُوا۔

۲: ساؤل کا عہدِ حکومت

(۱۰۹۵ ق م - ۱۰۵۵ ق م، ۱- سموئیل ابواب ۹-۳۱)

۱- ساؤل کا چُنا جانا۔

ا- خفیہ طور پر مسح کِیا جانا۔ [۱] ساؤل، بنیمین کے چھوٹے قبیلے کے ایک باشندے قیس کا بیٹا تھا۔ ایک دِن ساؤل اپنے باپ کے گدھوں کی تلاش کے دوران سموئیل نبی سے مِلا۔ ملاقات کا نتیجہ یہ نکلا کہ سموئیل نے خُداوند سے ہدایت پا کر ساؤل کو بادشاہ بننے کے لِئے مسح کر دیا۔

ب- ساؤل کا عوام کے سامنے چناؤ۔ [۲] اِس کے جلد بعد سموئیل نے مِصفاہ میں ایک قومی اجتماع بلایا۔ چناؤ کے لِئے مُقدّس قرعہ اندازی کا طریقہ اختیار کِیا گیا۔ قرعہ ساؤل کے نام نکلا جس نے بڑی شرمساری کے ساتھ اپنے آپ کو سامان میں چھپا لِیا۔ جب اُسے باہر نکالا گیا تو اُس کا دراز قد دیکھ کر لوگ جوش سے بھر گئے مگر بعض نے ناک چڑھا کر کہا، "یہ شخص ہم کو کِس طرح بچائے گا؟" [۳] مگر وہ ان سنی کر گیا اور عقلمندی سے کِسی شاہانہ کارِ نمایاں سے مقبولیت حاصل کرنے کا منتظر رہا۔

ج- عمّونیوں کی شکست۔ [۴] ساؤل کو جلد ہی موقعہ مِلا۔ عمّونیوں نے یبیس جلعاد کا محاصرہ کر لِیا۔ اِن بُرے حالات میں لوگوں نے ساؤل سے مدد کی درخواست کی۔ ساؤل نے بیلوں کی جوڑی لے کر اُسے بارہ حِصّوں میں کاٹا اور ہر قبیلہ کو ایک ایک ٹکڑا بھیجا اور حکم دیا کہ اگر جنگجو مرد ایک دم حاضر نہ ہُوئے تو اُن کے بیلوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کِیا جائے گا۔ بنی اِسرائیل نے اِس حد تک فرمانبرداری ظاہر کی کہ تین لاکھ آدمی حاضر ہُوئے اور ساؤل اچانک دشمن پر ٹوٹ پڑا اور اُن کو بھوسی کی مانند بکھیر دیا۔

د- جلجال میں تاجپوشی۔ [۵] ساؤل کی اِس فتح سے اُس کے مخالفین چُپ ہو گئے اور جلجال کے مقام پر قبیلوں کے ایک دُوسرے اجتماع میں فتح مندانہ طور پر بنی اِسرائیل کے بادشاہ کی حیثیت سے اُس کی تاجپوشی کی گئی۔

۲- رد ہونے کے وقت تک ساؤل کا عہدِ حکومت

ا- آزادی کی جنگ۔ [۶] سموئیل کی راہنمائی میں بنی اِسرائیل نے ابن عزر میں فلستیوں پر فتح پائی [۷] لیکن

---

[۱] ا-سموئیل ۹:۱-۱۶

[۲] ا-سموئیل ۱۰:۱۷-۲۷

[۳] ا-سموئیل ۱۰:۲۷

[۴] ا-سموئیل ۱۱:۱-۱۳

[۵] ا-سموئیل ۱۱:۱۴-۱۲:۲۵

[۶] ا-سموئیل ۱۳:۱-۱۴:۴۶ [۷] ا-سموئیل ۷:۳-۱۳

فلستیوں کی ماتحتی سے مکمل طور پر نہ چھوٹے۔ اُن ہی دِنوں میں بنی اسرائیل سے ہتھیار چھین کر فلستیوں نے کوشش کی کہ اُن کی زنجیریں اَور کس دی جائیں۔ جونہی ساؤل محسوس کرنے لگا کہ وہ مستحکم بادشاہ ہے تو اُس نے اِس شرم ناک ماتحتی کو مٹا دینے کا ارادہ کِیا۔ اِس جنگ کا سب سے زیادہ ناقابلِ فراموش واقعہ وہ فتح تھی جو مِکماس کے مقام پر پیش آیا۔ اُس میں ساؤل کا بیٹا یُونتن اپنے صلاح بردار کو ساتھ لے کر کچھ عمودی چٹانوں پر چڑھا۔ اُس نے فلستیوں پر اچانک حملہ کر دیا اور اُن کی صفوں میں افراتفری پھیلا دی۔ ساؤل نے اِس موقع سے فائدہ اٹھا کر فلستیوں کو خوف زدہ کر کے ساحلِ بحر کے میدان کی طرف بھگا دیا۔

ب- دُوسری جنگیں۔ ۱ کئی اقوام بنی اسرائیل کو ہر طرف سے تنگ کر رہی تھیں۔ موآب، ادُوم اور ضُوباہ سے جو شمال مشرق کی طرف ایک شامی حکومت تھی ساؤل نے کئی کامیاب جنگیں لڑیں۔

ج- رد کِیا جانا۔ ۲ ساؤل اپنے عہد کے دوران بگڑ گیا جیسا کہ بہت سارے آدمی اُس کے بعد بگڑے۔ وہ بھول گیا کہ وہ محض اُس خُدا کا دُنیاوی نائب تھا جو بنی اسرائیل کا حقیقی بادشاہ ہے۔ وہ خُدا کے تابع نہ رہا۔ خود سر اور نافرمان بن گیا۔ خُدا نے اُسے عمالیقیوں کو نیست و نابود کرنے کے لِئے روانہ کِیا مگر اُس نے اُن کے بادشاہ اجاج کو فتح کے نشان کے طور پر زندہ بچا لِیا اور بہترین بھیڑیں اور مویشی خُدا کے نام پر شاندار قُربانی دینے کے لِئے بچا لِئے۔ اِس نافرمانی کے دِن سے خُدا نے اُسے راندۂ درگاہ کر دیا اور سموئیل نے بھی اُسے چھوڑ دیا۔

۳- ساؤل کا زوال اور داؤد کا عروج

ساؤل کے عہدِ حکومت کا باقی حِصّہ حقیقتاً داؤد کی تاریخ سے مُنسلِک ہے۔ سموئیل نے داؤد کو بادشاہ بننے کے لِئے خفیہ طور پر مسح کِیا تھا۔ ۳ داؤد، ساؤل کے دربار میں بطور مغنّی شاعر طلب کِیا گیا تا کہ وہ اپنے فن سے دِل گیر بادشاہ کو سکون پہنچائے۔ ۴ فلستیوں سے بعد کی ایک لڑائی میں داؤد نے دیو جاتی جولیت کو مار ڈالا جس کی وجہ سے لوگ اُس کے گرویدہ ہو گئے اور ساؤل کے دِل میں پاگل پن کی حد تک حَسد پیدا ہو گیا۔ ۵ دو بار ساؤل نے داؤد کو اپنے ہاتھ سے قتل کرنے کی کوشش کی۔ ۶ اپنی بیٹی سے شادی کا لالچ دے کر اُسے پھانسنا چاہا۔ ۷ اُس نے آخر کار داؤد کو یہاں تک مجبور کر دیا کہ وہ قانون کی حمایت سے محروم ہو گیا۔ کئی سال تک ساؤل، داؤد کا ایک سے دُوسری پناہ گاہ تک پیچھا کرتا رہا۔ ۸ فلستیوں کے ساتھ ایک نئی جنگ کے دوران ساؤل جو خُدا کا راندۂ درگاہ تھا

---

۱ ا-سموئیل ۱۴:۴۷-۴۸
۲ ا-سموئیل ۱:۱۵-۳۵
۳ ا-سموئیل ۱:۱۶-۱۳
۴ ا-سموئیل ۱۴:۱۶-۲۳
۵ ا-سموئیل ۱:۱۷-۹:۱۸
۶ ا-سموئیل ۱۰:۱۸-۱۶
۷ ا-سموئیل ۱۷:۱۸-۲۹، ۱۱:۱۹-۱۷
۸ ا-سموئیل ۱:۲۰، ۴۲، ۱۰:۲۱، ۱:۲۲ وغیرہ

ایک جِن کی آشنا کے پاس، جو عینؔ دور میں رہتی تھی، گیا تا کہ وہ معلوم کر سکے کہ ہونے والی لڑائی کا کیا نتیجہ ہو گا۔[1] اگلے روز اِسرؔائیل نے جِلبوعؔہ کی لڑائی میں بُری طرح شکست کھائی۔ ساؤلؔ کے بیٹے قتل ہُوئے اور ساؤلؔ خود اپنی ہی تلوار سے مر گیا۔[2] جس طرح بروؔٹس اور کیسیئسؔ، فِلپّی کے مقام پر مرے یُوں جِلبوعؔہ کے مقام پر اندھیرے میں وہ آفتاب ڈُوب گیا جو بڑی شان سے یبیسؔ جِلعاد کے مقام پر طلوع ہُوا تھا۔

۴- ساؤلؔ کے عہدِ حکومت کی خصوصیات

ساؤلؔ نہ تو شہر تعمیر کرنے والا تھا نہ سیاسی منتظم نہ اُس نے ادب کی سر پرستی کی اور نہ سچے مذہب کو ترقی دی۔ وہ ایک فوجی ماہر تھا جس نے اُس وقت جانفشانی کی جب قوم مٹنے کے خطرے میں پڑی تھی تا کہ بنی اِسرؔائیل کی فوجی طاقت اتنی ہو کہ وہ اپنے آس پاس کے پڑوسیوں کے مقابلہ میں قائم رہیں۔ اِس کوشش میں وہ لوگوں کی دِلی خواہش کا فرمانبردار بن گیا لیکن وہ اِس حد تک خود غرض اور خُدا کا نافرمان رہا کہ اُس اِلٰہی حکومت میں نائب ہو کر وہ خُدا کا مقصد مکمل نہ کر سکا۔ وہ اِس واسطے نکالا گیا تا کہ ایک شخص تختِ نشین ہو جو قومی نصب العین کے مطابق وفادار ہو یعنی خُدا کے دِل کے موافق۔[3]

۳: حیاتِ داؤدؔ اور اُس کا عہدِ حکومت

(۱۰۵۵ ق م - ۱۰۱۵ ق م، ۱-سموئیل ابواب ۱۶-۳۱، ۲-سموئیل (مکمل)، ۱-سلاطین ۱:۱-۱۱:۲، ۱-تواریخ ابواب ۱۱-۲۹)

تاریخ میں داؤدؔ کی اہمیّت

عہدِ عتیق کی تاریخ میں تین عظیم نام ہیں: ابرہاؔم، مُوسیٰؔ اور داؤدؔ۔ ابرہاؔم بانی، مُوسیٰؔ شریعت دینے والا اور داؤدؔ مثالی بادشاہ تھا۔ داؤدؔ کا عہد قومی قوت اور خوشحالی کا عرُوج تھا۔ داؤدؔ، بادشاہ ہونے کے علاوہ اپنے لوگوں کا شاعر تھا۔[4] مُوسیٰؔ کے علاوہ داؤدؔ کی زندگی اور تصانیف کو عِبرانی ادب میں سب سے نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ حقیقتاً عہدِ عتیق کی ساری شخصیتوں کے مقابلہ میں ہم داؤدؔ کی شخصی سوانحِ حیات کے بارے میں بہت زیادہ جانتے ہیں۔ اُس کی زندگی اور عہدِ حکومت کے واقعات پانچ ادوار میں تقسیم کِئے جا سکتے ہیں۔

۱- پہلا دَور، بَیت لحمؔ میں چرواہے کی زندگی

۱- جائے پیدائش اور خاندان۔ داؤدؔ یسّیؔ کا بیٹا اور بوعزؔ اور رُوتؔ کا پڑپوتا تھا۔ یہُوداؔہ کے قبیلہ نے جس سے داؤدؔ تعلق رکھتا تھا اِس کے باوجود کہ یعقوبؔ کی بزرگانہ مبارک بادی (پیدائش ۸:۴۹-۱۲) کا وارث تھا کہ وہ شاہانہ

---

۱ ۱-سموئیل ۱:۲۸-۲۵

۲ ۱-سموئیل ۱:۲۹، ۱:۳۱-۱۳

۳ ۱-سموئیل ۱۴:۱۳، اعمال ۲۲:۱۳

۴ زبُور ۶۵، ۶۸ اور ۱۰۱ کے عنوانات وغیرہ

قبیلہ بنے اِس منزل تک بہت کم بہادری دکھائی جس سے اُس کی شہرت پیدا ہوتی۔ داؤد کی پیدائش بَیت لحم میں ہُوئی۔ ۱؎ یہ گاؤں بذاتِ خود معمولی ہے لیکن نہ صِرف اِس واسطے کہ وہ داؤد کی ابتدائی رہائش گاہ تھا بلکہ اِس سے کہیں زیادہ یہ کہ وہ داؤد کے عظیم تر بیٹے کی جائے پیدائش ہے وہ ہمیشہ مُقدّس سمجھا جاتا ہے۔

ب- پیشہ۔ ۲؎ داؤد چرواہا تھا۔ یہ کام چھوٹے درجے کا لیکن عزت دار پیشہ تھا جس کو انجام دینے کے لِئے بہادری اور بیداری کی ضرورت تھی۔ اُس کی جوانی کے تحریری کارناموں میں اُس کے گلّے کی حفاظت میں شیر اور ریچھ کو مارنے کا ذکر ہے۔ ۳؎ اُس کے بہت سے زبُور اُس کی باہر گُزاری چرواہے کی زندگی سے متاثر ہیں۔ ۴؎

ج- خفیہ طور پر مسح کِیا جانا۔ ۵؎ ساؤل کے رد کِئے جانے کے بعد اُس کی جگہ بادشاہ بننے کے لِئے سموئیل کو بھیجا گیا تا کہ وہ یسّی کے ایک بیٹے کو مسح کرے۔ یسّی کے سب سے بڑے بیٹے الیاب کی شکل و صُورت سے سموئیل متاثر ہُوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وقتی طور پر سموئیل بھی یہ بھول گیا کہ اِنسان کو ظاہری رُعب و دبدبہ نہیں بلکہ دِل کی دیانت داری اور راستبازی اُسے اعلیٰ امانتوں کے لِئے قابلِ اعتماد بناتی ہے۔ ساؤل اپنے لوگوں کے دِل کے موافق، شکل و صُورت کے اعتبار سے رُعب دار ایک فوجی ہیرو اور اِس کے علاوہ وہ تقریباً اَور کچھ نہ تھا۔ یسّی کے تمام بیٹے ایک ایک کر کے معائینہ کے لِئے سموئیل کے سامنے آئے اور جب تک داؤد سامنے نہ آیا ہر ایک رد کِیا گیا۔ یہ وہ آدمی ہے جو خُدا کے دِل کے موافق ہے ۶؎ جو خُدا کا یعنی اِسرائیل کے حقیقی بادشاہ کا وفادار رہے گا۔ یہ خفیہ طور پر مسح ہُوا اور ممکن ہے کہ خاندان خود اُس کی اہمیّت سے پُوری طرح واقف نہ ہو۔

د- ساؤل کا مغنّی شاعر۔ ۷؎ ”اور خُداوند کی رُوح اُس دِن سے آگے کو داؤد پر زور سے نازل ہوتی رہی۔“ ”اور خُداوند کی رُوح ساؤل سے جُدا ہو گئی اور خُداوند کی طرف سے ایک بُری رُوح اُسے ستانے لگی۔“ (۱-سموئیل ۱۶:۱۳-۱۴) وہ وضاحتی بیان ایسا ہے جو ہمیں داؤد کے مسح کِئے جانے کی روداد کے بعد مِلتا ہے۔ ایک رواج کے مطابق جو قدیم زمانے سے عام تھا ساؤل کے درباریوں نے اُس کی بے چین اور غمزدہ رُوح کو موسیقی سے سکون پہنچانے کی کوشش کی۔ جوان داؤد کو جو پہلے ہی مشہور موسیقار تھا طلب کِیا گیا کہ وہ شاہی دربار میں مغنّی شاعر بنے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاہی دربار میں اُس کی حاضری عارضی تھی ۸؎ یا پھر وہ کبھی کبھی دربار میں آتا تھا کیونکہ اِس

۱؎ ۱-سموئیل ۱۶:۱۸
۲؎ ۱-سموئیل ۱۶:۱۱
۳؎ ۱-سموئیل ۱۷:۳۳-۳۶
۴؎ زبُور ۲۳ وغیرہ
۵؎ ۱-سموئیل ۱۶:۱-۱۳
۶؎ ۱-سموئیل ۱۳:۱۴، اعمال ۱۳:۲۲
۷؎ ۱-سموئیل ۱۶:۱۴-۲۳
۸؎ ۱-سموئیل ۱۶:۲۲، ۱۷:۱۵

کے جلد ہی بعد وہ اپنے باپ کے ریوڑ چراتا نظر آتا ہے۔

ر- جولیتؔ کے ساتھ مقابلہ۔ [۱] جلد ہی ساؤلؔ فلستیوں کے ساتھ ایک اَور جنگ میں اُلجھ گیا۔ چالیس دِن تک جولیتؔ، ایک بھاری دیو، شور مچاتا رہا کہ جنگ کا فیصلہ ایک ہی لڑائی پر مبنی ہو لیکن اِسرائیل کا کوئی جنگی بہادر ایسا نہ تھا جو جرأت کرتا کہ اُس کی للکار کا جواب دے۔ جوانی سے بھرپور داؤدؔ نے جو میدانِ جنگ میں اپنے فوجی بھائیوں کے پاس کسی کام کے لِئے بھیجا گیا تھا اُس للکار کو قبول کِیا۔ سوائے فلاخن اور خُدا پر اِیمان کے، ہاتھ میں کوئی ہتھیار نہ لے کر شیخی باز فلستی کو مغلوب کِیا۔ اِس کے بعد دونوں فوجوں میں جنگ شروع ہو گئی اور بنی اِسرائیل فتح مند ہُوئے۔ داؤدؔ کے اِس دلیرانہ کارِ نمایاں کے دو نتائج تھے: پہلا- ساؤلؔ کے بیٹے یُونتنؔ کی جان داؤدؔ کی جان کے ساتھ نرم مزاجی اور پائدار دوستی سے پیوستہ ہو گئی اور دُوسرا- داؤدؔ، ساؤلؔ کے فوجی گھرانے میں شامل ہُوا۔

۲- دُوسرا دَور، وہ زمانہ جو ساؤلؔ کے دربار میں گُزرا

ا- ساؤلؔ کا حَسد کرنا۔ [۲] فوج کی جنگ سے واپسی پر عورتیں فتح کا جلوس نکال کر گاتی تھیں کہ ”ساؤلؔ نے تو ہزاروں کو پَر داؤدؔ نے لاکھوں کو مارا۔“ ساؤلؔ کو محسوس ہُوا کہ وہ رد کِیا ہُوا بادشاہ ہے اور بے شک وہ گمان کرنے لگا کہ داؤدؔ عروج پر ہے۔ ”سو اُس دِن سے آگے کو ساؤلؔ، داؤدؔ کو بدگمانی سے دیکھنے لگا۔“ داؤدؔ اُس کے سامنے انکساری سے رہتا تھا لیکن اُس کی بڑھتی ہُوئی مقبولیّت نے ساؤلؔ کے حَسد کے شعلے کو ہَوا دی۔ اُس نے داؤدؔ کو بار بار قتل کرنے کی کوشش کی۔ دو مرتبہ اپنے ہاتھ سے [۳] اور ایک بار درباریوں کو اُسے قتل کرنے پر اُکسایا۔ [۴] پھر اُس کو پھنسانے کے ارادے سے اپنی بیٹی میکلؔ شادی میں دینے کا وعدہ کِیا بشرطیکہ وہ فلستی آدمیوں کی ایک سَو کھلڑیاں بطور حقِ مہر ادا کرے۔ [۵] اُس مشکل زمانے کے دوران یُونتنؔ نے داؤدؔ کے لِئے مستقل دوستی کا اظہار کِیا اور آخر کار جب وہ پوری طرح قائل ہو گیا کہ اُس کے باپ کا پکا ارادہ ہے کہ داؤدؔ کو مار ڈالے تو اُس نے بڑی فیاضی سے اُس کے بھاگ جانے میں مدد کی۔ [۶]

۳- تیسرا دَور، وہ زمانہ جب داؤدؔ قانون کی حمایت سے محروم رہا

داؤدؔ، ساؤلؔ کا نشانہ بن کر قانون کی حمایت سے کئی سال تک محروم رہا اور اُن لوگوں کے پکڑوانے کی کوشش کی وجہ سے جن کی مدد اُس نے پہلے کی تھی وہ کہیں بھی محفوظ نہیں رہ سکا۔ یُوسفؔ، ایلفریڈؔ اعظم اور رابرٹؔ برُوس کی طرح اُس نے مصائب کے مکتب میں حکومت چلانے کی تربیت حاصل کی۔ ساؤلؔ کے دربار سے بھاگنے کے بعد

---

[۱] ۱-سموئیل ۱۷:۱۷-۵۸

[۲] ۱-سموئیل ۱:۱۸-۹

[۳] ۱-سموئیل ۱۸:۱۰-۱۶، ۱۹:۸-۱۰

[۴] ۱-سموئیل ۱:۱۹

[۵] ۱-سموئیل ۱۸:۱۷-۲۹، ۱۹:۱۱-۱۷

[۶] ۱-سموئیل ۲۰:۱-۴۲

داؤد نوب میں آیا جہاں معلوم ہوتا ہے کہ خیمۂ اجتماع واقع تھا[۱] اور کاہنوں نے اُسے کھانے کے لِئے نذر کی روٹیاں دیں اور اُسے جولیت کی تلوار سے مسلح کِیا۔ [۲] اُس کا فرار ایک فلِستی شہر جات تک رہا جہاں پہلے اُس کا پرانا دشمن جولیت رہتا تھا، مگر وہ وہاں بھی محفوظ نہ تھا کیونکہ فلِستیوں نے بہت جلد اُسے شناخت کر لِیا۔ [۳] داؤد مغربی یہُوداہ میں عدُلّام کے غار میں جا چھپا۔ [۴] جلد ہی اُس کے پاس بہادروں کی ایک جماعت جمع ہو گئی۔ چنانچہ وہ قانون کی حمایت سے محروم ایک گروہ کا سردار بن گیا۔ داؤد نے اپنے عُمر رسیدہ والدین کو یردن پار موآب کے مُلک میں چھوڑا تاکہ وہ وہاں محفوظ رہ سکیں۔ [۵] پھر وہ خود غیر آباد پہاڑی علاقے کی طرف لوٹا جو بحیرۂ مردار کے مغربی کنارے پر تھا۔ [۶] ساؤل ایک پناہ گاہ سے دُوسری پناہ گاہ تک اُس کا پیچھا کرتا رہا۔ ساؤل دو بار داؤد کی گرفت میں آیا مگر اُس نے فیاض دِلی سے اُس کی جان بخش دی کیونکہ اُس نے خُدا کے ممسوح پر ہاتھ اُٹھانا مناسب نہ سمجھا حالانکہ اِلٰہی چناؤ اور مسح ہونے کے باعث داؤد خود بادشاہ تھا۔ وہ پکے ارادے سے اِلٰہی مقرّر شدہ وقت کے انتظار میں رہا۔ [۷]

اِس عرصے کے دوران کِسی وقت داؤد اور یُونتن کی ایک آخری اور رِقت انگیز ملاقات ہُوئی۔ [۸] حالات کے اعتبار سے وہ ایک دُوسرے کے قدرتی رقیب بنتے مگر کِسی قِسم کی کوئی رقابت اِن دو بہادروں کی دوستی کے لِئے خطرہ نہ بن سکی۔ داؤد ایک بار پھر فلِستیوں کے پاس گیا۔ [۹] اُن کے بادشاہ اکیس نے شفیقانہ طور پر اُس کا استقبال کِیا۔ مگر فلِستی سرداروں نے اُس پر شک کِیا۔ اُن کے حسد نے جو ساؤل کے ساتھ اُس آخری جنگ میں پیدا ہُوا داؤد کو اِس الجھن سے بچا لِیا جب اکیس نے خواہش ظاہر کی کہ داؤد اُس لڑائی میں شریک ہو جو اُس کے ہموطنوں کے خلاف ہونے والی تھی۔ آخر کار جلبوعہ میں ساؤل کی شکست اور مَوت نے داؤد کے لِئے تخت نشینی کی راہ کھول دی۔

۴- چوتھا دَور، داؤد، یہُوداہ کا بادشاہ، خانہ جنگی

یہ قانون کی حمایت سے محرُوم جری آدمی کِس قِسم کا بادشاہ بنے گا؟ کیا وہ ایک معمولی قِسم کا ہو گا جو اپنے ذاتی دشمنوں سے بدلہ لے گا اور جو اپنے آپ کو دُوسروں کی

---

[۱] مرقس کی اِنجیل ۲:۲۳-۲۷ کی بنا پر معلوم ہوتا ہے کہ خیمۂ اجتماع نوب کے مقام پر تھا لیکن ۱-سموئیل ۱۹:۲۲ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نوب کاہنوں کا شہر تھا جو اُن کی عارضی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا جب وہ خیمۂ اجتماع میں باری باری خدمت انجام دیتے تھے جیسا کہ لُوقا ۱:۸ میں درج ہے کہ کاہن باری باری خدمت کرتے تھے۔ یُوں کہا جا سکتا ہے کہ نوب خیمۂ اجتماع کے عین قریب تھا جبکہ خیمۂ اجتماع اُس وقت سَیلا کے مقام پر تھا۔ دیکھئے ۱-سموئیل ۱۴:۳۔

[۲] ۱-سموئیل ۱:۲۱-۹

[۳] ۱-سموئیل ۱۰:۲۱-۱۵

[۴] ۱-سموئیل ۱:۲۲-۲

[۵] ۱-سموئیل ۳:۲۲-۴

[۶] ۱-سموئیل ۵:۲۲

[۷] ۱-سموئیل ۱:۲۴-۲۲، ۱:۲۶-۲۵

[۸] ۱-سموئیل ۱۵:۲۳-۱۸

[۹] ۱-سموئیل ۱:۲۷-۲:۲۸، ۱:۲۹-۱۱

جائیداد ضبط کر کے امیر بنائے گا؟ وہ جو خُدا کے دِل کے موافق ہے ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ فراخ دِلی اور ذاتی پرہیز گاری جو اُس نے اُس وقت ظاہر کی جب وہ جلا وطنی میں قانون کی حمایت سے محرُوم تھا اُس کی خصوصیت رہی جب وہ بادشاہ بنا۔ اُس نے اپنے مرحوم رقیب ساؤل کے ساتھ فیاضانہ سلوک کِیا۔ مثلاً اُس نے ایک جھوٹے عمالیقی کو مَوت کی سزا دی جس نے انعام کے لالچ کی وجہ سے یہ دعویٰ کِیا کہ اُس نے میدانِ جنگ میں ساؤل کو قتل کِیا۔ [۱] اِس کے علاوہ اُس نے ساؤل اور یُونتن کی مَوت پر ایک رقت انگیز مرثیہ لکھا۔ [۲] جب وہ قانون کی حمایت سے محرُوم زندگی بسر کر رہا تھا تو اُس نے اپنے طرزِ زندگی سے اپنے قبیلے یہُوداہ کے سرداروں کے دِلوں میں اعتماد اور بھروسہ پیدا کر لِیا تھا۔ اِس لِئے اُنہوں نے ایک دم اُسے اپنا بادشاہ مان لِیا۔ [۳] بزرگوں کے زمانے میں حبرون ایک آبائی شہر تھا۔ وہاں ابرہام بودوباش کرتا تھا، اِضحاق کی پیدائش ہُوئی اور مکفیلہ کے غار میں ابرہام اور سارہ، اِضحاق اور رِبقہ، یعقوب اور لیاہ دفن ہُوئے۔ فتوحات کے زمانہ میں یہ کنعانی لوگوں کا ایک شاہی شہر تھا۔ اِس جگہ پر داؤد نے اپنا دارالحکومت قائم کِیا۔ یہاں یہُوداہ کے سرداروں نے اُسے کھلم کھلا لوگوں کے سامنے مسح کِیا اور اُس نے اِسی جگہ سات سال سے زیادہ اِسی ایک قبیلہ پر حکومت کی۔ [۴] باقی قبیلے ساؤل کے بیٹے اِشبوست کے فرمانبردار رہے۔ وہ مریل آدمی صِرف ایک کٹھ پتلی تھا اور اُس کا فوجی سردار ابنیر اُس تحریک کا محرّک تھا۔ یردن کے مشرقی علاقے کا شہر محنایم اُن کا دارالحکومت مقرّر ہُوا۔ سات سال تک گیارہ قبیلوں کے سہارے اُنہوں نے ایک مخالف حکومت چلائی۔ [۵] سات سال خانہ جنگی کے بعد اِشبوست نے اپنے فوجی سردار ابنیر سے سخت جھگڑا کِیا۔ اِس لِئے ابنیر نے فوراً داؤد کو پیش کش کی کہ وہ سب قبائل اُس کے ماتحت لے آئے گا۔ لیکن اِس سے پہلے کہ تجویز کے مطابق وہ عمل کر سکے داؤد کے فوجی سردار یوآب نے جو شاید ابنیر سے حسد رکھتا تھا ابنیر کو بڑی مکاری کے ساتھ قتل کر دیا۔ ابنیر کی مَوت کے ساتھ مخالف حکومت شکست کھا گئی اور داؤد کی فتح مندانہ طور پر تاجپوشی ہُوئی اور وہ سارے اِسرائیل کا بادشاہ بنا۔ [۶]

۵-پانچواں دَور داؤد تمام اِسرائیل کا بادشاہ

داؤد دُوسری بار تمام قوم کے سامنے حبرون میں مسح کِیا گیا۔ تمام قبائل پر اُس کی تینتیس سالہ حکومت قدرتی طور پر دو زمانوں میں تقسیم ہوتی ہے۔

۱- بڑھتی ہُوئی خوشحالی اور طاقت کا زمانہ۔ اِس زمانہ کا ایک انوکھا نشان لوگوں کا خُدا کے ماتحت رہنا تھا۔ داؤد کا پہلا قدم یہ تھا کہ ایک مرکزی دارالحکومت قائم ہو۔ یبوس یعنی یروشلیم ایک قدیم کنعانی دارالحکومت تھا۔ فتوحات کے

---

۱ ۲-سموئیل ۱:۱-۱۶
۲ ۲-سموئیل ۱:۱۷-۲۷
۳ ۲-سموئیل ۲:۱-۴
۴ ۲-سموئیل ۵:۴-۵، ۱-سلاطین ۲:۱۱، ۱-تواریخ ۳:۴، ۲۹:۲۶-۳۰
۵ ۲-سموئیل ۲:۸-۱۱
۶ ۲-سموئیل ۳:۶-۵:۳، ۱-تواریخ ۱۱:۱-۳

زمانہ کے بعد ایک دفعہ یشُوعؔ کے ایام میں ۱؎ اور ایک دفعہ قُضاۃ کے زمانہ میں ۲؎ یہ شہر فتح ہُوا لیکن یبوسیؔ قلعہ پر قابض رہے اِس لِئے شہر بھی اُن کے تحت رہا۔ داؤدؔ نے فوراً ہی اُس کو مغلوب کِیا۔ ۳؎ وہاں عہد کا صندوق پہنچا کر اُس جگہ سیاسی دارُالحکومت کے علاوہ مذہبی دارُالحکومت بھی قائم کِیا۔ ۴؎ داؤدؔ کے ایام سے لے کر یہ سب شہروں میں عِبرانیؔ لوگوں کے خیال میں اعلیٰ ترین شہر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن داؤدؔ اُس باقیماندہ کنعانیؔ قبیلے کو مغلوب کر کے وہاں رُک نہیں گیا۔ جنگ کے اعتبار سے جتنا ساؤلؔ مشہور تھا داؤدؔ اُس سے بہت زیادہ مشہور ہُوا۔ اُس نے چاروں طرف فتوحات کیں اور فِلستیؔ، موآبیؔ، عمُّونیؔ اور ارامیؔ لوگوں کو مغلوب کِیا۔ جب تک ہر قوم نے مِصرؔ سے لے کر فراتؔ تک اُس کی حکومت نہ مانی اُس نے دم نہ لِیا۔ ۵؎ مُلکِ فینیکےؔ نے آزادی قائم رکھی اور اُن کے بادشاہ حیرامؔ نے داؤدؔ سے دوستانہ اتحاد کر لِیا۔ ۶؎ یُوں وہ جغرافیائی وعدہ جو خُدا نے ابرہامؔ سے کِیا تھا داؤدؔ کی مملکت کی وسعت سے کلیتًا پُورا ہو گیا۔ ۷؎

ب- زوال کا زمانہ۔ گو داؤدؔ ایک عظیم شخصیت تھا مگر وہ آزمائشوں سے بالا نہ تھا۔ اُس نے بت سبعؔ سے جو اُس کے ایک فوجی افسر اورِیّاہؔ کی بیوی تھی نامناسب تعلقات قائم کرنے کے بعد اورِیّاہؔ کو محاذِ جنگ پر قتل کروا دیا اور بت سبعؔ سے شادی رچا لی۔ ناتنؔ نبی نے بادشاہ پر اُس کا الزام عائد کِیا اور ایک بھیڑ کی پٹھیا کی تمثیل سنا کر داؤدؔ کو اُس کی حرکت کا احساس دلایا۔ ۸؎ اکاون زبُور داؤدؔ کی توبہ کا پکا اظہار ہے مگر کوئی توبہ اُس کے جرم کے نتائج کو مٹا نہیں سکتی۔ اُس دِن داؤدؔ کی زندگی کے آسمان پر گھریلو پریشانیوں کے گہرے بادل چھا گئے۔ ایک بیٹے نے دُوسرے کو جس نے بہن کی بے حرمتی کی قتل کر دیا۔ ۹؎ اُس کا چہیتا بیٹا ابیؔ سلوم ایک بغاوت میں ہلاک ہُوا جس سے داؤدؔ اپنی جان اور تخت دونوں ہی سے تقریباً محرُوم ہو گیا۔ ۱۰؎ اُس کا قابلِ اعتماد سپہ سالار یُوآبؔ، داؤدؔ کے سب سے بڑے بیٹے ادُونیاہؔ کے ساتھ بغاوت میں شریک ہو گیا۔ ۱۱؎ چنانچہ سُلیمانؔ کی جانشینی کے حق کے تحفّظ کی خاطر داؤدؔ نے سُلیمانؔ کی تاجپوشی کر دی۔ ۱۲؎ چالیس سال کے عہدِ حکومت

۱؎ یشُوع ۱۰:۱-۲۷
۲؎ قُضاۃ ۱:۸
۳؎ ۲-سموئیل ۵:۶-۱۰، ۱-تواریخ ۱۱:۴-۹
۴؎ ۲-سموئیل ۶:۱-۲۸، ۱-تواریخ ۱۳:۱-۱۴، ۱۶:۴-۴۳
۵؎ ۲-سموئیل ۸:۱-۱۴، ۱-تواریخ ۱۸:۱-۱۳، ۲۰:۱-۳
۶؎ ۲-سموئیل ۵:۱۱، ۱-تواریخ ۱۴:۱
۷؎ پیدائش ۱۵:۱۸
۸؎ ۲-سموئیل ۱۱:۲-۱۲:۲۳
۹؎ ۲-سموئیل ۱۳:۱-۳۳
۱۰؎ ۲-سموئیل ۱۵:۱-۱۸:۳۳
۱۱؎ ۱-سلاطین ۱:۵-۱۰
۱۲؎ ۱-سلاطین ۱:۱۱-۴۰

کے آخر میں اِس واقعہ کے جلد بعد داؤدؔ نے وفات پائی۔ [۱]

۶- داؤدؔ کی سلطنت کی خاصیتیں

داؤدؔ کا عہدِ حکومت عِبرانی تاریخ میں سب سے زیادہ شاندار تھا۔ گو سُلیمانؔ کی حکومت ظاہری شان و شوکت کے اعتبار سے سبقت لے گئی مگر قوت اور خوشحالی کے بہترین عناصر کے لحاظ سے داؤدؔ کا عہدِ حکومت نقطۂ عرُوج تھا۔

ا- فوجی عہدِ حکومت۔ مِصرؔ اور اسُورؔ اِس زمانہ میں زوال پذیر ہونے کی وجہ سے مغربی ایشیا کی چھوٹی اقوام کو اُن کے اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ [۲] تحفّظ کا واحد طریقہ برتری تھا۔ داؤدؔ کی فتح مندانہ مہموں نے ساؤلؔ کی ابتدائی نمایاں کامیابیوں پر سایہ ڈال دیا اور مِصرؔ سے فراتؔ تک داؤدؔ کی سلطنت کی عظمت نے سب پر سایہ ڈالا۔

ب- داخلی ترقی۔ داؤدؔ طبعی طور پر حکمران اور قدرتی منتظِم تھا۔ اُس نے اپنی سلطنت کے سیاسی نظم و نسق [۳] اَور صنعتی قوتوں کو منظّم کِیا، فائدہ مند اور زیبائشی فنون متعارف کروائے [۴] اور محلات اور گودام تعمیر کروائے۔ [۵] سب سے بڑھ کر اُس نے یرُوشلیمؔ کی توسیع اور اُس کی قلعہ بندی کروائی، [۶] وہاں شاہی محل بنوایا، [۷] اور ''داؤدؔ کا شہر'' قوم کے لِئے باعثِ فخر بنایا۔

ج- ادبی عہدِ حکومت۔ بائبل مُقدّس میں بہترین نظمیں زبُور ہیں اور سب سے اعلیٰ زبُور داؤدؔ کے ہیں۔ جیسا کہ ہم بعد میں دیکھیں گے اُس زمانہ میں داؤدؔ واحد مصنف نہ تھا اور نہ شاعری ادب کی واحد صنف تھی۔

د- مذہبی عہدِ حکومت۔ یہ عہدِ حکومت سب سے بڑھ کر مذہبی تھا۔ اپنے ایک سنگین جرم کے باوجود داؤدؔ دِل کی گہرائیوں سے مذہبی اِنسان تھا۔ [۸] اُس کی زندگی کا بہاؤ صحیح جانب تھا۔ خُدا پر اِیمان، خُدا سے وفاداری اور خُدا کا شکر گزار ہونا غرضیکہ یہ وہ خوبیاں ہیں جن کے باعث تمام بادشاہوں میں ممتاز تھا اور جن سے اُس نے اپنی پُوری قوم کو شدّت سے متاثر کِیا۔ اُس نے مُقدّس عہد کے صندوق کو قریتؔ یعریم سے [۹] جہاں وہ فلستیوںؔ کے اُس پر قبضہ کرنے اور واپس لانے کے بعد رکھ دیا تھا یرُوشلیمؔ میں لایا۔ اُس نے قوم کی مذہبی زندگی کو منظّم کر کے اور نئی زندگی دے کر اُسے عرُوج تک پہنچایا۔ اُس نے ہیکل بنانے کی تیاری کی جسے تعمیر کرنے سے وہ صِرف اِلٰہی حُکم سے باز

---

[۱] ا-سلاطین ۲:۱-۱۱

[۲] اسُورؔ کے بادشاہ تِگلتؔ پلاسر اوّل کے عہدِ حکومت کے بعد دو صدی تک اسُورؔ کی سلطنت کمزور رہی اور بیسویں شاہی سلسلہ کے عہدِ حکومت کے وسط سے دو سَو سال تک مُلکِ مِصرؔ کی حکومت بھی نہایت کمزور رہی۔ مزید معلومات کے لِئے دیکھئے فِلپؔ کے حتی، تاریخِ شام، (لاہور: شیخ غُلام علی اینڈ سنز، پبلشرز، ۱۹۷۸) صفحہ ۱۱۲ تا ۱۱۹۔

[۳] ۲-سموئیل ۸:۱۵-۱۸، ۱-تواریخ ۱۸:۱۴-۱۷، ۲۶:۲۹-۳۰

[۴] ۱-تواریخ ۲۲:۲-۵

[۵] ۱-تواریخ ۲۷:۲۵-۳۱

[۶] ۲-سموئیل ۵:۹

[۷] ۲-سموئیل ۵:۱۱

[۸] زبُور ۷۸:۷۰-۷۲

[۹] ۱-سموئیل ۷:۱-۲

نقشہ داؤد اور سُلیمان کی سلطنت

رہا۔[۱]

ر- داؔؤد کی زندگی دُوسرے بادشاہوں کے لِئے ایک نمونہ۔ سچے اور واحد خُدا کی عبادت کے لِئے اپنے آپ کو پُر جوش طور پر مخصوص کرنے سے داؔؤد نے بعد کے تمام بادشاہوں کے لِئے ایک نمونہ پیش کِیا۔ ''وہ داؔؤد کی راہوں پر چلا'' [۲] یا ''وہ داؔؤد کی راہوں پر نہ چلا'' یہ وہ الفاظ ہیں جن کو مُورّخ اِستعمال کر کے داؔؤد کے بعد آنے والے باشاہوں کی تعریف یا مذمت کِیا کرتے تھے۔ داؔؤد، مسِیح کے متعلق جو راست بازی سے ساری دُنیا پر حکومت کرنے والا تھا سب سے اعلیٰ مثال بنا۔

۴: سُلیماؔن کا عہدِ حکومت اور سیرت

(۱-سلاطین ابواب ۲-۱۱، ۲-تواریخ ابواب ۱-۹)

۱- تخت نشینی اور وسعتِ مملکت

سُلیماؔن پہلا عِبرؔانی بادشاہ تھا جس نے شاہی خاندان میں جنم لِیا۔ پُوری تاریخ میں جانشینی کا مسئلہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔ مختلف بیویوں سے داؔؤد کے بیس یا اِس سے بھی زیادہ بیٹے تھے۔ جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ اؔبی سلوم اور امنُوؔن تشدد کی مَوت مر چکے تھے باقی بڑے بیٹوں کو نظر انداز کرتے ہُوے داؔؤد نے سُلیماؔن کو اپنا جانشین چن لِیا۔ ممکن ہے کہ اُس کا یہ انتخاب بتؔسبع سے طرفداری کی وجہ سے تھا جو سُلیماؔن کی ماں تھی لیکن یہ زیادہ اغلب ہے کہ سُلیماؔن کا انتخاب اُس کی اعلیٰ قابلیّت کی وجہ سے ہُوا ہو۔ ادُونیاؔہ کی بغاوت کے موقع پر داؔؤد کے بروقت فیصلہ سے سُلیماؔن کی تاجپوشی ہُوئی [۳] اور وہ داؔؤد کی مَوت پر پُر امن حالات میں تخت نشین ہُوا۔ ادُونیاؔہ کو بادشاہ بنانے کی سازش کا سراغ پا کر سُلیماؔن نے یُوآؔب [۴] اور ادُونیاؔہ [۵] دونوں کے قتل کا حکم دے دیا۔ یُوں وہ اپنے باپ کی وسیع سلطنت کا بلامقابلہ واحد حکمران بن گیا۔ چالیس سالہ حکومت کے دوران نہ ہی مُلک میں کوئی خطرناک کھلبلی ہُوئی اور نہ ہی بیرونی جنگ ہُوئی جس سے اُس کے داخلی اصلاح کے منصوبوں میں کوئی رکاوٹ پیدا ہوتی۔

۲- دانشمندانہ فیصلہ [۶]

اپنی جانشینی کے جلد بعد سُلیماؔن نے جِبعُوؔن میں جو یرؔوشلیم سے سات میل شمال میں تھا ایک شاندار مذہبی عید منائی۔ وہاں پرانا خیمہَ اجتماع ابھی تک موجود تھا۔ [۷] ظاہر ہے کہ اُس کا جوان دِل سلطنت پر حکومت کرنے کی ذمہ داری محسوس کرتا تھا کیونکہ اُس رات خواب میں خُدا اُس پر ظاہر ہُوا اور اُس نے کہا کہ وہ جو چاہے مانگے۔

---

[۱] ۱-تواریخ ۲۲:۲-۵، ۲-سموئیل ۷:۱۲-۱۳

[۲] ۲-سلاطین ۲۲:۲، ۱۴:۳، ۲-تواریخ ۱۱:۱۷، ۳:۱۷ اور ۲:۳۴ وغیرہ

[۳] معلوم ہوتا ہے کہ سُلیماؔن بطور بادشاہ دو دفعہ منتخب ہُوا۔ دیکھئے ۱-تواریخ ۲۳:۱ اور ۲۲:۲۹

[۴] ۱-سلاطین ۲:۲۸-۳۴

[۵] ۱-سلاطین ۲:۱۳-۲۵

[۶] ۱-سلاطین ۳:۴-۱۵، ۲-تواریخ ۱:۲-۱۳

[۷] ۱-تواریخ ۱۶:۳۹

ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ ایک لامحدود پیش کش خطرناک ثابت ہو سکتی تھی لیکن معمولی باتوں کو رد کر کے جن پر عام دماغ توجّہ دیتے ہیں سُلیمانؔ نے اپنے لوگوں پر حکومت کرنے کے لِئے حکمت مانگی۔ ”حکمت مانگنے سے اُس نے اپنی حکمت ظاہر کی۔“ اُس کے سب ہم عصروں سے زیادہ اُسے حکمت دی گئی۔ اُس کی حکمت کی مثالیں اُس کے عملی انصاف سے (۱-سلاطِین ۳:۱۶-۲۸) اور سائنسی علم اور ادبی قابلیّت سے مِلتی ہیں (۱-سلاطِین ۴:۲۹-۳۴)۔ اُس کی تین ہزار امثال [1] میں سے ہم تک ایک ہزار سے کم پہنچی ہیں اور ایک ہزار پانچ گیتوں [1] میں سے صِرف ایک گیت ہم تک پہنچا۔ اگر ۷۲ واں اور ۱۲۸ واں زبُور بھی جو اُس سے منسُوب کِئے جاتے ہیں اِن میں شامل کر لِئے جائیں تو یہ تین ہو جاتے ہیں۔ اپنے بہت سے اِنتظامی فرائض اور عظیم تعمیراتی ذمہ داریوں کے دوران اِس قِسم کی ادبی کارکردگی اُس کی اعلیٰ قِسم کی ذہنی قابلیّت کو ظاہر کرتی ہے اور یہ بیان بڑی آسانی کے ساتھ سمجھ میں آ جاتا ہے کہ ”سب قوموں میں سے زمین کے سب بادشاہوں کی طرف سے... لوگ سُلیمانؔ کی حکمت کو سننے آتے تھے۔“ [2] اور یہ بیان بھی جو سباؔ کی ملکہ نے اُس کے حق میں دیا کہ ”مُجھے تو آدھا بھی نہیں بتایا گیا۔“ [3]

۳- سُلیمانؔ کی ہَیکل [4]

اُن اوّلین باتوں میں سے جو نوجوان بادشاہ سُلیمانؔ نے سنبھالیں ایک ہیکل کی تعمیر تھی جس کے لِئے داؤدؔ نے پہلے منصوبہ بنا کر وسیع تیاریاں کی تھیں۔ صُورؔ کے بادشاہ حیرامؔ سے اتحاد کرنے سے سُلیمانؔ کو ہنرمند کاریگر اور کوہِ لُبنانؔ سے دیودار کی لکڑی مِلی۔ ہیکل کی تعمیر میں سات سال [5] لگ گئے۔ مرکزی عمارت صِرف تیس فٹ چوڑی اور نوے فٹ لمبی تھی یعنی خیمۂ اجتماع سے دُگنی۔ بُت پرستوں کے عظیم معبدوں اور بعد کی مسیحی عالی شان عبادت گاہوں کے مقابلے میں یہ ایک چھوٹی سی عمارت تھی لیکن قیمتی زیبائش کے لحاظ سے اُس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ اندر سے اُس کو سونے سے مڑھا گیا تھا جس کی لاگت کا اندازہ ساٹھ کروڑ ڈالر کیا جاتا ہے۔ [6] اُس کی اعلیٰ ترین امتیازی خصوصیت یہ تھی کہ اُس میں اَن دیکھے خُدا کی کوئی شبیہ نہیں تھی۔ ایک ایسے دَور میں جب شہوت سے بھری ہُوئی بُت پرستی ہر جگہ عرُوج پر تھی یہ ہیکل عظیم رُوحانیت کی ایک مثال تھی۔ ”دیکھ آسمان بلکہ آسمانوں کے آسمان میں بھی تُو سما نہیں سکتا تو یہ گھر تو کچھ بھی نہیں جسے میں نے بنایا۔“ [7] ”تُو آسمان پر سے جو تیری سکونت گاہ ہے سُن۔“ [8] ایسے وہ اعلیٰ تصورات تھے جو سُلیمانؔ نے اپنی اُس ہیکل کو مخصوص

---

[1] ۱-سلاطِین ۴:۳۲

[2] ۱-سلاطِین ۴:۳۴

[3] ۱-سلاطِین ۱۰:۷

[4] ۱-سلاطِین ۵:۱-۷:۵۱، ۲-توارِیخ ۳:۱-۵:۱

[5] ۱-سلاطِین ۶:۳۷-۳۸

[6] پروفیسر ڈینؔ نے جب یہ کتاب لکھی اُس وقت سے آج تک سونے کا دام تقریباً ساڑھے سات گنا زیادہ ہو گیا ہے۔

[7] ۱-سلاطِین ۸:۲۷

[8] ۱-سلاطِین ۸:۳۹

کرنے کی دُعا میں ظاہر کِیے۔ اِس ہیکل کی تعمیر سے داؤد کے قومی دارُالحکومت کا تخیل وجود میں آیا۔ اُس قوم کا مقصدِ زندگی فوجی نہیں بلکہ رُوحانی حکومت کرنا تھا اور اُس کی شان مادی نہیں بلکہ اخلاقی تھی۔ مادی طاقت کی جائز حد وہ نقطہ تھا جہاں جائداد آگے کو رُوحانی مقصد اور قومی تخیل وجود میں لانے کی مدد نہیں کر سکتی۔ یہ پہلی ہیکل چار سَو سال سے زیادہ عرصہ تک قائم رہی جب تک نبوکدنضر نے اُسے برباد نہ کر دیا۔ [۱]

۴- سُلیمان کی دُوسری عمارتیں [۲]

سُلیمان کا عہدِ حکومت عبرانی فنِ تعمیر کے اعتبار سے اگستس کا دَور تھا۔ ''بادشاہ نے یروشلیم میں افراط کی وجہ سے چاندی کو تو ایسا کر دیا جیسے پتھر اور دیوداروں کو ایسا جیسے نشیب کے مُلک کے گولر کے درخت ہوتے ہیں۔'' [۳] اُس نے اپنے لِئے ایک عالی شان محل تعمیر کروایا اور ایک محل فرعون کی بیٹی کے لِئے بنوایا جو اُس کی صحیح ملکہ مانی جاتی تھی۔ اُس نے اپنی سلطنت کے مختلف علاقوں میں قلعے اور شہر تعمیر کروائے جن میں سے سب سے مشہور تدمُور [۴] تھا جو رومی عہدِ حکومت میں پلمیرہ پکارا گیا۔

۵- سُلیمان کی تجارت

عبرانی شروع میں چرواہے تھے جو ریوڑوں اور گلوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ مِصر میں رہائش کے دوران اور فتوحات کے بعد وہ زراعت پیشہ بن گئے اور مویشی پالنے کے علاوہ پھل اور اناج بھی اُگانے لگے۔ اب اِس منزل پر پہلی مرتبہ وہ تاجر بنے۔ صُور سے اتحاد کی وساطت سے وہ بحیرۂ رُوم پر سپین کے ترسیس [۵] تک تجارت کرتے رہے جبکہ بحیرۂ قُلزم کی بندرگاہ سے وہ ہندوستان [۶] کے ساتھ تجارت بھی کِیا کرتے تھے۔ وہ اپنے قریبی پڑوسیوں یعنی فنیکیوں، مِصریوں اور عربوں کے ساتھ بھی مال کا تبادلہ کِیا کرتے تھے۔

۶- سُلیمان کی برگشتگی

بہت کم سوانح عمریاں سُلیمان کی طرح اتنی مایوس کن ہیں۔ وہ عام بادشاہوں کے گروہ کی طرح اتنی پستیوں میں

---

۱ ۲-سلاطِین ۲۵:۱-۱۲، ۲-تواریخ ۳۶:۱۷-۱۹

۲ ۱-سلاطِین ۷:۱-۱۲، ۹:۱۵-۲۴، ۱۱:۲۷، ۱-تواریخ ۸:۴-۱۱

۳ ۱-سلاطِین ۱۰:۲۷

۴ جدید زمانہ کے علماء اُس کی شناخت سے منکر ہیں کہ یہ تدمُور، سُلیمان نے تعمیر کِیا تھا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ۲-تواریخ ۸:۴ میں سُلیمان کو بڑھا چڑھا کر پیش کِیا گیا ہے۔ ایسا شک کرنے والے پہلے بھی کئی دفعہ شرمندہ ہو چکے ہیں۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ سُلیمان کی سلطنت کے عرُوج کے دوران تدمُور یعنی پلمیرہ اُس کی حدود میں واقع تھا۔ علاوہ ازیں آثارِ قدیمہ کے علماء آج تک اُس مقام کے کھنڈرات مکمل طور پر نہیں نکال سکے۔ آخر کار یہ بھی مدِ نظر رکھنا چاہیئے کہ بائبل مُقدّس اِس بات کا دعویٰ نہیں کرتی کہ سُلیمان نے اُس شہر کی بُنیاد رکھی بلکہ اُس میں تو صِرف یہ لکھا ہے کہ سُلیمان نے تدمُور کو بنایا۔

۵ جدید تحقیقات کے مطابق لفظ ''ترسیس'' شروع میں بابلی لفظ تھا جس کا مطلب دھات پگھلانے کا کارخانہ یا ''کان'' تھا۔ اِس کے بعد یہ لفظ اُن سمندری جہازوں کے لِئے بھی اِستعمال ہوتا رہا جو دُور دُور سے دھات لاتے تھے۔ اِس کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام ایک شہر کے واسطے بھی استعمال ہوتا تھا جو سپین میں جبرالٹر کے قریب تھا۔

۶ مُصنّف جب ہندوستان کا ذکر کرتا ہے تو ۱-سلاطِین ۹:۲۸ کے لفظ ''اُوفیر'' کی تفسیر کرتا ہے۔ ہندوستان کے علاوہ دو اَور تصور بھی ممکن ہو سکتے ہیں۔ مشہور اطالوی عالم موسکاتی سمجھتا ہے کہ ''اُوفیر'' ملکِ سومالی کے ساحل پر واقع تھا۔ دیگر علماء کے مطابق ''اُوفیر'' جنوبی عربستان (یمن) کی بندرگاہ تھا۔ لیکن اِن کے علاوہ اِن تین حقائق کو مدِ نظر رکھتے ہُوئے ''اُوفیر'' کو ہندوستان سمجھنا بالکل مناسب ہے۔ یہ حقائق یُوں ہیں: (۱) سمندری جہاز کا سفر تین سال کا ہوتا تھا۔ (۲) اُن کا مال وہ تھا جو آج تک ہندوستان سے مِلتا ہے (۱-سلاطِین ۱۰:۲۲)۔ (۳) اُس زمانہ کے سمندری جہاز اتنا طویل سمندری سفر بخوبی طے کرنے کے قابل تھے۔

نہ ڈوبا لیکن اُس کے آخری ایام کا نتیجہ اُس کی جوانی کے پُر اُمید دِنوں کے مقابلہ میں اتنا کم ثابت ہُوا کہ دیکھ کر دِل کو رنج پہنچتا ہے۔

ا- بادشاہوں کی شرِیعت کی خلاف ورزی۔ مُوسیٰ نے (اِستِثنا ۱۷:۱۴-۱۰) بادشاہوں کے لِئے شرِیعت جاری کی۔ سُلیمان نے بادشاہوں کی شرِیعت کی اِن تین طریقوں سے خلاف ورزی کی: (۱)گھوڑوں کی تعداد میں اضافہ کرنا (۱-سلاطِین ۱۰:۲۶) [۱] جو جنگ جُو خصلت کا نشان اور علامت تھا۔ (۲) اپنی بیویوں کی تعداد بڑھانا یہاں تک کہ اُس کے حرم میں ایک ہزار [۲] بیویاں ہو گئیں۔ (۳) سونا چاندی کا نہایت افراط سے جمع کرنا۔ یہ صِرف رعایا کو غریبی میں پھنسا کر ہی جمع کِیا جا سکتا تھا۔ اِن کے علاوہ مندرجہ ذیل خلاف ورزیاں بھی ہُوئیں:

ب- اِلٰہی حکومت کی شرِیعت کی شدید خلاف ورزی۔ [۳] ”میرے حضور تُو غیر معبودوں کو نہ ماننا۔“ [۴] یہ سب سے پہلا حکم تھا۔ بنی اِسرائیل عہد کے پابند تھے کہ اُس کو نہایت پاکیزگی سے مانیں۔ عالمگیر ارباب پرستی کو مٹانا اور اُس کی جگہ رُوحانی پرستش قائم کرنا یہی بنی اِسرائیل کا مقصدِ زندگی تھا۔ اِس کے علاوہ اُن کے قومی وجود کی کوئی اَور معقول وجہ نہ تھی۔ ”جب سُلیمان بڑھا ہو گیا تو اُس کی بیویوں نے اُس کے دِل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کر لِیا۔“ [۵]

ج- قومی کمزوری اور زوال کے اسباب۔ بادشاہوں کی شرِیعت اور اپنی حکومت کی یہ خلاف ورزیاں اُس کے گھرانے پر اِلٰہی سزا بن کر نازل ہُوئیں۔ اِلٰہی بادشاہت میں پھوٹ پڑنے کی آفت اُس پر آئی۔ [۶] اُس کے آخری ایّام میں دارالُحکومت کے آس پاس شہری بدنظمی اور باجگذار اقوام [۷] میں بے چینی پیدا ہُوئی لیکن کوئی خطرناک شورش نہ ہُوئی۔ سُلیمان نے اپنا طویل عہدِ حکومت نسبتاً امن سے گزارا۔

۵: نبیوں کے زمانے کا آغاز

اپنے دَور میں اور کئی صدی بعد مُوسیٰ کی عظمت یکتا رہی۔ یشُوع اور سموئیل کے درمیانی وقفہ کے دوران ایک بھی نبی کا تذکرہ نہیں آیا لیکن سموئیل اور متحدہ سلطنت کے ساتھ ساتھ عظیم انبیا کے دَور کا آغاز ہُوا۔ انبیا بادشاہوں کی طاقت کا توازن رکھنے والے تھے۔ سموئیل اور ساؤل کے ایّام سے لے کر نبی کی نمایاں شخصیت اور موثر پیغام قریباً کبھی غائب نہیں ہُوئے جب تک عہدِ عتیق کی تاریخی روداد مکمل نہیں ہُوئی۔ ساؤل کے مقابلے میں سموئیل کی شخصیت انتہائی اہم تھی۔ داؤد کو بھی جو خود عظیم ترین انبیا میں سے ایک تھا مسلسل نبیوں کے ذریعے نصیحت، آگاہی اور ملامت ہوتی رہی۔ سُلیمان کے عہدِ حکومت میں نبیوں نے کوئی

---

[۱] ۱-سلاطِین ۴:۲۶، ۲-تواریخ ۱:۱۴-۱۷، ۹:۲۵-۲۸
[۲] ۱-سلاطِین ۱۱:۳
[۳] ۱-سلاطِین ۱۱:۱-۸
[۴] خرُوج ۲۰:۳
[۵] ۱-سلاطِین ۱۱:۴
[۶] ۱-سلاطِین ۱۱:۹-۱۳
[۷] ۱-سلاطِین ۱۱:۱۴-۲۶

خاص حِصّہ نہیں لِیا لیکن اُس کے اختتام کے قریب ایک نبی ظاہر ہُوا۔ متحدہ بادشاہت کے زمانے کے انبیا سؔموئیل، جؔاد (۱-سموئیل ۲۲:۵، ۲-سموئیل ۲۴:۱۱)، ناتؔن (۲-سموئیل ۷:۲-۱۷، ۱۲:۱-۱۲، ۱-سلاطین ۱:۸-۲۴)، عِیدُؔو (۲-تواریخ ۹:۲۹، ۱۲:۱۵، ۱۳:۲۲) اور اخیؔاہ (۱-سلاطین ۱۱:۲۹-۳۹، ۲-تواریخ ۹:۲۹) تھے۔ اُن کی تعلیمات ہم تک نہیں پہنچیں سوائے ایک دو واقعات کے جیسا کہ ناتؔن نبی کی تمثیل جو تاریخی بیان میں شامل ہُوئی۔

۶: اُس زمانہ کا ادب

سب سے قدیم عِبؔرانی ادب کے تحریر ہونے کی تاریخ بتانا ناممکن ہے۔ اِمکان ہے کہ عہدِ عتیق کی ابتدائی پانچ کتابیں کِسی حد تک اُن کئی دستاویزات پر مبنی ہیں جو مُوسؔیٰ سے پہلے تحریر کی گئیں۔ لمکؔ کی تلوار کا گیت (پیدائش ۴:۲۳-۲۴) اور نظم کے چند اقتباسات، جو گِنتی اکیسواں باب آیات ۱۲-۱۷ اور ۲۷-۳۰ تک میں پائے جاتے ہیں، نہایت قدیم شاعری کے مجموعہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یشُوؔع کی کتاب شاید سؔموئیل کے دِنوں میں تصنیف کی گئی اور اُس میں ''آشر کی کتاب'' کے جو اب نایاب ہے اقتباسات درج ہیں۔ داؤؔد کے ایّام سے ایک بیش قیمت تاریخی ادب وجود میں آیا جو اُن قدیم تر مِصرؔی، کسدؔی اور اسُورؔی سلطنتوں کے ادب سے جو ہمارے سپرد ہُوا کہیں اعلیٰ ہے۔ ممکن ہے کہ قُضاۃ اور رُوت کی کتابیں داؤؔد کے عہدِ حکومت کے دوران تصنیف ہُوئی ہوں۔ اُس زمانہ کی دُوسری تواریخی تصنیفات ''سؔموئیل غیب بین کی تواریخ''، ''ناتؔن نبی کی تواریخ''، ''جؔاد غیب بین کی تواریخ'' (۱-تواریخ ۲۹:۲۹) اور ''سُلیماؔن کے احوال کی کتاب'' (۱-سلاطین ۱۱:۴۱) ہیں۔ یہ کتابیں اب دستیاب نہیں لیکن بِلا شبہ سموئیؔل اور سلاطین کی موجودہ کتابیں اِن پر مبنی ہیں۔ داؤؔد اور سُلیماؔن کا زمانہ اُس شاندار ادبی تصنیفات یعنی نظم کی کتابوں اور ''حکمت اور دانشمندی کی کتابوں'' کے سبب سے خاص طور پر امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ ۷۲ زبُور داؤؔد سے منسوب ہیں اور دو یعنی ۷۲ واں اور ۱۲۸ واں سُلیماؔن سے۔ سُلیماؔن کے ادب میں داؤؔد کی تصنیفات کے مقابلہ میں رُوحانی جوش کم ہے لیکن اُس میں نظریاتی قوّت اور فنّی کاملیّت زیادہ ہے۔ سُلیمان کی خاص تصنیفات امثال، واعِظ اور غزلُ الغزلات ہیں۔

نواں باب

شمالی سلطنت

۹۷۵ ق م - ۷۲۲ ق م، یعنی رحُبعاؔم کے بادشاہ بننے سے لے کر سقوطِ ساؔمریہ تک

۱-سلاطین ابواب ۱۲-۲۲، ۲-سلاطین ابواب ۱-۱۷

۱: تمہید

اِس منزل سے عِبؔرانی تاریخ کا وسیع ہوتا ہُوا دھارا دو ندیوں میں تقسیم ہوتا ہے اور اُس کا تواریخی بیان تفصیلات کے سبب سے زیادہ پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ یہاں تک اِس کتاب کے ابواب سن وار زمانوں کے مطابق ترتیب دیئے گئے ہیں۔ اِسی منصوبے کے مطابق اِس باب اور اگلے باب کے عنوانات با ترتیب ''تقسیم شدہ سلطنت'' اور ''اکیلی یہُوؔداہ کی سلطنت'' ہوتے لیکن بہتر ہے کہ تاریخی اور سادگی کی خاطر ہر ایک سلطنت کا جس میں قوم تقسیم ہُوئی علٰیحدہ علٰیحدہ بیان کِیا جائے۔

۱- پھُوٹ کا آغاز

ا- اُس کی جڑیں۔ ''سلطنت کا انتشار ایک دِن کا کام نہیں بلکہ صدیوں کی فصل تھی جو کاٹی گئی۔'' یشُوؔع سے لے کر داؤؔد تک اُس لمبے زمانے کے دوران یہُوؔداہ کے قبیلے کی بجائے یُوسُفؔ کے دو قبیلے یعنی اؔفرائیم اور منسّؔی، بنیمیؔن کے قبیلے کے ساتھ اعلٰی مرتبہ پر رہے۔ مثلاً یشُوؔع، دبوؔرہ اور سموؔئیل، اؔفرائیم کے قبیلے سے، جدؔعون اور اؔبی ملک، منسّؔی کے قبیلے سے اور ساؔؤل اور یُونتؔن، بنیمیؔن کے قبیلے سے تھے۔ خاص کر اؔفرائیم کے قبیلے نے بار بار بہت مغرور رویہ اور خود رائی کا مظاہرہ کِیا (یشُوع ۱۷:۱۴-۱۸، قُضاۃ ۸:۱-۳ اور ۱۲:۶) اور واقعات شاہد ہیں کہ اؔفرائیم کے راہنما یہُوؔداہ کی حکومت سے علٰیحدگی کے لِئے صِرف موقع کی تلاش میں تھے۔

ب- رحُبعاؔم کا بادشاہ بننا اور اُس کی حکمتِ عملی۔[۱] ''سُلیماؔن کی ایک ہزار بیویاں تھیں لیکن صِرف ایک ہی بیٹا تھا اور وہ بھی احمق۔'' جب سُلیماؔن کا بیٹا رحُبعاؔم تخت نشین ہُوا تو رعایا نے اُس سے درخواست کی کہ وہ محصُول جن کے تحت وہ سُلیماؔن کے عہدِ حکومت کے دوران دَبے رہے کچھ ہلکے کِئے جائیں۔ مگر رحُبعاؔم نے اپنے بزرگ مشیروں کے مشورے کو رد کر کے نوجوانوں کے مشورے کو قبول کِیا اور اُنہیں جواب دیا کہ میری چھوٹی اُنگلی میرے باپ کی ران سے بھی موٹی ہے۔

ج- یُربعاؔم اور بغاوت۔[۲] یُربعاؔم، سُلیماؔن کا ایک قابل حاکم تھا۔ معنی خیز بات یہ ہے کہ وہ اؔفرائیمی تھا۔ سُلیماؔن کی بُت پرستی کی وجہ سے جس نے اِلٰہی حکومت کی

---

[۱] ۱-سلاطین ۱۲:۱-۱۵، ۲- تواریخ ۱۰:۱-۱۵

[۲] ۱-سلاطین ۱۱:۲۶-۴۰

نقشہ تقسِیم شدہ بادشاہت

سب سے بنیادی شرِیعت توڑی اخیاؔہ نبی نے بادشاہت میں پھوٹ پڑنے اور یُربعاؔم کے دس قبائل میں سر بلند ہونے کے متعلق پیشین گوئی کی۔ یُوں یُربعاؔم، سُلیماؔن کے شک کا نشانہ بن کر مِصرؔ بھاگ گیا۔ ۱؎ لیکن سُلیماؔن کی وفات پر وہ واپس آ گیا۔ جب رحُبعاؔم نے محصول کے بھاری بوجھ کو ہلکا کرنے کی درخواست کو تلخی سے رد کر دیا تو یُربعاؔم نے دس قبیلوں کی بغاوت کی راہنمائی کی۔ ۲؎ اِس کا یہ نتیجہ نکلا کہ دو حریف بادشاہتیں قائم ہو گئیں۔

(۱) جنوبی بادشاہت جس میں دو قبیلے، یہُوداؔہ اور بنیمیِنؔ شامل تھے یہُوداؔہ کہلاتی تھی۔

(۲) شمالی بادشاہت جس میں دس قبیلے تھے، اِسرؔائیل کہلاتی تھی۔

۲- دونوں بادشاہتوں کا موازنہ

۱- علاقہ اور آبادی۔ ایک اہم حقیقت کے اعتبار سے شمالی بادشاہت جنوبی بادشاہت کے مقابلہ میں زیادہ قوی تھی کیونکہ اُس میں بارہ میں سے دس قبائل شامل تھے۔ اِس لِئے وہ اصلی قومی نام یعنی اِسرؔائیل کے نام سے پہچانی جاتی رہی۔ اُس کا علاقہ نہ صِرف نسبتاً بہت ہی زیادہ وسیع تھا بلکہ قدرتی ذرائع اور تارِیخی تعلقات کے اعتبار سے کہیں زیادہ زرخیز اور مال و دولت والا تھا۔ جب کہ یہُوداؔہ کی حکومت یرؔوشلیم اور حبرونؔ پر قابض رہی، اِسرؔائیل کے پاس سِکمؔ اپنی یادوں کی دولت سمیت، سَیلاؔ جو خیمۂ اجتماع کا پہلا مقام تھا، بیتؔ ایل، رامہؔ اور جلجاؔل، جہاں سموؔئیل نے نبیوں کے سکول قائم کِئے اور داؔن تھے جو طویل عرصہ سے عبادت کا خاص مقام تھا (قُضاۃ ۱۸: ۱۴-۳۱)۔ علاوہ ازیں داؤؔد کی مملکت کے ماتحت ممالک اور اتحادی جہاں تک وہ قابض رہے اُن کی اکثریت اِسرؔائیل کے تابع رہی۔ لیکن رفتہ رفتہ بنی لاوؔی اور دیگر رُوحانی لوگوں کے یہُوداؔہ جانے کے سبب سے اِسرؔائیل کی برتری میں بہت کمی واقع ہو گئی (۲- تواریخ ۱۵:۹-۱۰)۔ ۳؎

ب- اُن کا مذہب۔ اِسرؔائیل کے بادشاہ اوّل سے لے کر آخر تک بُت پرست تھے اور اُن کی رعایا رفتہ رفتہ زیادہ بُت پرست بنتی گئی۔ تاہم یہ بات دِلچسپی کا باعث ہے کہ شروع کے تقریباً تمام نبی یا تو اِسرؔائیل کے تھے یا اُنہیں اِسرؔائیل میں تبلیغی کام کے لِئے بھیجا گیا تھا۔ اخیاؔہ، سمعیاؔہ، ایلیاؔہ، الیشعؔ، میکایاؔہ، یُوناؔہ، ہوسیعؔ، عامُوسؔ، زکریاؔہ، یاہُوؔ، یہ تمام یا تو پیدائشی طور پر یا تبلیغی کام کے اعتبار سے شمالی نبی تھے۔ اِس کے برعکس یہُوداؔہ کی بادشاہت کئی بار بُت پرست رہنے کے باوجود مقابلتاً خُدا کی کہیں زیادہ وفادار تھی۔

ج- استحکام کی وجوہات۔ یہُوداؔہ کا زیادہ مستحکم ہونا مندرجہ ذیل حقائق سے واضح ہوتا ہے: (۱) یہُوداؔہ نے شروع سے آخر تک ایک ہی دارالُحکومت یعنی داؤؔد اور سُلیماؔن کا شہر یرؔوشلیم رکھا لیکن اِسرؔائیل نے یکے بعد دیگرے کئی دارالُحکومت تبدیل کِئے یعنی سِکمؔ، ترضہؔ اور سامریہؔ۔ (۲) اِسرؔائیل کی حکومت صِرف دو سَو پچاس سال تک جاری رہی لیکن اِس عرصہ کے دوران اُنیس بادشاہ جو نَو شاہی سلسلوں کے تھے تخت نشین ہُوئے۔ ہر نیا شاہی سلسلہ

۱؎ ۱-سلاطِین ۲۶:۱۱-۴۰

۲؎ ۱-سلاطِین ۱۲:۱۶-۲۰، ۱-تواریخ ۱۰:۱۶-۱۹

۳؎ ۲-تواریخ ۱۱:۱۳-۱۴، ۹:۱۳

خون ریز انقلاب سے شروع ہُوا اور پھر خود ہی خون ریزی میں دم توڑ گیا۔ یہُوداؔہ کی حکومت تقریباً چار سَو سال تک قائم رہی اور اُن کے بیس فرمانروا ہُوئے۔ غاصب ملکہ عتلیاؔہ[۱] کے سوا باقی سب کے سب داؤؔد کی نسل میں سے تھے۔

۲: چار زمانے

شمالی بادشاہت کی تاریخ مذہبی اعتبار سے چار غیر مساوی زمانوں میں تقسیم ہوسکتی ہے۔

۱- بُت پرستی کا جڑ پکڑنا، پچاس سال، تین شاہی سلسلے، پانچ عہدِ حکومت

اِس بادشاہت کا بانی اور سب سے نمایاں شخصیّت یُربعاؔم تھا۔ اُس نے اپنی رعایا پر سیاسی اثر کے ڈر سے جو اُس کے حریف دارالحکومت کے مذہبی مرکز سے پیدا ہُوا اپنی سلطنت کے اندر دو مذہبی مراکز چنے یعنی داؔن جو دُور شمال میں تھا اور بیتؔ ایل جو دُور جنوب میں تھا۔ یہ دونوں پہلے ہی عوام کی نظر میں مُقدّس مقامات مانے جاتے تھے۔ اِن دو مقامات پر اُس نے بُت پرستی کا وہ طریقہ قائم کِیا جسے بچھڑے کی پرستش کہتے ہیں۔[۲] یاد رہے کہ یہ مِصریؔوں کی بُت پرستی کا ایک طریقہ تھا جس میں بنی اِسرؔائیل کوہِ سِیناؔ کے مقام پر پھنس گئے اور یہ کہ یُربعاؔم خود حال ہی میں مِصرؔ میں ایک جلا وطن تھا۔ شاید اُس کا مقصد یہوؔواہ کو ترک کرنا نہ تھا بلکہ نادیدہ خُدا کی دیدنی صورت کو ظاہر کرنا تھا۔ اگر ایسا ہُوا تو یہ دس احکام میں سے پہلے حُکم کی بجائے دُوسرے حُکم کی نافرمانی تھی۔ ہمیں سُلیماؔن کی بُت پرستی بدتر معلوم ہوتی ہے لیکن مُقدّس مُورخ یُربعاؔم کی بُت پرستی کا ذکر کرتے ہُوئے کانپ اُٹھتے ہیں۔ مثلاً ''یُربعاؔم کے گُناہ جن سے اُس نے بنی اِسرؔائیل سے گُناہ کروایا۔''[۳] ایسے الفاظ سے وہ ہمیشہ رسوا ہوتا رہے گا۔ یُربعاؔم وہ سنگ میل تھا جہاں سے بنی اِسرؔائیل کی تاریخ دو علیٰحدہ راستوں سے آگے بڑھنے لگی۔ خُدا کے تقرّر کے باعث اُسے ایک شاہی سلسلہ اور بادشاہت قائم کرنا تھی۔[۴] یہ سلسلہ اور سلطنت شاید نہایت عالی شان ثابت ہوتا لیکن اُس کا انحصار بہت حد تک اُس کے بانی پر تھا خواہ وہ ابرہاؔم جیسا ثابت ہو یا یُربعاؔم جیسا۔ یُربعاؔم نے اپنی حکمتِ عملی کے باعث جو نیم دُنیاوی اور نیم مذہبی تھی اِسرؔائیل کی ترقی و خوشحالی کی اُمیدیں ہمیشہ کے لِئے نیست و نابود کر دیں۔ اُس نے ایک نئی کہانت اور مذہبی عیدوں کی ایک نئی تنظیم بھی قائم کی۔ اُس وقت اُس کی یہ حکمتِ عملی سیاسی طور پر دانش مند معلوم ہوتی تھی لیکن انجام کار بربادی کا باعث بنی۔ مذہبی پاکیزگی ہی سے اِسرؔائیل کی سیاسی حفاظت ہوسکتی تھی۔ اِس زمانہ کے باقی بادشاہ ندبؔ،[۵]

---

[۱] ۲-سلاطین ۸:۲۵-۲۶، ۱۱:۱-۳، ۲-تواریخ ۲۲:۲، ۱۰-۱۲

[۲] ۱-سلاطین ۱۲:۲۶-۳۳، ۲-تواریخ ۱۱:۱۵

[۳] ۲-سلاطین ۱۳:۲ وغیرہ

[۴] ۱-سلاطین ۱۱:۲۹-۳۹

[۵] ۲-سلاطین ۱۴:۲۰، ۱۵:۲۵-۳۱

بعشا، ایلہ [۱] ایلہ [۲] اور زمری [۳] تھے۔ آخری بادشاہ زمری، بعشا کی طرح غاصب تھا اور سات دِن کی چھوٹی سی بادشاہی کر کے ہلاک ہُوا۔ اِس پورے زمانے میں اِسرائیل اور یہوداہ دونوں دائمی دشمنی کی حالت میں رہے جو بعض اوقات کھلی جنگ کی شکل بھی اختیار کر جاتی تھی۔ [۴]

۲- بُت پرستی کی فتح، پچاس سال، ایک شاہی سلسلہ، چار عہدِ حکومت

ا- عُمری اور نیا دارالحکومت۔ [۵] اِس شاہی سلسلہ کا بانی عُمری نامی [۶] ایک فوجی افسر تھا۔ وہ غاصب زمری کو فوراً شکست دے کر ایک اَور مہم کار تبنی نامی کے خلاف خانہ جنگی میں کامیاب ہو کر مستحکم طور پر تخت نشین ہو گیا۔ ترضہ کے مقام پر خودکشی کے دوران زمری نے محل کو جلا دیا چنانچہ عُمری نے ترضہ کو ترک کر دیا اور سامریہ کو خریدا اور تعمیر کِیا جو سقوطِ بادشاہت تک دارالحکومت رہا۔ یہ ضلع اور یہاں کے لوگ اِسی لِئے سے سامری کہلائے۔

ب- اخی اب، اِیزبل اور بعل کی پرستش۔ [۷] عُمری کے بیٹے اخی اب نے صیدانیوں کے بُت پرست کاہن اور بادشاہ اِتبعل کی بیٹی اِیزبل سے شادی کی۔ اِس بُت پرست خون اور مذہب کا اثر دونوں بادشاہتوں کے فرمانرواؤں میں کئی پشتوں تک زہر کی مانند پھیلتا رہا۔ اِیزبل تحکّم پسند اور سرگرم متعصّبانہ ذہنیت کی عورت تھی جس کا نام تقریباً تین ہزار سال سے صنفِ نازک میں جو سب سے ناپسندیدہ ہو اُس کے لِئے ایک ہم معنی لفظ ثابت ہُوا۔ اُس نے شہوت پرست بعل کی پرستش کو متعارف کروایا۔ اتنی شدت سے ایذا دہی شروع کر دی کہ یہوواہ کی وہ عبادت جو بعض لوگوں میں دم توڑ رہی تھی تقریباً جڑ سے ختم ہو گئی۔

ج- ایلیاہ کا زمانہ۔ [۸] اِس زمانہ کی اکیلی اعلیٰ شخصیت ایلیاہ نبی تھا۔ اُس نے اخی اب پر بڑی دلیری سے اُس کے گُناہوں کا الزام عائد کِیا اور قومی برگشتگی کی سزا کے طور پر تین سالہ قحط کی پیشین گوئی کی۔ کریت کے نالہ پر کوّے اُسے کھانا کھلاتے اور بعد ازاں اِیزبل کے اپنے آبائی ملک میں صارپت کی بیوہ کے ہاں پرورش پاتا رہا۔ آخر کار ایک مرتبہ پھر اخی اب کے رُو برُو جا کر کوہِ کرمل پر اُس نے ایک قومی اجتماع بُلایا۔ وہاں اُس نے بعل اور یسیرت کے سینکڑوں بُت پرست غیب گوئی کرنے والوں کے سامنے ایک مقابلہ پیش کِیا کہ جو خُدا آگ نازل کرنے

---

۱ ا-سلاطین ۱۶:۱۵-۱۳:۱۶، ۲۲:۲۱، یرمیاہ ۱۹:۴۱

۲ ا-سلاطین ۶:۱۶-۱۴

۳ ا-سلاطین ۹:۱۶-۲۰

۴ ا-سلاطین ۳۰:۱۴

۵ ا-سلاطین ۱۶:۱۶-۲۸، ۲-سلاطین ۲۶:۸، ۲-تواریخ ۲:۲۲ اور مِیکاہ ۱۶:۶

۶ مذہبی نقطۂ نظر سے ”عُمری نے خُداوند کی نظر میں بدی کی۔“ (ا- سلاطین ۲۵:۱۶) لیکن سیاسی طور پر وہ کافی حد تک کامیاب ثابت ہُوا۔ سنگِ موآب اور اسُوری تصنیفات اِس کی گواہ ہیں۔ موآب کے بادشاہ میسا نے تسلیم کِیا کہ عُمری نے بہت مدت تک ملکِ موآب کو جبراً زیر رکھا اور اسُوری تصنیفات کے مطابق عُمری کے عہدِ حکومت سے آگے کو جو بادشاہ بھی تخت نشین ہُوا وہ عُمری کی نسل کہلایا۔

۷ ا-سلاطین ۲۸:۱۶-۱:۱۷، ۱:۱۸-۴:۱۹، ۱:۲۰-۴۰:۲۲، ۲-تواریخ ۲:۱۸-۳۴

۸ ا-سلاطین ۱:۱۷-۲۱:۱۹، ۱۷:۲۱-۲۶، ۲-سلاطین ۱:۱-۱۶، ۱:۲-۱۲

سے جواب دے وہی سب کا خُدا ہو گا۔ یہ حیرت زدہ بھیڑ اُس اِلٰہی جواب سے متاثر ہو کر جب خُدا نے ایلیّاہ نبی کی قُربانی کو آگ سے بھسم کر دیا اپنی بُت پرستی سے عارضی طور پر باز آ گئی اور اُن جھوٹے غیب گوئی کرنے والے کاہنوں کی تباہی میں شریک ہُوئی۔[۱] ایلیّاہ کی دُعا کے مزید جواب میں طویل قحط ایک زبردست بارش کے ساتھ ختم ہو گیا۔ ایلیّاہ فاتحانہ اَنداز سے اخیؔ اب کے رتھ کے آگے یزرؔعیل تک بھاگا۔ لیکن بے غیرت اِیزبلؔ نے اُسے دھمکی بھرا پیغام بھیجا اور وہ کوہِ حورِبؔ کی طرف بھاگ گیا۔ وہاں کوہِ حورِبؔ پر خُدا اُس مایوس نبی سے مِلا اور اُس پر ظاہر کِیا کہ اب تک سات ہزار لوگ باقی رہ گئے ہیں جنہوں نے بعلؔ کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکے یعنی ''بنی اِسرؔائیل میں حقیقی اِسرؔائیل۔''[۲] پھر اُس نے اُسے اپنا کام مکمل کرنے کے لِئے واپس بھیجا۔ ایلیّاہ نے واپس جا کر الیشعؔ کو مسح کِیا تاکہ وہ اُس کی جگہ نبی ہو۔ اِس کے بعد اُس نے اخیؔ اب کے گھرانے کی تباہی کی پیشین گوئی کی اور جلد ہی آگ کے رتھ میں آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔ عُمریؔ اور اخیؔ اب کا شاہی سلسلہ ظالم یاہُوؔ کے ہاتھوں خون خرابے سے ختم ہو گیا۔ مُوسیٰؔ کے بعد عِبرانیوں کی تاریخ میں اُن کے ذہنوں پر ایلیّاہ کے علاوہ کِسی اَور نبی نے اتنا گہرا اثر نہیں چھوڑا۔ اُس کے نام کے ساتھ قصّہ اور ضرب المثل وابستہ ہو گئے۔ عہدِعتیق کا آخری نبی[۳] اور عہدِ جدید کے لوگ[۴] اُس کے واپس آنے کے بڑے آرزومند تھے۔ اِس شہرت کے باوجود اُس کی تصانیف یا تقاریر میں سے تقریباً ہمارے حصّے کچھ بھی نہیں آیا۔ اِسی طرح ایلیّاہ سے مُشابہت رکھتی ہُوئی ایک اَور عظیم شخصیت یعنی یُوحنّؔا اِصطباغی[۵] کے الفاظ کی بجائے اُس کے اعمال نے اُس کے لِئے عِبرؔانی انبیاء کی فہرست میں اعلیٰ مقام حاصل کِیا۔

د- سیاسی تعلقات۔ اخیؔ اب کے گھرانے کے باقی بادشاہ اخزیّاہ[۶] اور یُورامؔ[۷] تھے۔ یہُوداہ کے لِئے اِسرؔائیل کے شاہی سلسلہ کی دُشمنی اخیؔ اب کی سلطنت کے تقریباً آخری آدھے حصّے تک جاری رہی۔ پھر مُلکِ ارامؔ کے خلاف آپس میں اتحاد کِیا گیا اور دونوں شاہی خاندانوں کے آپس میں رشتے ناتے کرنے سے اُس اتحاد کو مضبوط بنایا گیا۔ اِسرؔائیلی شاہی سلسلوں کی ارامؔ کے ساتھ اکثر جنگیں ہُوئیں اور موآبؔ جو داؤُدؔ کے زمانے سے باجگزار چلے آ رہے تھے اب آزاد ہو گئے۔ سنگِ موآبؔ اِس زمانہ پر دِلچسپ روشنی ڈالتا ہے۔[۸] دُور دراز ملک اسُورؔ جو کبھی

---

۱ ۱-سلاطِین ۱۸: ۳۹-۴۰

۲ رومِیوں ۹: ۶-۸

۳ ملاکی ۴: ۵-۶

۴ متّی ۱۷: ۱۰-۱۳

۵ متّی ۱۱: ۱۴

۶ ۱-سلاطِین ۲۲: ۴۰، ۴۵-۵۳، ۲-سلاطِین ۱: ۲-۱۷

۷ اِس بادشاہ کے نام کے دو ہجّے کِئے جاتے ہیں۔ ایک ''یہُورامؔ'' اور دُوسرا ''یُورامؔ''۔ ۲-سلاطِین ۱: ۱۷، ۳: ۱-۲۷، ۵: ۱-۸ ۶: ۸-۷: ۲۰، ۸: ۱۶-۹: ۲۶، ۲-تواریخ ۲۲: ۵-۷

۸ سنگِ موآبؔ پر مِیسؔا کے عہدِ حکومت کے اہم واقعات کندہ ہیں۔ مِیسؔا، موآبؔ کا بادشاہ تھا جس کا ذکر ۲-سلاطِین ۳: ۴ میں درج ہے۔ اُس نے سنگِ موآبؔ تقریباً ۸۳۰ ق م میں کندہ کروایا جس میں اِسرؔائیل کی شکست اور مِیسؔا کی فتح کا ذکر موجود ہے۔

نقشہ اسُوری سلطنت

بحیرہ رومؔ کے علاقے میں بہت طاقتور تھا ایک سَو پچاس سال کی گمنامی سے ابھرا اور فوراً ہی مغرب کی چھوٹی چھوٹی بادشاہتوں کو ہڑپ کرنے کے منصوبے تیار کرنے لگا۔ اِس وقت سے لے کر اسُورؔ کی لکھی ہُوئی عبارتیں ہماری کہانی پر گاہے بگاہے روشنی ڈالتی ہیں۔[۱]

۳- بُت پرستی کی روک تھام، ایک سَو سال، ایک شاہی سلسلہ، پانچ عہدِ حکومت

اِسرؔائیل کی چھوٹی سی بادشاہت کے لئے یہ بہت خوشحالی کا زمانہ تھا لیکن یہ شعلہ کی آخری بھڑک یعنی خاتمے سے پہلے اِسرؔائیل کے لِئے چند سنہرے سال تھے۔ الیشعؔ [۲] نے اصلاح کا کام اپنے ہاتھ میں لِیا اور اُسے ایلیاؔہ کے مقابلے میں زیادہ کامیابی حاصل ہُوئی۔ اِس شاہی سلسلہ کے بانی یاہُوؔ [۳] نے انقلاب کے بگولے میں اخیؔ اب کا گھرانہ بعلؔ کی پرستش سمیت صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ لیکن بچھڑے کی پرستش جو یُربعاؔم نے متعارف کروائی تھی دوبارہ شروع کر دی۔ یہوآخز، [۴] یُوآؔس، [۵] یُربعاؔم ثانی [۶] اور زکریاؔہ [۷] اُس کے بعد تخت نشین ہُوئے۔ یُربعاؔم ثانی نے اکتالیس سال فرمانروائی کی اور بادشاہت کی طاقت کو عُروج تک پہنچا دیا۔ اُسے یُوناؔہ نبی کی مدد حاصل تھی جو تبلیغی کام کے لِئے نِینوؔہ بھیجا گیا۔ نِینوؔہ اُس وقت مغربی ایشیا میں بڑی تیزی کے ساتھ بالا دستی حاصل کر رہا تھا۔ ہوسیعؔ نبی نے بھی اِسرؔائیل کی بُت پرستی کے خلاف اپنی مُوثر آواز بلند کی۔

۴- بُت پرستی کا انجام قومی تباہی کا باعث بنا، پچاس سال، چار شاہی سلسلے، پانچ عہدِ حکومت

اِس زمانے کے بادشاہ جن میں سے چند ایک محض اسُورؔ کی کٹھ پتلیاں تھے سلُوؔم، [۸] مناحؔم، [۹] فقحیاؔہ، [۱۰] فقحؔ [۱۱] اور ہُوسیعؔ [۱۲] ہیں۔ اسُوریؔوں نے مناحؔم کے عہدِ حکومت میں لوگوں کو جلا وطن کرنے کا کام شروع کر دیا۔ فقحؔ نے جو کِسی حد تک طاقتور فرمانروا تھا ارامؔ کے ساتھ اسُورؔ اور چھوٹے یہُوداؔہ کے خلاف اتحاد کِیا جو اسُورؔ کا باجگذار ہو چکا تھا۔ شاہِ اسُورؔ تِگلتؔ پلاسر سوم نے ارامؔ کی بادشاہت کو ختم کر دیا اور اِسرؔائیل سے زبردست خراج وصُول کرنا شروع کر

---

[۱] اُن اسُوریؔ تحریر شدہ تاریخی عبارتوں کے لِئے دیکھیں فِلپؔ کے حتی، تاریخِ شام، (لاہور: شیخ غُلام علی اینڈ سنز، پبلچرز، ۱۹۷۸) سفحہ ۱۱۷

[۲] ۲-سلاطِین ۲:۱-۲۵، ۳:۱۰-۱۹، ۴:۱-۶:۲۰، ۸:۱-۱۵، ۹:۱-۱۰، ۱۳:۱۴-۲۵

[۳] ۱-سلاطِین ۱۹:۱۶-۱۷، ۲-سلاطِین ۹:۱-۳۱، ۱۰:۱-۳۶، ۱۲:۱۵، ۲-توارِیخ ۲۲:۷-۹، ہوسیعؔ ۱:۴

[۴] ۲-سلاطِین ۱۰:۳۵، ۱۳:۱-۹

[۵] اِس بادشاہ کے نام کے دو ہجّے ہیں، ''یہُوآسؔ'' اور ''یُوآس''۔ ۲-سلاطِین ۱۳:۹-۲۵، ۱۴:۸-۱۶، ۲-توارِیخ ۲۵:۱۷-۲۴، ہوسیعؔ ۱:۱، عامُوس ۱:۱

[۶] ۲-سلاطِین ۱۳:۱۳، ۱۴:۱۶، ۲۳-۲۹، ۱-توارِیخ ۵:۱۷، ہوسیعؔ ۱:۱، عامُوس ۷:۱۰-۱۳

[۷] ۲-سلاطِین ۱۴:۲۹، ۱۵:۸-۱۲

[۸] ۲-سلاطِین ۱۵:۱۰، ۱۳-۱۶

[۹] ۲-سلاطِین ۱۵:۱۴-۲۲۔ اسُوریؔ بادشاہ پُولؔ کا ذکر جو ۲-سلاطِین ۱۵:۱۹ میں درج ہے، تِگلتؔ پلاسر سوم اُس کا شاہی نام تھا جبکہ پُولؔ اُس کا شخصی نام تھا۔

[۱۰] ۲-سلاطِین ۱۵:۲۲-۲۶

[۱۱] ۲-سلاطِین ۱۵:۲۵-۳۱، ۳۷، ۱۶:۵-۶، ۲-توارِیخ ۲۸:۵-۶، یسعیاہ ۷:۱-۹

[۱۲] ۲-سلاطِین ۱۵:۳۰، ۱۷:۱-۶، ۱۸:۱، ۹-۱۳

دیا۔ جب ہُوسیعؔ نے اسُورؔ کی غلامی کے خلاف بغاوت کی تو اِسرائیلؔ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ سلمنسرؔ چہارم نے ملک پر چڑھائی کر کے سامریہؔ کا محاصرہ کر لِیا۔ یہ شہر تین سال تک مقابلہ کرتا رہا جس کے دوران اسُورؔ کے تخت پر سلمنسرؔ چہارم کی جگہ سرجُونؔ تخت نشین ہو گیا۔ اُس نے محاصرہ مکمل کر کے سامریہؔ کو فتح کر لِیا اور دس قبیلوں کو اسیر کر کے لے گیا جہاں سے وہ کبھی واپس نہ آئے۔ خُدا سے اور اپنے قومی مقصدِ زندگی سے آنکھیں پھیر کر وہ اپنی قومی شناخت سے ابد تک محروم ہو گئے۔ اسُوریؔ لوگ ملک میں بسائے گئے جو دس قبیلوں کے باقیماندہ لوگوں کے ساتھ گھُل مِل گئے۔[۱] یہ مِلی جلی نسل اور اُن کا مخلُوط مذہب صدیوں تک قائم رہا اور یہ وہی لوگ تھے جو مسیح کے زمانہ میں سامریؔ کہلائے۔

---

[۱] ۲-سلاطین ۱۷:۲۴-۳۳

دسواں باب

جنوبی سلطنت کا زمانہ

۹۷۵ ق م - ۵۸۶ ق م، یعنی رحُبعام کی تخت نشینی سے لے کر سقُوطِ یروشلیم تک

۱-سلاطِین ابواب ۱۲-۲۲، ۲-سلاطِین ابواب ۱-۲۵، ۲-تواریخ ابواب ۱۰-۳۶ ا☆

تمہید:

سقوطِ سامریہ سے اِسرائیل کی سلطنت کا خاتمہ ہُوا۔ چنانچہ دو مُختلف سلطنتوں کا زمانہ اختتام کو پہنچا۔ اِس کے بعد یہُوداہ کی سلطنت تقریباً ایک سو پچاس سال مزید قائم رہی۔ یہُوداہ کے نزدیک سقوطِ سامریہ کی اہمیت نسبتاً اِسرائیل کے کم تھی اِس لِئے یہُوداہ کے تاریخی بیان کو سلسلہ وار رکھنے کے لِئے ہم اِس کے چار سو سال کا زمانہ ایک ہی زمانہ سمجھیں گے۔ یہُوداہ کی تاریخ سے ایک عظیم نام کے پائدار اثر کا نمونہ ملتا ہے۔ داؤد کے عہدِ حکومت کے دوران ایک مثالی بادشاہ اور بادشاہت دونوں ہی وجود میں آئے تھے۔ یہُوداہ کی قوم کی پیغمبرانہ امیدیں اور پیغمبرانہ جذبات کا مرکز داؤد اور اُس کی نسل رہی۔ لیکن اُس اخلاقی صدمے کے دوران جو سُلیمان کی بُت پرستی کے سبب سے ہُوا اُن کا عارضی مرکز باغی یُربعام اور اُس کی شمالی سلطنت بن گئے۔ یہُوداہ کا بادشاہ رحُبعام وہ بغاوت ختم نہ کر سکا۔ نبُوت کے مطابق یربعام اور یاہو دونوں شاہی سلسلہ کے بانی نامزد ہُوئے مگر اِن دونوں نے پیغمبرانہ اُمیدوں پر پانی پھیر دیا۔ آخر کار جب سامریہ اور اِسرائیل، اسُوریوں سے مغلوب ہو گئے تو یہُوداہ کی چھوٹی سلطنت نے مکمل قومی امنگ کی سب سے اعلیٰ خوبیاں اپنے اندر جمع کیں۔ لازِم ہے کہ ہم کبھی نہ بھولیں کہ اِلہامی تاریخ جو بائبل مُقدّس میں درج ہے اُس کا اہم ترین مقصد یہ ہے کہ صحیح مذہب کا آغاز اور ترقی واضح ہو۔ اِس لِئے لازمی ہے کہ عِبرانی تاریخ کا مُطالعہ اِس مقصد کو مدِّ نظر رکھ کر کِیا جائے۔ اِس نکتۂ نظر سے جنوبی بادشاہت کا چار سو سالہ عرصۂ قیام، زوال اور دوبارہ عروج پانے کے چار زمانوں میں تقسیم ہو سکتا ہے۔ یہ چار زمانے اُن بادشاہوں کی سیرت سے جو اُس زمانے کے دوران حکومت کرتے تھے بہت متاثر ہیں۔ یاد ہو گا کہ یہُوداہ، اِسرائیل کے برعکس اپنی ساری تاریخ کے دوران صِرف ایک ہی شاہی سلسلہ کے تابع رہا اور وہ شاہی سلسلہ داؤد بادشاہ کا گھرانہ تھا۔

ا☆ عبرانیوں کی تاریخ کے مفصّل اور پورے مطالعہ کے لِئے انبیا کی تحریروں کو پڑھنا اشد ضرُوری ہے۔ انبیا کی تحریریں قوم کی مادی، اخلاقی، معاشرتی اور سیاسی حالت پر روشنی ڈالتی ہیں۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ پہلی اور دُوسری تواریخ کی کِتابیں غالباً اسیری کے بعد عزرا کی معرفت لکھی گئیں جن میں داؤد اور اُس کی نسل کی تاریخ درج ہے۔ ساؤل کے عہدِ حکومت اور شمالی حکومت کی تاریخ کو تقریباً نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

ا: پہلی دفعہ زوال اور بحالی

چار عہدِ حکومت اور نوّے سال

ا- رحُبعاؔم اور ابیاؔہ (ابیاؔم) کے عہد میں زوال

ا- مذہب۔ بُت پرستی کا وہ رُجحان [۱] جو سُلیماؔن کے عہدِ حکومت میں شروع ہُوا اگلے بیس سال کے دوران بڑھتا ہی رہا۔ انبیا کے احتجاج کے باوجود خُدا کی پرستش کافی حد تک کم ہوتی گئی۔ بُت پرست قربان گاہیں تمام روئے زمین پر قائم ہوگئیں اور مکروہ بد اخلاقی لوگوں میں پھیل گئی۔

ب- اِسرؔائیل کے ساتھ دشمنی سے بھر پور تعلّقات۔ جب دس قبیلے یربعاؔم کی زیرِسرکردگی علیٰحدہ ہُوئے تو رحُبعاؔم نے اِس بغاوت کو ختم کرنے کے لِئے ایک فوج تیار کی۔ سَمعیاؔہ نبی کی صلاح پر اُس نے اِس کوشش کو ترک کر دیا۔ [۲] دونوں بادشاہتوں کی آپس میں دشمنی [۳] رہی اور ابیاؔہ کے تین سالہ عہدِ سلطنت کے دوران اُس نے اِسرؔائیل کو صمرؔیم کے مقام پر زبردست شکست دی۔ [۴]

ج- سیسِؔق کا حملہ۔ [۵] سُلیماؔن بادشاہ نے مِصرؔ کی ایک شہزادی سے شادی کی تھی مگر سُلیماؔن کی وفات کے کافی عرصہ بعد دریائے نیؔل پر ایک نئے شاہی سلسلہ کی حکومت شروع ہو گئی جو یربعاؔم کا طرفدار تھا۔ اِس شاہی سلسلہ کا بادشاہ سیسِؔق، فلِستیؔن پر حملہ کر کے یرؔوشلیم پر قابض ہو گیا اور ہَیکل کے تمام سونے کی اشیائے زینت لوٹ کر لے گیا۔ سیسِؔق نے اُس کندہ شدہ تحریر سے جو کارنیؔک کے معبد کی دیواروں پر موجود ہے بذاتِ خود قابلِ تعجب طور پر تاریخِ بائبل کے اِس بیان کی تصدیق کی ہے۔

۲- آسؔا [۶] اور یہوسفؔط [۷] کے عہدِ حکومت میں بحالی

ا- مذہبی اصلاحات۔ آسؔا کا اِکتالیس سالہ عہدِ حکومت اُس سے پہلے کی دو حکومتوں کی نسبت پاکیزگی اور طاقت کے اعتبار سے بدرجہا بہتر تھا۔ اُس نے کئی سال تک مکمّل امن و امان سے لطف اٹھایا۔ اُس نے اِس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر بُت پرستی کی قربان گاہوں اور بُتوں کو مٹا دیا اور یہوؔواہ کی عبادت کی از سرِ نو تنظیم کی۔ یہوسفؔط نے راست بازی سے پچّیس سال تک حکومت کی۔ اُس نے اپنے باپ کی اصلاحات کو جاری رکھ کر انہیں فروغ دیا۔ باضابطہ مذہبی ہدایات جاری کر کے اور عدالتی طریقۂ کار کی تنظیم نو کر کے اُسے بہتر بنا دیا۔

ب- زارؔح حبشی کا حملہ۔ زارؔح کی زیر سرکردگی دس لاکھ حبشیوں نے آسؔا پر حملہ کر کے اُس کے امن کو

---

۱ ا-سلاطِین ۱۱:۱-۸، نحمیاہ ۱۳:۲۶

۲ ا-سلاطِین ۱۲:۲۱-۲۴، ۲-تواریخ ۱۱:۱-۴

۳ ا-سلاطِین ۱۴:۳۰، ۱۵:۶، ۲-تواریخ ۱۲:۱۵

۴ ۲-تواریخ ۱۳:۱-۲۲

۵ ا-سلاطِین ۱۴:۲۵-۲۸، ۲-تواریخ ۱۲:۲-۱۲۔ عِلاوہ ازیں دیکھئے: فلپؔ کے حتی، تاریخِ شام، (لاہور: شیخ غُلام علی اینڈ سنز، پبلشرز، ۱۹۷۸) سفحہ ۱۵۹۔

۶ ا-سلاطِین ۱۵:۸-۱۶:۲۴، ۲-تواریخ ۱۴:۱-۱۶:۱۴، یرمیاہ ۴۱:۹

۷ ا-سلاطِین ۱۵:۲۴، ۲۲:۱-۵۰، ۲-سلاطِین ۳:۴-۲۷، ۸:۱۶، ۱۲:۱۷-۱۸، ۲-تواریخ ۱۷:۱-۲۱:۴، ۲۱:۱۲، ۲۲:۹

درہم برہم کر دیا۔ آسا نے دِل سے خُدا کے حضور دُعا مانگی اور ایسی فیصلہ کن فتح حاصل کی کہ اگلے تین سو سال تک اُس سمت سے یہُوداہ پر پھر کِسی کو حملہ کرنے کی جُرأت نہ ہُوئی۔ پھر آسا نے فتح کا ایک عظیم جشن منایا اور اُس موقعہ پر عہد کی تجدید کی اور اصلاح کے کام کو مزید ترقّی مِلی۔

ج- اخی اب کے گھرانے کے ساتھ ازدواجی تعلقات۔ اپنی زندگی کے آخری برسوں میں آسا نے اِسرائیل کے خلاف مُلکِ ارام کے ساتھ اتّحاد کِیا۔ یہُوداہ کے بادشاہ یہوسفط نے اِسرائیل سے اتّحاد کر کے اور اپنے بیٹے کو اخی اب کی بیٹی سے بیاہ کر اور ارامیوں کے خلاف اخی اب کی مدد کر کے اپنے باپ کی حکمتِ عملی کے برعکس کام کِیا۔

۲: دُوسری دفعہ زوال اور بحالی

نو عہدِ حکومت، دو سَو سال

۱- زوال

۱- یہورام[۱] اور عتلیاہ۔[۲] یہوسفط کے بعد اُس کا بیٹا یہورام تخت نشین ہُوا۔ اُس نے اخی اب کی بیٹی عتلیاہ سے شادی کی تھی۔ اُس نے یہُوداہ میں اپنی ماں ایزبل کی تند مزاجی اور بعل کی غلیظ پرستش متعارف کروائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ آسا اور یہوسفط نے کِیا تھا اِس پر پانی پھر گیا۔ آٹھ سال بعد یہورام کی جگہ اُس کا بیٹا اخزیاہ تخت نشین ہُوا مگر ایک ہی سال کے اندر وہ اُس بے رحم تباہی میں ہلاک ہو گیا جس سے اِسرائیل کے یاہو نے اخی اب کے خاندان کو ختم کر دیا۔ عتلیاہ بچ گئی اور اُس نے عنانِ حکومت خود سنبھالنے کے بعد سوائے چھوٹے بچے یہوآس کے تمام شاہی خاندان کو قتل کر دیا اور چھ سال تک وہ یہُوداہ کے لِئے ایزبل سے بھی زیادہ ظالم ثابت ہُوئی۔ اب داؤد کی نسل میں سے صِرف ایک ننھا بچہ باقی رہ گیا تھا جبکہ داؤد کے تخت پر ایک بُت پرست ملکہ قابض تھی۔ یُوں داؤد کی نسل تباہی کے کنارے پر پہنچ گئی اور یہوسفط کی غلط ازدواجی حکمتِ عملی کے پھل نہایت کڑوے ثابت ہُوئے۔

ب- یُوآس[۳] اور ردِ عمل۔ آخر کار عتلیاہ ایک سرکشی میں قتل کر دی گئی جس کا راہنما معمّر سردار کاہن یہویدع تھا۔ یہویدع نے کم عمر یُوآس کو تخت پر بیٹھا دیا۔ کچھ برسوں تک تو یُوں محسوس ہُوا جیسے بادشاہت میں دوبارہ پاکیزگی کے وہی ایام لوٹ آئے ہوں۔ مگر یہویدع کی موت کے بعد دوبارہ زوال کا رُجحان پیدا ہو گیا اور یوآس کے عہد میں نبی زکریاہ کی شہادت ہُوئی۔

ج- عزیاہ۔[۴] اِس کے بعد اَمصیاہ، عزیاہ اور یوتام کے جو تین عہدِ حکومت ہُوئے اُن میں سے عزیاہ کا عہدِ حکومت سب سے زیادہ قابلِ ذکر ہے۔ اُس کا باون سالہ عہدِ حکومت پُر حیات اور کافی حد تک خوشحال تھا۔ اُس کی کامیابی اُس کی تباہی کا باعث بنی۔ اُس نے ڈھٹائی کر کے بخور جلایا جو کاہن کا کام تھا نہ کہ بادشاہ کا۔ چنانچہ اُس

---

[۱] ۱-سلاطین ۲۲:۵۰، ۲-سلاطین ۸:۱۶-۲۴، ۱۲:۱۷-۱۸، ۲-تواریخ ۲۱:۱-۲۰۔ یہورام کا نام اِن ہجوں کے ساتھ بھی لکھا گیا ہے یعنی یورام، دیکھئے ۲-سلاطین ۸:۲۰-۲۴۔

[۲] ۲-سلاطین ۸:۲۵-۲۶، ۱۱:۱-۲۰، ۲-تواریخ ۲۲:۱۰-۲۳:۱۵، ۲۴:۷

[۳] ۲-سلاطین ۱۱:۱-۱۲:۲۱، ۱-تواریخ ۲۲:۱۰-۲۴:۲۷۔ اِس بادشاہ کا نام بعض دفعہ یُوں بھی لکھا گیا ہے: یہوآس۔ ۲-سلاطین ۱۱:۲۱

[۴] ۲-سلاطین ۱۴:۲۱-۲۲، ۱۵:۱-۷، ۲-تواریخ ۲۶:۱-۲۳۔ عزیاہ کا دُوسرا نام عزریاہ تھا، ۲-سلاطین ۱۴:۲۱۔

کے جسم پر خُدا کی طرف سے کوڑھ کی بیماری پھوٹ نکلی جس سے وہ مرنے دم تک تندرُست نہ ہو سکا۔

د- آخز [1] اور برگشتگی۔ بُت پرستی کے اثرات بڑھتے گئے اور وہ آخز کے عہدِ حکومت میں کھلم کھلا عام برگشتگی کی صورت اختیار کر گئے۔ ہر جگہ بعل کے بتوں اور مذبحوں کے باوجود بھی وہ مطمئن نہ تھا اور اُس نے ''اپنے ہی بیٹوں کو آگ میں جھونکا'' [2] یعنی اُنہیں مولک دیوتا کی پرستش میں قربان کر دیا۔ اِس اخلاقی زوال کے بعد ہی سیاسی تنزل شروع ہُوا۔ آخز نے ادومیوں، فِلستیوں، آرامیوں اور زوال پذیر اِسرائیل کے حملوں سے تنگ آ کر اُن سے بچنے کے لِئے اسُور کے ساتھ جو اُس وقت اپنی طاقت کے عرُوج پر تھا بھاری خراج دے کر ایک دفاعی اتحاد کر لیا۔

۲- حزقیاہ [3] کی نگرانی میں بحالی

ا- یسعیاہ اور اصلاح۔ اِس منزل پر ہم یہُوداہ کے اوّلین انبیا کے زمانہ تک آ گئے ہیں جن کی تصنیفات ہم تک پہنچی ہیں یعنی یوایل، عاموس۔ مِیکاہ ناحوم اور یسعیاہ۔ یسعیاہ نبی کی پیغمبرانہ تصنیفات کو مناسب طور پر پانچویں اِنجیل کا نام دیا گیا ہے۔ وہ چار عہدِ حکومت کے دوران وقتاً فوقتاً منادی، اصلاح اور پیشینگوئی کرتا رہا۔ حزقیاہ کے عہدِ حکومت میں یسعیاہ سب سے نمایاں شخصیت تھا۔ درحقیقت یہ یہُوداہ کا پہلا نبی ہے جو بادشاہ اور کاہن دونوں ہی سے زیادہ نمایاں تھا۔ اِسرائیل کی بادشاہت میں ایلیاہ اور الیشع دونوں نے اپنی بہادرانہ شخصیت کے مقابلہ میں اُن بادشاہوں کو قدرے پست کر دیا۔ لیکن یہُوداہ میں یسعیاہ پہلا نبی تھا جس نے ایسی ہی حیثیت اختیار کی۔ وہ نبی کے علاوہ مدّبر بھی تھا اور اکثر شاہی دربار میں موجود ہوتا تھا۔ اُس کا جوشیلا پیغام آخز کے عہد میں فضول سمجھا جانے کے باوجود آخر کار مُوثر ثابت ہُوا۔ جب شمالی سلطنت اُس جنگ کے سبب سے جو اسُور کے ساتھ ہو رہی تھی دم توڑ رہی تھی تو حزقیاہ نے یسعیاہ نبی کے مشورے سے حوصلہ کر کے مذہبی اصلاح کرنے سے دوبارہ یہُوداہ میں نئی زندگی کی رُوح پھونکی۔ داؤد کے زمانے سے اِس وقت تک کوئی ایسا شہزادہ تخت پر نہ بیٹھا تھا جو اتنا پاکیزہ مقصد لے کر اُسے لگاتار انجام دینے میں ثابت قدم رہا ہو۔ بعل کی مکروہ پرستش اور مولک کی خوفناک رسومات نے یہوداہ کی عبادت کے سامنے شکست کھائی۔ حزقیاہ نے مُوسیٰ کے بنائے ہُوئے اُس پیتل کے سانپ کو برباد کر دیا جو اُن کا بُت پرستی کا معبود بن چُکا تھا اور یروشلیم میں عیدِ فسح کی رسم کو بحال کر کے اِسرائیل کے باقی ماندہ لوگوں کو بھی اُسے منانے کی دعوت دی۔

ب- سنحیرب کا حملہ۔ [4] اسُور کے بادشاہ سنحیرب کا مشہور حملہ اِس عہدِ حکومت کے دوران ہُوا۔ آخز شاہِ اسُور کا باجگزار ہو گیا تھا [5] مگر یسعیاہ نبی کی ہدایت کے خلاف حزقیاہ نے اسُوریوں سے علیحدگی اختیار کر لی اور مِصریوں

---

[1] ۲-سلاطِین ۳۸:۱۵، ۱:۱۶-۲۰، ۱۱:۲۰، ۱۲:۲۳، ۲-تواریخ ۹:۲۷-۲۸:۲۷، ۱۹:۲۹، یسعیاہ ۱:۱، ۱:۷-۲۵، ہوسیعَ ۱:۱

[2] ۲-تواریخ ۳:۲۸، احبار ۲۱:۱۸

[3] ۲-سلاطِین ۲۰:۱۶۔ ۱:۱۸-۲۱:۲۰، ۲-تواریخ ۲۷:۲۸-۳۲:۳۳، یسعیاہ ۱:۱، ۱:۳۶-۸:۳۹، ہوسیعَ ۱:۱، مِیکا ۱:۱، صفنیاہ ۱:۱

[4] ۲-سلاطِین ابواب ۱۸-۱۹، یسعیاہ ابواب ۳۶-۳۷

[5] ۲-تواریخ ۱:۲۸-۲۱

سے اتحاد کر کے شاہِ اسُور کو خراج دینے سے انکار کر دیا۔ سنخیرب نے یہُودیہ پر حملہ کِیا۔ بہت سے شہروں پر قابض ہو گیا۔ دو لاکھ افراد کو قیدی بنا کو ساتھ لے گیا اور یرُوشلیم کا محاصرہ کِیا لیکن جب مِصری حملے کا خطرہ پیدا ہُوا تو وہ اُس طرف متوجّہ ہُوا۔ ایک پُر اسرار آفت [۱] کے سبب ایک ہی رات میں ایک لاکھ پچاسی ہزار فوجی مرگئے۔ بائرن نے اِس واقع کی شہرت اپنی اُس نظم کے ذریعے پھیلائی جس کا آغاز یُوں ہے: ''اسُوری اِس طرح جھپٹے جیسے بھیڑیا گلہ پر۔'' نینوہ کے مقام پر سنخیرب کی کندہ کردہ روداد میں اُس کی کامیابیوں کا ذکر ہے لیکن اِس آفت کا کوئی ذکر نہیں البتہ مورّخ ہیروڈوٹس کی تصنیفات میں اِس کا ذکر موجود ہے۔

۳: تیسری دفعہ زوال اور بحالی

تین عہدِ حکومت، نوّے سال

۱- منسّی [۲] اور آمون [۳] کے عہد میں زوال

یسعیاہ اور حزقیاہ کی اصلاحات محض وقتی ثابت ہُوئیں۔ اِس میں شک نہیں کہ شاہی دربار میں ہمیشہ بُت پرستوں کا ایک فرقہ قائم رہا۔ جب حزقیاہ نے وفات پائی تو اِس فرقہ کو پھر سے بالا دستی حاصل ہو گئی۔ حزقیاہ کے بیٹے منسّی کے عہد میں جس نے پچپن سال حکومت کی قوم پہلے سے کہیں زیادہ تیزی کے ساتھ زوال پذیر ہونے لگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہر قِسم کی مشہور بُت پرستی کو اپنایا گیا یعنی بعل کی پرستش، مولک کی پرستش، کسدیوں کا ستاروں کی پرستش کرنا اور جادوگری۔ اِن کے علاوہ ظالمانہ ایذا دہی بھی شرُوع ہُوئی جس سے یرُوشلیم خُون سے بھر گیا۔ یہ سب وہ جرائم تھے جو اُس طویل عہدِ حکومت کے دوران ہُوئے۔ اگر یہُودیوں کی روایات درُست ثابت ہوں تو اُسی زمانہ میں یسعیاہ نبی نے شہادت پائی۔ منسّی اپنی عارضی بابلی اسیری سے سنجیدہ ہُوا جس کی وجہ سے بُت پرستی کِسی حد تک رُک گئی لیکن اُس کا بیٹا آمون اپنے باپ کی بدترین عادات پر چلنے لگا اور بغاوت میں ہلاک ہو گیا۔

۲- یوسیاہ [۴] کے عہد میں بحالی

۱- یرمیاہ اور اصلاحات۔ آمون کی موت پر آٹھ سالہ بچہ یوسیا تخت نشین ہُوا۔ اُس کا اکتیس سالہ عہدِ حکومت اُس چھوٹی سی بادشاہت کے لِئے روشنی کی آخری کرن تھا۔ اِس

---

[۱] اُن حقائق کے علاوہ جو پاک صحائف میں درج ہیں یونانی مورّخ ہیروڈوٹس نے پانچویں صدی قبل از مسیح میں لکھا کہ سنخیرب کے محاصرہ سے مِصری لوگ بھی بہت خوفزدہ ہُوئے تھے جس کی وجہ سے وہ سیتھوس نامی ایک کاہن کے پاس گئے۔ کاہن نے اپنے عقیدہ کے مطابق دُعا مانگنے کے بعد لوگوں کو تسلّی دی کہ اُن کا دیوتا مِصر کی حفاظت کرے گا۔ مِصری روداد کے مطابق ہیروڈوٹس لکھتا ہے کہ اسُوری لشکر گاہ میں ان گنت چوہیاں آئیں اور اُنہوں نے اسُوری فوج کے اسلحہ کے دستے کھا لِئے جس کی وجہ سے اسُوری فوج بے بس ہو گئی۔ اِس بیان کے علاوہ کسدیوں کے مورّخ بیروسُس (ملاحظہ فرمائیں اِسی کتاب کا صفحہ ۲۱) کے ایک بیان کو جوسیفس نے اپنی تصنیف میں شامل کیا ہے۔ بیروسس کے بیان کے مطابق اسُوریوں پر یہ آفت وبا کی شکل میں نازل ہُوئی۔ جدید طبّی تحقیقات کے مطابق یہ بات واضح ہے کہ وہ وبا جو چوہوں کے سبب سے پھیلتی ہے وہ طاعون ہے اور قدیم زمانہ سے بھی اِس کی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ یونانی زبان میں چوہے کے لِئے لفظ ''سمتھوس'' استعمال ہوتا ہے اور طاعون کے دیوتا کا نام بھی یونانی زبان میں اپالسمنتھوس ہے۔ دیکھئے: William Barclay, The Bible And History, (London: Lutterworth Press, 1969), pp. 15-16

[۲] ۲-سلاطین ۲۰:۲۱-۱۸:۲۱، ۲-تواریخ ۳۲:۳۳-۳۳:۲۰

[۳] ۲-سلاطین ۱۸:۲۱-۲۶، ۲-تواریخ ۲۰:۳۳-۲۵

[۴] ۱-سلاطین ۱:۱۳-۲، ۲-سلاطین ۲۴:۲۱، ۲۲:۱-۲۳:۳۰، ۲-تواریخ ۲۵:۳۳-۲۷:۳۵، یرمیاہ ۱:۱-۳، ۳:۶، ۱:۳۶-۳

کا رتبہ شاہی مُصلح کی حیثیت سے حزقیاہ کے برابر تھا۔ حالانکہ یرمیاہ کی سب سے عظیم خدمت اُن تاریک ایام میں ہُوئی جو یوسیاہ کی موت کے بعد شرُوع ہُوئے اور اِس کے باوجود کہ یوسیاہ کی ابتدائی اصلاحات بظاہر نبیہ خلدہ کے زیرِ اثر ہُوئیں، پھر بھی کِسی حد تک یرمیاہ اُس کے لِئے وہی خدمت کرتا تھا جو یسعیاہ نے حزقیاہ کے لِئے کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ سولہ سال کی عمر میں یوسیاہ نے کاروبارِ حکومت خود اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنے آپ کو خُدا کے سپرد کر دیا۔ بیس سال کی عمر میں یرُوشلیم سے بُت پرستی مٹانے لگا اور چھبّیس سال کی عمر میں اُس نے ہیکل کی مرمت شرُوع کروائی۔ مرمت کے دوران توریت کی کتاب کی ایک جلد ملی جو معلوم ہوتا ہے منسّی کے تاریک اور طویل عہدِ حکومت کے دوران کھو گئی تھی۔ اُس کی تعلیم اور سنجیدہ آگاہی سے مزید متاثر ہو کر اُس نے سموئیل کے ایام سے لے کر سب سے مشہور عیدِ فسح منائی۔ اُس وقت اسُور زوال پذیر تھا۔ چنانچہ یوسیاہ نے اپنی حکومت کے اختیار کو دس قبیلوں کے پرانے علاقوں کی حدود تک بڑھا لیا۔ اِس سے اُس نے کم از کم بیت‌ایل اور سامریہ کے دیگر شہروں سے بچھڑے کی پرستش کو نیست و نابود کر دیا اور بذاتِ خود اصلاح کے کام کی نگرانی کی غرض سے پوری بادشاہت کا دورہ کِیا۔

ب- مجِدّو کی لڑائی۔ یوسیاہ کے کامیاب عہدِ حکومت کا انجام ایک بھیانک حادثہ کی صُورت میں نکلا۔ عظیم اسُوری اور مِصری مملکتیں دوبارہ جنگ میں اُلجھی ہُوئی تھیں۔[۱] فرعون نکوہ شہر کرکمیس پر جو دریائے فرات کے شمال مغربی بالائی حِصّہ کے کنارے پر واقع تھا قبضہ کرنے کے لِئے جا رہا تھا۔ یوسیاہ نے بیوقوفی سے مداخلت کی اور وہ مجِدّو کی لڑائی میں مارا گیا۔ یوسیاہ کی موت یہُوداہ کی تباہی ثابت ہُوئی۔[۲] وہ آخری بادشاہ تھا جو ''داؤد کی راہوں پر چلا''[۳] اور قومی عہد کا وفادار ثابت ہُوا۔ یرمیاہ نبی بہت غم زدہ ہُوا اور اُس کا غم ایک مرثیہ[۴] سے ظاہر ہوتا ہے جو اُس نے اُس نیک ذات بادشاہ کے لِئے لکھا۔

---

۱ اُس جنگ میں اسُور اور مِصر ایک دُوسرے کے حلیف تھے۔ فرعون نکوہ کے باپ سامتک نے ۶۱۶ق م میں مِصری فوج کو اسُور کی مدد کے لِئے بھیجا۔ مصنّف نے لکھا ہے کہ ''دوبارہ جنگ میں اُلجھی ہُوئی تھیں۔'' اِس کا مطلب ہے کہ وہ دونوں فوجیں بابل کے خلاف جنگ میں اُلجھی ہُوئی تھیں۔ ۶۰۶ق م میں مِصری فوج نے بابل چھاؤنی کو برباد کر دیا جو کرکمیس کے جنوب میں واقع تھی اور بابلی فوج کو مشرق کی جانب دھکیل دیا۔ اِس سے ایک سال بعد نبوکدنضر نے مِصری فوج کا کرکمیس کے مقام پر محاصرہ کِیا اور اُنہیں شکست دی۔ یہی وجہ تھی کہ مِصریوں کو مُلکِ شام سے ہو کر جنوب کی طرف بھاگنا پڑا۔ ۲-سلاطین ۲۹:۲۳ کو اِس پس منظر میں سمجھنا چاہیئے۔ اِس آیت میں لکھا ہے، ''شاہِ مِصر فرعون نکوہ شاہِ اسُور پر چڑھائی کرنے کے لِئے دریائے فرات کو گیا تھا۔'' شاید فرعون نکوہ کا اصل مقصد یہ تھا کہ مملکتِ اسُور کے ایک حِصّہ پر قبضہ کرے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسُور زوال پذیر ہے۔ اِس مقصد کے حصول کے لِئے لازمی تھا کہ شاہِ بابل کو ہٹا دیا جائے۔ لیکن بابل سے شکست کھانے کی وجہ سے فرعون نکوہ کو اپنا اصل ارادہ ظاہر کرنے کا موقع نہ مِلا۔

۲ ''یوسیاہ کی موت یہُوداہ کی تباہی ثابت ہُوئی۔'' نہ صِرف اُن رُوحانی وجوہات کے سبب سے جن پر پرفیسر ڈین نے زور دیا ہے بلکہ اِس کے سبب سے بھی کہ جو اُس کے بعد تختِ نشین ہُوا وہ فرعون کی طرف سے منتخب ہُوا (۲-سلاطین ۳۴:۲۳)۔ اِس کے سبب سے بابلی لوگوں نے یہُوداہ کا محاصرہ کِیا اور نبوکدنضر نے شاہِ یہُوداہ کی طاقت کو ختم کر دیا اور یرُوشلیم پر قابض ہو گیا۔ ۵۹۷ق م میں بادشاہ اور وہاں کے لوگوں کا ایک حِصّہ بابل میں اسیر ہو گیا۔

۳ ۲-تواریخ ۲:۳۴

۴ ۲-تواریخ ۲۵:۳۵۔ لیکن یہ مرثیہ ہم تک نہیں پہنچا۔ وہ نہ ہی یرمیاہ کی کتاب میں ہے اور نہ ہی نوحہ کی کتاب میں۔

نقشہ بابلی اور مِصری سلطنتیں

۴: آخری زوال اور اسیری

۱- اخلاقی پستی

ظاہر ہے کہ یوسیّاہ کی اصلاحات عوام کے دِل میں جڑ نہیں پکڑے تھیں۔ وہ صِرف شاہی اختیار کے سبب سے جاری تھیں اور جب وہ اختیار ختم ہُوا تو ناکام ہو گئیں۔ وہاں ایک چھوٹی سی برگزیدہ جماعت تھی جس کی جان یرمیاہ نبی اور جس میں نوجوان دانی ایل اور اُس کے ساتھی شریک تھے۔ یہی حقیقی بنی اِسرائیل تھے اور مستقبل کی قومی زندگی کا سرچشمہ تھے۔ قوم کی اکثریت لاعلاج حد تک بگڑی ہُوئی تھی۔ ایک سو سال سے زیادہ پہلے یسعیاہ نبی نے بھی یُوں لکھا تھا، ''آہ خطا کار گروہ۔ بدکرداری سے لدی ہُوئی قوم۔ بدکرداروں کی نسل۔ مکّار اولاد جنہوں نے خُداوند کو ترک کِیا... تمام سر بیمار ہے اور دِل بالکل سُست ہے۔ تلوے سے لے کر چاندی تک اُس میں کہیں صحت نہیں۔ فقط زخم اور چوٹ اور سڑے ہُوئے گھاؤ ہی ہیں۔'' (یسعیاہ ۱:۴-۶)

علاوہ ازیں یرمیاہ کی تصنیفات اُس اختتام پذیر زمانے کے دوران بڑھتا ہُوا اندھیرا ظاہر کرتی ہیں۔ بُت پرستی بدمستی، لالچ، شہوت، ظُلم و تشدد یہ اُن کی عام اخلاقی پستی کی صِرف چند مثالیں ہیں۔ یہی اخلاقی پستی اُن کی سیاسی تباہی کا پیش خیمہ تھی۔

۲- یکے بعد دیگرے اسیری

یوسیّاہ کے بعد چار بادشاہ ہُوئے یعنی یہوآخز، [۱] یہویقیم، [۲] یہویاکین [۳] اور صدقیاہ۔ [۴] اِن میں تیسرا نیک سیرت یوسیّاہ کا پوتا تھا اور باقی سب اُس کے بیٹے تھے۔ یہ سب یا تو مِصرؔ یا بابلؔ کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی تھے کیونکہ اُس دور کے شرُوع میں نینوہ جو اسُور کا خود پرست اور شیخی باز دارالحکومت تھا اور جو کئی صدیوں تک مغربی ایشیا میں جابر ثابت ہُوا مادہ اور بابلؔ کے مشترکہ حملوں سے شکست کھا گیا۔ اُس وقت سے آگے کو بابلؔ اور مِصرؔ دونوں اُوپر نیچے چکی کے دو پاٹ ثابت ہُوئے جن کے بیچ یہُوداہ پِس کر خاک ہو گیا۔ فرعون نکوہ نے یہوآخز کو اسیر کر لیا اور اُس کے بعد یہویقیم کو تخت نشین کر دیا۔ لیکن بابلؔ، ایشیا میں مِصرؔ کو بطور رقیب برداشت کرنے کے لِئے بالکل تیار نہ تھا۔ یہُوداہ پر یکے بعد دیگرے حملوں اور اسیریوں کے سلسلہ کی وجہ سے جو بابلؔ کے جابر بادشاہ نبوکدنضر کی طرف سے ہُوئے مملکتِ یہُوداہ کا ڈرامہ ختم ہو گیا۔

۱- پہلی اسیری۔ نبوکدنضر نے ۶۰۶ ق م میں یروشلیم کو فتح کِیا لیکن یہویقیم کو تخت نشین رہنے دیا اور محض اِس سے مطمئن ہُوا کہ کچھ لوگوں کو اسیر کر لیا جن میں دانی ایل، سدرک، میسک اور عبدنجو شامل تھے۔ چونکہ یہ جوان شاہی خون کے شہزادے تھے اور اپنے قومی مذہب کے وفادار تھے

---

[۱] ۲-سلاطین ۲۳:۳۰-۳۴، ۲-تواریخ ۳۶:۱-۴

[۲] نام یہویقیم کے معنی ہیں ''یہوواہ سر بلند کرتا ہے۔'' یہ نام اُسے فرعون نکوہ نے دیا جس نے اُس کے بھائی کو نکال کر اُس کی جگہ اُسے تخت نشین کِیا۔ اِس سے قبل یہویقیم کا نام الیاقیم تھا۔ ۲-سلاطین ۲۳:۳۴-۲۴:۶، یرمیاہ ۱:۳، ۲۲:۱۸-۱۹، ۳۶:۴-۳۷:۱، دانی ایل ۱:۱-۲

[۳] ۲-سلاطین ۲۴:۶-۱۷، ۲۵:۲۷-۳۰، ۲-تواریخ ۳۶:۸-۱۰، یرمیاہ ۵۲:۳۱-۳۴، حزقی ایل ۱:۱-۳

[۴] ۲- سلاطین ۲۴:۱۷-۲۵:۷، ۲-تواریخ ۳۶:۱۰-۲۱، یرمیاہ ۱:۳، ۲۱:۱-۷، ۲۴:۸-۱۰، ۲۷:۱-۲۲، ۳۲:۱-۵، ۳۴:۱-۲۱، ۳۷:۱-۳۹:۱۰، ۵۲:۱-۱۱

لہٰذا بادشاہ یہویقیم بے شک اُن کے جانے پر خوش ہُوا ہو گا۔ وہ خود گیارہ سال حکومت کرنے کے بعد تشدّد سہتے ہُوئے موت کا لقمہ بن گیا۔

ب- دُوسری اسیری۔ ۵۹۷ ق م میں نبوکدنضر نے دوبارہ حملہ کِیا۔ وہ یہویاکین بادشاہ کو اسیر کر کے لے گیا اور اُسے سینتیس سال تک قید میں رکھا۔[۱] حزقی ایل نبی اور دس ہزار شرفاء اکٹھے اِس موقعہ پر اسیر ہُوئے۔ اب صدقیاہ کو تخت پر بٹھا دیا گیا جس نے گیارہ سال وادیٔ فرات کے عظیم حکمران کے پروردہ کی حیثیت سے حکومت کی۔

ج- تیسری اسیری۔ اِس تمام عرصہ کے دوران یروشلیم میں مِصریوں کی ایک یہُودی سیاسی جماعت رہی جو بابل کے جوئے تلے رنجیدہ اور ناخوش تھی۔ وہ مِصر کے ساتھ اتحاد کی قائل تھی۔ یرمیاہ نبی نے قوم کو خُدا کی طرف سے سزا کا حکم سنا دیا کہ اُس کو بابل میں ستر سال تک اسیری کی زندگی برداشت کرنا ہو گی۔ اِس لِئے اُنہیں بابل کی حکومت کے تابع رہنے کا مشورہ دیا۔ لہٰذا اُسے مکروہ کال کوٹھری میں ڈال دیا گیا۔ آخر کار ایک نئی بغاوت کی وجہ سے نبوکدنضر کی افواج دوبارہ یہُوداہ پر حملہ آور ہوئیں۔ ۵۸۶ ق م میں ایک پریشان کن محاصرہ کے بعد یروشلیم سرکر لیا گیا۔ صدقیاہ کی آنکھوں کے سامنے اُس کے بیٹوں کو ذبح کِیا گیا، اُس کی آنکھیں پھوڑ دی گئیں اور وہ اُسے زنجیروں میں جکڑ کر بابل لے گئے۔ شہر کی فصیلوں کو مسمار کر دیا گیا۔ ہَیکل اور محلّات جلا دیئے گئے۔ اعلیٰ طبقہ کے لوگ اسیر کر لئے گئے۔ یروشلیم، شہرِ داؤد بیش بہا یادوں کا خزانہ نیست و نابود ہو گیا۔ صِرف چند اِیمانداروں کے دِلوں میں یہ شہر موجود رہا۔ یہی لوگ ستر سال کی اسیری کے دوران اُس شہر کے آرزومند اور موعودہ واپسی کے مُنتظر رہے۔

---

[۱] یہویاکین نو عمر تھا اور اُسے اپنی قابلیّت ظاہر کرنے کا کوئی موقع نہ مِلا۔ وہ لوگوں کی طرف سے منتخب ہُوا لیکن اپنے باپ دادا کے گُناہ کے سبب سے شکست کھا گیا اور صدقیا جو اُس کے بعد تخت نشین ہُوا باہر سے تخت پر بٹھایا گیا۔ یویاکن ۳۷ سال تک بابل میں قید رہا۔ آخر کار شاہِ بابل اویل مردوک نے اُس کو رہائی دی اور دیگر بادشاہوں کے مقابلہ میں جو اُس کے ساتھ قید تھے اُسے سربلند کِیا، دیکھئے ۲-سلاطین ۲۵:۲۷-۲۸۔ عالم آثارِ قدیمہ آلبرائٹ نے ۱۹۲۸ء میں ایک مرتبان کا دستہ نکالا جس پر ایک خوبصورت مہر ثبت تھی جس پر لکھا تھا، ”یہ یہویاکین کے مختار آلیاقیم کا مال ہے۔“ اِس کا مطلب ہے کہ مال کا اصلی مالک یہواکین تھا جو اسیری میں تھا اور اُس کی اسیری کے دوران سب کچھ اُس کے مختار کی نگرانی میں تھا جس کا نام آلیاقیم تھا۔ ۱۹۳۷ء میں شہر بابل کے ایک پھاٹک کے قریب سے تین سو تحریر شدہ لوحیں مِلیں جن پر روز مرّہ کی ضرُورت کی اشیاء کی فہرست درج تھی جو ۵۹۵ ق م - ۵۷۰ ق م تک قیدیوں کو مِلتی رہی تھیں۔ اِن اشیاء کے حاصل کرنے والے قیدیوں میں یہویاکین شاہِ یہُوداہ کا نام بھی درج ہے۔

گیارھواں باب

جلاوطنی کا زمانہ

۵۸۶ ق م - ۵۳۶ ق م، یعنی سقوطِ یروشلیم سے لے کر زرُبابل کی نگرانی میں واپسی تک

تمہید: نظرِثانی اور خلاصہ

یہاں تک ہم اِنسان کے گُناہ کی اور مخلصی کے ابتدائی مراحل کی تاریخ معلوم کر چکے ہیں۔ ہم خُدا کے برگزیدہ لوگوں کے پندرہ سو سال تک کے طویل تاریخی سفر کے نشیب و فراز کا جائزہ لیتے رہے یعنی ابرہام کے بُلاوے سے لے کر باترتیب مندرجہ ذیل زمانوں کے اختتام تک: قدیم بزُرگوں کا زمانہ، غلامی کا زمانہ، خانہ بدوشی کا زمانہ، فتوحات کا زمانہ، قاضیوں کا زمانہ، متحدہ بادشاہت کا زمانہ، شمالی سلطنت کا زمانہ اور یہوداہ کی سلطنت کا زمانہ۔ ہم نے وہ قومی زندگی کا پُر جلال عرُوج دیکھا جو داؤد اور سُلیمان کے عہدِ حکومت کے دوران ہُوا اور جس کے بعد پھوٹ اور زوال شرُوع ہُوا۔ شمالی سلطنت سیاسی اندھیرے اور رُوحانی زندگی سے محروم ہونے کے باعث تباہ ہو گئی تھی۔ ایک سو چالیس برس کی مزید ٹمٹاتی ہُوئی زندگی کے بعد یہوداہ شکست کھا گیا۔ یروشلیم کھنڈرات میں بدل گیا۔ بادشاہ اور رعایا سات سو میل دُور بابل میں بے یار و مددگار اسیری میں ڈال دیئے گئے۔ ظُلم و تشدّد، توہم پرستی اور بُت پرستی ہر جگہ اعلانیہ طور پر قابض ہوگئی۔ جہاں تک اِنسان سوچ سکتا تھا بنی نوع اِنسان کی مخلصی کی یہ تحریک ناکام ہو چُکی تھی اور خُدا کی پہچان ہمیشہ کے لئے مٹ ہو چکی تھی۔ لیکن یہ تحریک محض تجرباتی نہ تھی۔ رات کی اِس ظلمت سے اُمید کا درخشندہ ستارہ طلُوع ہُوا۔ ایسا ہُوا کہ شمالی حکومت کے مغلوب ہونے کے بعد اور یہوداہ کے زوال اور جلاوطنی کے دوران مِیکاہ، یسعیاہ، یرمیاہ، دانی‌ایل اور زکریاہ جیسے انبیا نے آنے والے مسیح اور اُس کی عالمگیر رُوحانی حکومت کے بارے میں اپنی ارفع و اعلیٰ پیشینگوئیاں قلم بند کیں۔ اِس کے ساتھ ہلکا سا احساس ہونے لگا کہ عبرانی حکومتِ الٰہی محض ایک خاردار ڈنٹھل ہے جس سے اعلیٰ ترین پھول اور پھل کی حیثیت سے ایک خالصتاً رُوحانی بادشاہت پیدا ہو گی۔ یہ لازمی تھا کہ جب تک پھول نہ کھلے وہ خاردار ڈنٹھل قائم رہے۔ چنانچہ اسیر ہونے اور بکھر جانے کے باوجود یہوداہ کی واپسی اور قومی زندگی کی بحالی ضرُوری تھی۔ یسعیاہ، مِیکاہ، خُلدہ اور یرمیاہ جیسے انبیا نے اسیری کی بار بار پیشینگوئی کی تھی۔ (۲-سلاطین ۲۰:۱۷، ۲۱:۱۰-۱۵، ۲۲:۱۴-۱۷، یرمیاہ ۲۵:۹-۱۱، ۳۴:۲-۳ اور مِیکاہ ۳:۸-۱۲) پیشینگوئیوں کی تکمیل غیر شعوری طور پر یروشلیم پر نبوکدنضر کے بار بار قبضے اور یہودیوں کے ملک بدر کئے جانے سے ہُوئی۔

۱- یرمیاہ اور مِصر میں دیگر جلاوطن

(۲-سلاطین ۲۵:۲۲-۲۶، یرمیاہ ابواب ۴۰-۴۴)

یروشلیم کی تباہی کے بعد صِرف تھوڑے سے لوگ باقی رہ گئے جو کاشتکار اور تاکستان کے باغبان کے طور پر چھوڑ دیئے گئے۔ یرمیاہ نے اپنی محبوب سر زمین کے خرابوں میں زندگی گزارنے کو ترجیح دے کر بابل جانے کا پروانۂ راہ داری حاصل کرنے سے انکار کر دیا۔ لیکن یہ باقی ماندہ لوگ آپس میں جھگڑ پڑے اور اُن کا حاکم جدلیاہ، یہودیوں کے ایک سازشی گروہ کے ہاتھوں جن کا سرغنہ اسمٰعیل تھا قتل ہُوا۔ یہ تھوڑے سے بچے ہُوئے لوگ نبوکدنضر کے بدلہ لینے کے خطرہ سے خوفزدہ ہو کر یوحنان کی راہنمائی میں مِصر بھاگ گئے۔ یرمیاہ نے مِصر کو ہجرت کرنے کے خلاف پُر زور احتجاج کِیا لیکن مجبُور ہو کر اپنی پرانی محبوب سرزمین کو چھوڑ کر جلا وطنوں کے ساتھ ہی مِصر کو روانہ ہُوا۔ وہاں سرحدی شہر تحفنحیس میں اُس عظیم نبی نے اپنی آخری نبوت قلم بند کی۔ ایک ابتدائی مسیحی روایت کے مطابق وہ اپنے جلاوطن ساتھیوں کے ہاتھوں شہید ہُوا۔ یہودی روایت کے مطابق اُس نے مِصر سے فرار ہو کر بابل کی راہ اختیار کی۔ لیکن یہاں بھی بہت سے دُوسرے انبیا مثلاً یسعیاہ، حزقی ایل، دانی ایل، پطرس، پولس اور یوحنا کی طرح صحائف جو اُس کی تحریروں سے اتنے مالا مال ہیں اُس کی زندگی کے آخری واقعات کے متعلق بالکل خاموش ہیں۔ مِصر سے جلاوطنوں کی واپسی کا کہیں کوئی بیان موجود نہیں ہے۔

۲- دانی ایل اور بابل میں پہلی اسیری

(۲-سلاطین ۲۴:۱، ۲-تواریخ ۳۶:۵-۷، دانی ایل ابواب ۱-۱۲)

ہم نے دیکھا کہ نبوکدنضر نے یہوداہ پر تین بار چڑھائی کی۔ اُس نے ۶۰۶ ق م میں پہلی چڑھائی کے موقع پر شاہی نسل کے چار نوجوانوں یعنی دانی ایل، سدرک، میسک اور عبدنجو کو اسیر کر لیا۔ اُن کو باعزت طور پر شاہی دربار میں تعلیم و تربیت دی گئی لیکن اُنہوں نے جلد ہی اپنے شریفانہ رویّہ سے بابلی عیش و عشرت اور بُت پرستی کا مقابلہ کر کے اپنے آپ کو ممتاز کر لیا۔

ا- نبوکدنضر کا خواب۔ جب دانی ایل نے نبوکدنضر کے اِس خواب کی تعبیر بتائی جس میں اُس نے ایک عظیم مورت دیکھی تھی جس کا سر خالص سونے کا تھا، اُس کا سینہ اور اُس کے بازو چاندی کے، اُس کا شکم اور اُس کی رانیں تانبے کی اور اُس کی ٹانگیں لوہے کی تھیں تو پہلی دفعہ اُس کی شہرت عام ہُوئی۔ دانی ایل کی تعبیر کے مطابق سر، نبوکدنضر اور مملکتِ بابل تھی۔ مورت کے دیگر اعضا اُس کے بعد آنے والی عظیم مملکتوں کی طرف اشارہ کرتے تھے۔

ب- آگ میں تین اِنسان۔ اُس خواب کے بعد نبوکدنضر غرور سے پھول گیا۔ اُس نے ایک بلند مورت نصب کروائی اور ہر ایک کو اُسے سجدہ کر کے پرستش کرنے کا حکم دیا۔ سدرک، میسک اور عبدنجو نے اپنے جرأت مندانہ اصول و قواعد کے مطابق انکار کِیا۔ سزا کے طور پر وہ آگ کی دہکتی ہُوئی بھٹی میں پھینکے گئے لیکن معجزانہ طور پر بچ گئے۔

ج- رویائیں جو دانی ایل پر ظاہر ہُوئیں۔ خود دانی ایل پر بھی سلسلہ وار عالمگیر مملکتوں کے متعلق مختلف رویائیں ظاہر ہُوئیں۔ مثلاً بابلی، ایرانی، مکدنی (یعنی یُونانی) اور ایک سلطنت جو خُدا قائم کرے گا اور اُس کی حکومت تمام رُوئے زمین پر پھیلے گی اور ابد تک قائم رہے گی۔

د- دانی ایل شیروں کی ماند میں- دانی ایل نے اپنی وفات سے قبل مملکتِ بابل کی شکست دیکھی جو فارس کی بڑھتی ہُوئی طاقت سے ہُوئی- اُس کی اعلیٰ قابلیت کے سبب سے فارس کے شاہی درباریوں کے دِلوں میں حسد کی آگ بھڑک اُٹھی- چنانچہ اُس کی روزانہ دُعا کرنے کی وفاداری کی بنا پر اُنہوں نے اُس کو شیروں کی ماند میں ڈلوا دیا لیکن وہ خُدا کے رحم و کرم سے بالکل بچ گیا-

۳- حِزقی ایل اور بابل میں دُوسری اسیری

(۲-سلاطِین ۲۴:۸-۱۶، ۲-توارِیخ ۳۶:۹-۱۰، حِزقی ایل ۱:۱-۲)

اپنی دُوسری چڑھائی میں جو غالباً ۵۹۷ ق م میں ہُوئی نبوکدنضر دس ہزار اسیروں کو اپنے ساتھ لے گیا جن میں حِزقی ایل نبی بھی شامل تھا- وہ اُس نہر کبار کے ساحلی علاقہ میں بسا دیئے گئے جو بابل سے تین سو میل اوپر دریائے فرات میں گرتی ہے- اُن میں جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہُوئے جنھوں نے اُن سے اپنے مُلک جلد واپس جانے کا وعدہ کِیا- یرمیاہ نے یروشلیم سے اُنہیں خط لکھا کہ اِس اسیری کی مِیعاد ستر سال ہے (پہلی اسیری سے حساب کر کے جو ۶۰۶ ق م میں ہُوئی) اور اُنہیں مشورہ دیا کہ وہ مکان بنائیں اور باغ لگائیں- (یرمیاہ باب ۲۹) نہر کبار کے مقام پر حِزقی ایل نے وہ رویائیں قلم بند کیں جو اُس کی کِتاب کے بیشتر حِصّہ پر مشتمل ہیں- یہی وہ زمانہ تھا جب زبُور ۱۳۷ تصنیف ہُوا جس کا آغاز یُوں ہے، ”ہم بابل کی ندیوں پر بیٹھے اور صیُّون کو یاد کر کے روئے-“

بارھواں باب

جلاوطنی کے بعد کا زمانہ

۵۳۶؁ ق م - ۴۰۰؁ ق م، یعنی زُرّبابل کی نگرانی میں واپسی سے لے کر عہدِ عتیق کے پاک نوشتوں کی مستند فہرست مکمّل ہونے تک

تمہید:

بابل کی جلاوطنی سے واپسی کی پیشینگوئیاں اتنی وضاحت سے کی گئیں جیسی اسیری کی ہُوئیں اور عموماً واپسی کا ذکر بابل کی شکست سے وابستہ ہے۔ (یسعیاہ ابواب ۱۳، ۱۴، یرمیاہ ۱۲:۲۵ اور ابواب ۵۰-۵۱ و دیگر، دانی ایل ۱:۹-۲) یہ دیکھا جائے گا کہ یرمیاہ نے پیشینگوئی کی تھی کہ اسیری کی مِیعاد ستر سال ہو گی۔ اُس اسیر قوم کی واپسی ایک لاثانی حقیقت ہے جو تاریخ میں بے مثال ہے۔ اِس واپسی کے تین نمایاں زمانے ہیں۔

۱- زُرّبابل کی نگرانی میں واپسی

(۵۳۶؁ ق م، دانی ایل باب ۹، عزرا ابواب ۱-۶)

نبوّتوں سے دانی ایل پر یہ بات واضح ہُوئی کہ اسیری کے ستر سال کی مِیعاد پوری ہو چُکی تھی۔ لہٰذا اُس نے خُداوند کے حضور اپنے لوگوں کے لِئے سنجیدگی سے اِلتجا کی۔ خورس اعظم نے جو فاتحِ بابل اور بانیء مملکتِ فارس تھا اور جو شاید دانی ایل سے متاثر[۱] تھا ایک فرمان جاری کِیا جس سے یہُودیوں کو فِلستین میں جانے کی اجازت مِل گئی۔ شاہی نسل کے شہزادے زُرّبابل نے واپس جانے والی پہلی جماعت کی سربراہی کی جس کی تعداد تقریباً پچاس ہزار افراد تھی۔ وہ اپنے ساتھ ہَیکل کے وہ ظروف واپس لے آئے جو نبوکدنضر ساتھ لے گیا تھا۔[۲] واپس پہنچتے ہی اُنہوں نے جہاں پرانا مذبحہ قائم تھا وہاں ایک نئی قُربان گاہ تعمیر کی اور اُس کے جلد ہی بعد اُنہوں نے نوجوانوں کے نعرہ ہائے تحسین بلند کرتے ہُوئے اور بوڑھوں کے روتے ہُوئے جنہوں نے پرانی ہَیکل کی شان دیکھی تھی دُوسری ہَیکل کی بنیاد رکھی۔ سامریوں نے کام میں شریک ہونے کی درخواست کی لیکن زُرّبابل نے اُس مخلوط نسل اور اُن کے خلط ملط مذہب کے اتحاد کے اثر سے خائف ہو کر انکار کر دیا۔ اِس پر سامریوں نے کام بند کروانے کے لِئے فارس کے شاہی دربار میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کِیا اور سولہ سال تک کام رُکا رہا۔ آخر کار انبیا حجّی اور زکریاہ کے پُر اثر پیغام کے جوش دلانے سے یہ کام مکمل ہُوا لیکن سامریوں کی طرف سے مزید تکلیفیں برداشت کئے بغیر نہیں۔

---

[۱] خورس کے یہُودیوں کو واپس وطن جانے کی اجازت دینے کی وجوہات معلوم کرنے کے لِئے دیکھئے، فلپ کے حتی، تاریخِ شام، (لاہور: شیخ غُلام علی اینڈ سنز، پبلشرز، ۱۹۷۸) صفحہ ۱۷۸-۱۷۹۔

[۲] ۲-تواریخ ۷:۳۶

نقشہ فارس کی سلطنت

اُس وقت سے لے کر مسیح کے زمانہ تک یہُودیوں اور سامریوں کے درمیان سخت فساد جاری رہا۔

۲- ملکہ آستر کی کہانی

(آستر ابواب ۱-۱۰)

پہلی اور دُوسری واپسی کے درمیان کِسی وقت وہ باتیں ہُوئیں جن کا بیان آستر کی کِتاب میں ہے۔ اخسویرس جو یُونان اور فارس کی تاریخ میں زرکسیس پکارا جاتا ہے، ملکہ وشتی سے ناراض ہو گیا اور اُسے طلاق دے دی۔ اُس نے ایک خوبصورت یہُودی دوشیزہ آستر سے اُس کی قومیّت سے بے خبر ہوتے ہُوئے شادی کر لی۔ ہامان ایک ایرانی[۱] وزیر کِسی نئے عہدہ پر مقرّر ہونے کی وجہ سے پھولے نہیں سماتا تھا اور آستر کے چچا[۲] مردکی کے اُس کے سامنے گھٹنے نہ ٹیکنے کے سبب سے ناراض ہو کر سازش کرنے لگا کہ تمام مملکت کے یہُودیوں کو باقاعدہ منظّم طریقہ سے قتل کِیا جائے۔ اخسویرس بے خبری میں اِس منظّم قتلِ عام کا فرمان جاری کرنے سے متفق ہو گیا۔ آستر اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر بڑی جرأت کے ساتھ شہنشاہ کے حضور بِن بلائے حاضر ہُوئی اور اپنے لوگوں کی جان بخشی کی التجا کی۔ اُس کی التجا مانی گئی اور ہامان اُسی پھانسی پر لٹکایا گیا جو اُس نے مردکی کے لِئے تیار کروائی تھی۔

۳- عزرا کی نگرانی میں واپسی اور اصلاحات

(۴۵۸ق م۔ عزرا ابواب ۷-۱۰)

اُس واپسی کے تقریباً اسی سال بعد جو زُرّبابل کی نگرانی میں ہُوئی عزرا ایک یہُودی کاہن تقریباً سات ہزار افراد کی ایک مختصر سی جماعت لے کر یروشلیم گیا۔ اُس وقت زُرّبابل کے بیشتر رفقاء کار مر چکے ہوں گے۔ عزرا دلگیر ہُوا کہ یہُودی، سامریوں کے ساتھ شادی بیاہ کر رہے ہیں اور مُوسوی شریعت سے غافل ہیں۔ اُس نے بُرائیوں کی اصلاح کی اور عہدِ عتیق کے صحائف مرتب کرنے کے فرائض سر انجام دیئے۔ غالباً اِنہی ایّام میں یہُودیوں کی مذہبی درس گاہوں[۳] کی عبادت کا نظام قائم ہُوا تا کہ پاک صحیفوں کا مطالعہ بہتر طور پر کِیا جا سکے۔

۴- نحمیاہ کی نگرانی میں واپسی

(۴۴۵ق م۔ نحمیاہ ابواب ۱-۱۳)

آستر کی کہانی سے معلوم ہوتا ہے کی یہُودیوں کی اکثریت واپس نہ گئی بلکہ وہ بڑی تعداد میں ساری مملکتِ

---

۱ نسل کے لحاظ سے وہ عمالیقی تھا۔ دیکھئے آستر ۳:۱ اور ۱-سموئیل باب ۱۵۔

۲ ہفتادی ترجمہ اور جوسیفس کی تصنیفات کے مطابق تو وہ چچا تھا لیکن پاک صحائف کے عبرانی متن کے مطابق وہ رشتہ میں چچا کا بھائی تھا۔ ہمیں یہ بات پاک صحائف کے مطابق ہی سمجھنی چاہیئے۔

۳ مذہبی درس گاہوں کا آغاز واضح طور پر معلوم نہیں لیکن ممکن ہے کہ جیسے چند مقامی کلیسیائیں جن کا ذکر نئے عہدنامہ میں ہے اور جو کِسی مسیحی کے گھر عبادت کے واسطے جمع ہوتی تھیں (رومیوں ۵:۱۶، ۱-کُرنتھیوں ۱۹:۱۶، کُلسّیوں ۱۵:۴) اِسی طرح شاید اسیری کے زمانے میں کسی نبی کے گھر میں لوگ عبادت کے لِئے جمع ہُوئے ہوں۔ (حزقی ایل ۱:۸، ۱:۲۰-۳) رفتہ رفتہ جب مذہبی تعلیم جماعتی عبادت اور حوصلہ افزائی کی ضرُورت زیادہ محسوس ہُوئی تو گھر اِس مقصد کے لِئے مخصوص کئے گئے ہوں گے۔ مذہبی درس گاہ کا سب سے پہلا تاریخی ذکر مِصری دستاویز میں مِلتا ہے جو تیسری صدی ق م کے متعلق ہے۔ لیکن یسُوع کے ایام میں تو یہ مذہبی درس گاہیں تقریباً ہر جگہ موجود تھیں۔ اُن میں جو عبادت ہوتی تھی وہ دُعا مانگنے، صحائف پڑھنے اور تفسیر کرنے پر مشتمل تھی۔

فارسؔ میں جا بجا منتشر رہے۔ اُس انتشار [۱] کے یہُودیوںؔ میں نحمیاؔہ بھی شامل تھا۔ وہ بادشاہ ارتخششتاؔ لانجی مینس [۲] کی خدمت میں بطور آبدار ایک باعزت عہدے پر کام کرتا تھا۔ کچھ یہُودیوںؔ سے جو اُنہی دِنوں سوسنؔ [۳] میں پہنچے اُسے یروشلیمؔ کی بے کسی اور ویران حالت معلوم ہُوئی۔ اُس نے شہنشاہ سے یروشلیمؔ جانے اور اُس کی فصیلیں تعمیر کروانے کی اجازت مانگی۔ شہنشاہ کے فرمان کے اختیار سے جس کے مطابق وہ صوبہ کا گورنر مقرّر ہُوا وہ یہُودیہؔ گیا۔ اُس نے سامریوںؔ کی دھمکیوں اور مسلسل پریشانیوں کے باوجود کام کو اِس حوصلہ اور جوش کے ساتھ آگے بڑھایا کہ فصیلیں باون دِن میں مکمّل ہو گئیں حالانکہ کام کرنے والوں کو ایک ہاتھ میں تلوار اور دُوسرے میں اوزار پکڑ کر کام کرنا پڑتا تھا۔ نحمیاؔہ بارہ برس یہُودیوںؔ کا گورنر رہا اور فیّاض دِلی سے اُس عہدے کے فرائض انجام دینے کے تمام اخراجات خود برداشت کرتا رہا [۴] تا کہ خستہ حال لوگوں کا بوجھ ہلکا ہو۔ وہ پھر واپس فارسؔ چلا گیا لیکن بعد میں یروشلیمؔ آیا اور مخلوط شادیوں، سبت کی خلاف ورزیوں اور دیگر بُرائیوں کو ختم کِیا جو یہُودیؔ معاشرہ کا حِصّہ بن چکی تھیں۔

۵- آخری نبی اور عہدِ عتیق کی مستند فہرست کی تکمیل

نحمیاؔہ کے ایّام میں یا جلد بعد عِبرانیؔ نبوّت کا آخری پیغام ملاؔکی کی معرفت سنایا گیا۔ ملاؔکی نبی نے کاہنوں اور عوام دونوں کو ہی تنبیہ کی۔ کاہنوں کو شادی کے عہد توڑنے پر اور عوام کو مذہب کی محض ظاہری اور رسمی پیروی کرنے پر۔ [۵] سب سے آخر میں اُس نے مسیح کے نقیب کے بارے میں جس کو اُس نے ایلیاؔ نبی [۶] کہا اور جو عہدِ جدید کا یُوحنّاؔ اصطباغی ثابت ہُوا، نبوت کر کے بجا طور پر عہدِ عتیق کے صحائف کی مستند فہرست مکمل کر دی۔

۶- مُقدّس تاریخ میں وقفہ

ملاؔکی کی پیشینگوئی کے ساتھ عہدِ عتیق کی تاریخ کے صحیفہ کا بیان مکمل ہُوا۔ اِس کے بعد چار سَو سال تک آوازِ نبوّت سُنائی نہ دی۔ برگزیدہ لوگ موعودہ مُلک میں دوبارہ رہائش پذیر ہو گئے لیکن صِرف وسیع مملکتوں کے ایک لقمہ کی حیثیت سے۔ اُن کا وجود بطور خود مختار قوم ختم ہو چُکا تھا۔ مزید پانچ سو سال کمزور حالت میں اُن کی تکلیف بھری سیاسی زندگی گذرتی رہی اور یکے بعد دیگرے وہ ایرانیوںؔ، مکدُنیوںؔ اور رومیوںؔ کے باجگذار ہُوئے۔ اِس تمام عرصے کے دوران اُن کو قومیّت کی صِرف ایک جھلک مکابیؔ

---

[۱] آستر ۸:۳

[۲] لفظ لانجی مینس کا مطلب ہے ''لمبے ہاتھ۔'' یُونانیؔ مُورّخ پلوتارخؔ کہتا ہے کہ اِس بادشاہ کو لانجی مینس اِس لِئے کہا جاتا تھا کہ اُس کا دائیں ہاتھ بائیں ہاتھ سے لمبا تھا۔

[۳] غیر مذہبی تاریخ میں سوسنؔ کے لِئے لفظ سوسؔ استعمال ہوتا ہے۔ یہ دارلحکومت آکمینڈؔ مملکت کا موسم گرما کا دارلحکومت تھا۔ اِس کے علاوہ دو اور دارلحکومت تھے یعنی پرسیؔ پولس اور بابلؔ۔ دیکھئے فلپؔ کے حتی، تاریخِ شام، (لاہور: شیخ غُلام علی اینڈ سنز، پبلشرز، ۱۹۷۸) صفہ ۱۷۸ اور ۱۹۶۔

[۴] نحمیاہ ۵:۱۴-۱۹

[۵] ملاکی ۶:۱۰-۱۶

[۶] ملاکی ۵:۴، متّی ۱۱:۱۳-۱۴، مرقس ۹:۱۱-۱۳

سرداروں کے تحت نظر آئی لیکن سیاسی خود مختاری کے مٹنے سے اُن کا خاص قومی مقصدِ زندگی مزید عیاں ہُوا۔ اُن آخری چار صدیوں کے دوران جو مسیح کی آمد سے پہلے گزریں یہُودیوں میں دیگر بُرائیوں کے ساتھ بُت پرستی شامل نہیں تھی۔ اسیری کی تربیّت، دانی ایل اور اُس کے ساتھیوں کی شاہانہ مثال، عزرا اور نحمیاہ، غرضیکہ اُن سب کے کام کے سبب سے وہ ابد تک بُت پرستی سے بچ گئے۔ طاقتور اقوام کی خوفناک بُت پرستی کی فضا میں صِرف یہی وہ واحد لوگ تھے جو حقیر سمجھے جانے کے باوجود خُدا کی وحدت اور روحانیّت کے عقیدہ کے وفادار تھے۔ یہ اُس ارباب پرستی کے عالمگیر ریگستان میں ایک نخلستان ثابت ہُوئے۔ یہُودیّت کا خاردار ڈنٹھل الٰہی طور پر محفوظ رہا جب تک وہ دفعتہً داؤد کے موعودہ بیٹے ابنِ خُدا اور اُس کے عالمگیر محبّت کے مذہب کے پھول سے کِھل نہ اٹھا۔ پھر وہ اُس جنگ کے طوفان سے جو طِطُس اور اُس کے رومی دستوں نے برپا کِیا ہمیشہ کے لِئے مٹ گیا۔

تیرھواں باب

پرانے اور نئے عہدناموں کا درمیانی وقفہ

۱: تمہید: تاریخی خلا اور معلومات کے وسائل

عہدِ عتیق و جدید کے درمیان چار سو سال کا ایک تاریخی خلا ہے۔ یہ زمانہ اپنی وسعت اور اہمیّت کے اعتبار سے انگریزی ٹیوڈر شاہی سلسلے[۱] کے تختِ نشینی سے لے کر بیسویں صدی کے آغاز تک کے زمانے کے برابر ہے۔ اُن صدیوں کے دوران یُونان نے اپنے ادبی اور فنّی شاہکار تخلیق کئے۔ سکندرِ اعظم نے یُونان کے آلاتِ حرب کی قوّت اور اِس سے بھی کہیں زیادہ مفید یُونانی فنونِ لطیفہ کی قوّت کو تمام مغربی ایشیا تک پہنچایا جبکہ رومؔ نے ایک سرحدی شہر سے جو دریائے ٹائبر کے کنارے پر واقع تھا وسیع ''بحیرہِ روم کی بادشاہت'' کی شکل اختیار کی۔ اُسی مملکت نے غیر شعوری طور پر رومی شاہراہیں، رومی قوانین اور رومی تہذیب کو دُور دُور تک پھیلا کر خُدا کی راست بازی کی بادشاہت کے لِئے اِس سے بھی کہیں زیادہ توسیع کے لِئے راہ ہموار کی۔ اُن صدیوں کے دوران عِبرانی نبوّت کی صدا اور اِلہامی مؤرّخ کا قلم، دونوں ایک ہی طرح خاموش رہے۔ ہم یہُودیوں کے حالات معلوم کرنے کے لِئے مندرجہ ذیل اہم وسائل پر انحصار کرتے ہیں۔

۱- عہدِ عتیق کے متعلق غیر معتبر کِتابیں

اُس زمانے کی یہ یہُودی تصنیف عہدِ عتیق کا غیر اِلہامی ضمیمہ کہی جا سکتی ہیں۔ وہ اُس زمانہ کی تاریخ پر قابلِ غور روشنی ڈالتی ہیں لیکن فہرست مسلّمہ کی کِتاب کے مقابلہ میں وہ اہمیّت میں کہیں زیادہ کم ہیں۔ مِصری یادگاریں، بابلی کندہ شدہ اینٹیں، نینوہ کی چکنی مٹی کی تختیاں اور بہت سے غیر منکشف آثارِ قدیمہ سے پاک صحائف کی تاریخی سچائی کی زیادہ سے زیادہ تصدیق ہوتی ہے جبکہ غیر معتبر کِتابیں، سہو زمانی اور دیگر تاریخی اور جغرافیائی غلطیوں سے بھری پڑی ہیں۔ اِنہی تصانیف میں سے تاریخی اعتبار سے مکابیوں کی پہلی کِتاب سب سے زیادہ مفید ہے۔

۲- جُوسیفس کی تصنیفات

جُوسیفس[۲] ایک یہُودی مؤرّخ تھا جو ۳۷ء میں پیدا ہُوا۔ وہ طِطُس کے یروشلیم کے محاصرے اور بربادی سے بچ

---

[۱] ۱۴۸۵ء میں ہنری ٹیوڈر نے جنگ میں فتح حاصل کر کے ٹیوڈر خاندان کا شاہی سلسلہ قائم کِیا۔

[۲] جُوسیفس پہلے ایک فوجی جرنیل تھا جس نے گلیل میں رومیوں کے خلاف جنگ لڑی۔ اُس نے رومیوں کے خلاف نہایت استحکام اور ہوشیاری سے دفاع کِیا لیکن بعد میں رومی جرنیل وسپیشن کے ہاتھوں گرفتار ہُوا۔ جب وسپیشن کے سامنے پیش کِیا گیا تو اُس نے پیشینگوئی کی کہ وسپیشن شہنشاہ بنے گا۔ اُس نے دیکھنے کے لِئے کہ آیا پیشینگوئی سچ ہے کہ نہیں جُوسیفس کو دو سال تک قید میں رکھا۔ دو سال کے بعد جب اُس کی پیشینگوئی صحیح ثابت ہُوئی تو وہ سرفراز ہُوا۔ جب یروشلیم کا محاصرہ ہو رہا تھا تو یُوسیفس، رومی جرنیل طِطُس کے ذاتی عملہ کے افسران میں شامل تھا۔ طِطُس، وسپیشن کا بیٹا تھا۔ جُوسیفس، یہُودیوں کے کینہ کا نشانہ بنا کیونکہ وہ اُس کو غدّار سمجھتے تھے۔ لیکن وہ نہ صِرف یروشلیم کے اُس محاصرہ سے بچ نکلا بلکہ بعد میں وہ یہُودیوں کے کئی حملوں سے بھی محفوظ رہا۔ یروشلیم کی تباہی کے مزید حالات معلوم کرنے کے لِئے کتابچہ یروشلیم کے آخری ایام دیکھیں۔

نکلا۔ اُس نے دو اہم کتابیں[1] لکھیں۔ ''یہُودیوں کی تاریخ'' جس میں تخلیقِ عالم سے لے کر مکمّل تاریخ بیان کی گئی ہے اور ''یہُودیوں کی جنگیں'' جو ۱۷۰ق م سے لے کر اُس کے اپنے زمانے تک اُس کے اپنے لوگوں کا بیان کرتی ہے۔

۳- یُونانی اور رومی مصنفین[2]

۲: سیاسی زمانے

سیاسی تاریخ چھ زمانوں پر مشتمل ہے۔ (۱) فارس کا زمانہ (۲) مکدُونی زمانہ (۳) مِصری زمانہ (۴) شامی زمانہ (۵) مکابیوں کا یا خود مختار زمانہ (۶) رومی زمانہ۔

۱- فارس کا زمانہ (۵۳۸ ق م - ۳۳۲ ق م)

یہ زمانہ خورسِ اعظم کے فتحِ بابل اور اِس فتح کے سبب سے یہُودیوں کے طاقتِ فارس کے وفادار بننے سے شرُوع ہوتا ہے۔ اِس لئے اِس زمانہ کا بیشتر حِصّہ اُس مِیعاد میں شامل ہے جسے ہم عہدِ عتیق کی تاریخ کے ''جلا وطنی کے بعد کا زمانہ'' کا نام دیتے ہیں۔ فارس کے عہدِ حکومت کے دوران عموماً یہُودیوں کا اپنا سردار کاہن اُن پر حکومت کرتا تھا جو خود سوریہ کے نائب السلطنت یا گورنر کے ماتحت[3] ہوتا تھا۔ سب کچھ مدنظر رکھتے ہُوئے مملکتِ فارس رحم دلانہ ثابت ہُوئی۔ سامریوں کے ساتھ چپقلش جاری رہی۔ یاد رکھیں کہ یہ لوگ اُن دس قبائل کے باقیماندہ تھے جو درآمد کردہ اسوریوں کے ساتھ خلط ملط ہو گئے تھے۔ وہ وقتاً فوقتاً برگشتہ یہُودیوں سے مستحکم ہوتے تھے۔ اُن برگشتہ یہُودیوں میں منسّی نامی ایک کاہن بھی تھا جس نے تقریباً ۴۰۰ق م میں کوہِ گرزیم پر ایک ہَیکل تعمیر کی تھی۔ (یُوحنّا ۴:۲۰) سامریوں کے پاس شرِیعت کی پانچ کِتابیں تھیں۔ وہ خُدا کو مانتے تھے، قُربانیاں گزرانتے تھے اور مسیح کی آمد کے منتظر رہتے تھے۔ اُن کے مذہب کو بگڑی ہُوئی یہُودیت کہا جا سکتا ہے۔

---

[1] یہ زیر بحث ہے کہ جُوسیفس نے اپنی تصنیف میں یِسُوعؔ مسیح کا ذکر کِیا ہے یا نہیں۔ اِن ہی ایّام میں اِس معاملہ کے بارے میں نئی روشنی حاصل ہُوئی ہے۔ ایڈون یامئوچی اپنی تصنیف یِسُوعؔ، زرتشت، بدھ، سقراط اور محمدؐ میں لِکھتا ہے، ''وہ مشہور عبارت جو یہُودی مُورّخ جُوسیفس کی پہلی صدی کی تصنیف میں درج ہے معتبر ہے لیکن یُونانی زبان کے طومار میں عیسائیوں کی طرف سے کچھ تبدیلیاں کی گئیں۔'' یامؤچی کا دعویٰ ایک عربی زبان کے مَتن پر مبنی ہے جس کا ترجمہ پروفیسر پائنز نے کِیا ہے جو یروشلیم کی عِبرانی یونیوسٹی میں پروفیسر ہے۔ وہ یقینی طور پر کہتا ہے کہ یہ عربی مَتن جُوسیفس کی اصلی تحریر کے مطابق ہے اور اِس مسئلہ کے بارے میں عربی مَتن میں یُوں درج ہے: ''اُن ایّام میں ایک دانشمند تھا جو یِسُوعؔ کہلاتا تھا۔ اُس کا چال چلن نیک تھا اور وہ نیک نام سمجھا جاتا تھا۔ یہُودیوں اور غیر اقوام میں سے بہت سے لوگ اُس کے شاگرد بنے۔ اُس کے شاگردوں نے بتایا کہ وہ مصلوب ہونے کے تیسرے روز اُن پر زندہ ظاہر ہُوا اور وہ حقیقتاً زندہ تھا۔ چنانچہ ممکن ہے کہ یہ آدمی مسیح تھا جس کے حق میں انبیا نے بہت عجیب کاموں کا ذکر کِیا۔''

[2] ہمیں افسوس ہے کہ کِتاب کے انگریزی ایڈیشن میں اِس عنوان کے تحت کوئی عبارت درج نہیں ہے۔ چنانچہ ہم نے اِس عبارت کے حصول کے لِئے پُوری پُوری کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ اِس ضمن میں ہم نے پروفیسر ڈین کی کِتاب کے پہلے ایڈیشن کا بھی مطالعہ کِیا۔ اُس میں بھی عنوان تو موجود ہے لیکن عبارت درج نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں عنوان کے تحت محض یُونانی اور رومی مصنفین کے ناموں کی فہرست کا اندراج اتنا مفید نہیں ہو سکتا ورنہ ہم کرتے۔ لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ وہ قارئین جنہیں لائبریری کی سہولتیں حاصل ہوں وہ اِس ضمن میں مندجہ ذیل کِتاب کا مطالعہ کریں: W.O.E. Oesterley, The Jews and Judaism During the Greek Period

[3] عزرا کے ایّام میں نائب السلطنت کا علاقہ ''دریا پار کا علاقہ'' کہلاتا تھا یعنی وہ علاقہ جو دریائے فرات کے مغرب سے بحیرہ روم تک پھیلا ہُوا تھا۔ یہ مغربی حِصّہ کا علاقہ نائب السلطنت کے علاقے سے دوگنا تھا۔ تمام علاقے کا نام ''بابل اور دریا پار کا علاقہ'' تھا۔ اُس مغربی حِصّہ کا گورنر اُس دوہرے حِصّہ کے نائب کے ماتحت تھا۔ عزرا کے ایّام میں اُس مغربی حِصّہ کے گورنر کا نام تتنی تھا۔ (عزرا ۵:۳) لیکن ۴۸۲ق م میں بابل نے بغاوت کر دی اور اِس وجہ سے اُسے سخت ترین سزا کا سامنا کرنا پڑا۔ اُس کے بعد سوریہ الگ کر دیا گیا اور ایک خود مختار نائب السلطنت کا علاقہ قرار دیا گیا۔

نقشہ سِکندرِ اعظم کی سلطنت

۲- مکدُنی زمانہ[۱] (۳۳۲ ق م - ۳۲۳ ق م)

۳۳۴ ق م کے موسم بہار میں سکندر اعظم اپنی لاثانی فتوحات کے دوران براعظم ایشیا میں داخل ہُوا۔ گرِینکس اور اِسس کے مقام پر دارا کو شکست دے کر سات مہینوں کی سخت مزاحمت کے بعد صور پر قبضہ کر کے وہ آندھی کی طرح فلِستین سے ہو کر مِصر کی راہ پر گیا۔ جُوسیفس ہمیں ایک دلچسپ کہانی سناتا ہے (''آثارِ یہُودیہ'' جلد گیارہ، باب آٹھ)۔ سردار کاہن یدّوع ایک جلوس کی راہنمائی کرتے ہُوئے شہر یروشلیم سے باہر سکندر اعظم کے استقبال کو گیا۔ سکندر اعظم سردار کاہن کو دیکھ کر اتنا متاثر ہُوا کہ اُس نے یدّوع کی غیر معمولی عزت کی، یروشلیم کو معمول کی لوٹ مار سے محفوظ رکھا اور اُس نے ہَیکل میں جا کر یہُودیوں کے خُدا کی عبادت میں ایک قُربانی گزارنی۔ اُس نے اپنی اِس خلافِ معمول روش پر فوج کے افسروں کو بتایا کہ مکدُنیہ کے مقام پر خواب میں مَیں نے اِس سردار کاہن کو یہ کہتے دیکھا تھا کہ تُم مملکت فارس پر غالب آؤ گے۔ بہر حال معلوم ہوتا ہے کہ سکندر اعظم اور اُس کے جانشین، یہُودیوں کے آباد کار ہونے کی قابلیت سے متاثر تھے کیونکہ اُنہوں نے اُن کو دریائے نیل کے علاقہ میں آباد ہونے کے اتنے حقوق بخشے کہ شہر اسکندریہ ایک وسیع یہُودی آبادی اور یہُودی تعلیم و تدریس کا مشہور مرکز بن گیا۔

۳- مِصری زمانہ (۳۲۳ ق م - ۲۰۴ ق م)

۳۲۳ ق م میں سکندر اعظم نے شہر بابل میں وفات پائی۔ اِس کے بعد ساٹھ سال تک اُس کے جرنیل اُس کی مملکت کی تقسیم کے متعلق جھگڑتے رہے۔ پھر کِسی حد تک مستقل انتظام قائم ہُوا۔ سلوکس کو ایشائی صوبوں کا بیشتر حِصّہ حاصل ہُوا۔ اُس نے مشرق کے قدیم دارالحکومتوں مثلاً سوسن، بابل اور دمشق کو نظر انداز کر کے بحیرۂ روم کے قریب دریائے اورنٹیس پر شاندار شہر انطاکیہ کی بنیاد رکھی۔ اُس مقام سے ڈھائی صدی تک سلوکیوں نے یعنی سلوکس کے جانشینوں نے جو اُس کی نسل سے تھے سوریہ کی امیر سلطنت پر حکومت کی اور پھر اُس کے بعد صدیوں تک انطاکیہ، ایشیا کی دولت اور تہذیب کا مرکز بنا رہا۔

بطلیموس نے مِصر کو اُس کے نئے دارالحکومت اسکندریہ سمیت فتح کِیا جو اُس کے جلد بعد مشرق کا تجارتی اور ادبی اُم اُلبلاد بنا۔ شامی اور مِصری بادشاہتیں اور اُن کے دونوں دارالحکومت ایک طویل عرصے تک ایک دُوسرے کے رقیب رہے۔ بطلیموس نے جلد ہی ملک فلِستین، سلوکس سے چھین لِیا۔ وہ صدی جس کے دوران ملک فلِستین، بطلیموسیوں کے تحت رہا یہُودیوں کے لِئے عموماً خوشحالی کا زمانہ تھا۔ اُس زمانہ کا زیادہ قابلِ ذکر واقعہ یہ ہے کہ بطلیموس فلیڈلفس (بطلیموس دوم) کے حکم پر شہر اسکندریہ کی مشہور لائبریری کے لِئے عِبرانی صحائف کا یُونانی زبان میں ترجمہ ہُوا۔ یہ ترجمہ ستر مترجمین کی روائتی تعداد کے مطابق ہفتادی ترجمہ کہلاتا

---

۱ اُس زمانہ کی اہمیت تب زیادہ محسوس کی جائے گی جب پروفیسر حتی کا یہ بیان مدِنظر رکھا جائے، ''دُنیا کے نزدیک ایران اور یُونان کی کشمکش مشرق و مغرب کے درمیان کشمکش کا صِرف پہلا دور تھا۔ یہی کشمکش تھی جسے آگے چل کر سکندر، پمپے، معلویہؓ اور صلاح الدین ایوبی سے نپولین اور ایلنبی تک نے جاری رکھا۔'' فلپ کے حتی، تاریخِ شام، صفحہ ۱۸۲۔

نقشہ سِلُوکی اور بطلیمسی سلطنتیں

ہے۔

۴- شامی زمانہ (۲۰۴ ق م - ۱۶۷ ق م)

ملک فلستین دوبارہ رقیب طاقتوں کے درمیان جھگڑے کا سبب بنا۔ آخر کار سلوکیوں نے بطلیموس سے ملک فلستین حاصل کر لیا۔ اُس درمیانی وقفہ کے چار سو سال کے دوران سوریہ کے عہد حکومت کا زمانہ بھیانک ترین تھا تاہم سب سے زیادہ عالیشان تھا۔ سلوکی انتہائی عیاش اور ظالم تھے۔ اُن میں انتیکس ایپفنیز (۱۷۵ ق م - ۱۶۴ ق م) سب سے زیادہ بدنام تھا۔ ایک موقع پر مِصر سے شکست کھا کر واپسی پر اُس نے یروشلیم سے بدلہ لیا۔ اُس نے وہاں کے چالیس ہزار باشندوں کا قتل عام کِیا، ہیکل کے خزانے لوٹ لِئے اور قُربان گاہ پر سور کی قُربانی چڑھا کر اور ہیکل کے اندر چاروں طرف وہ پانی چھڑک کر جس میں یہ حرام جانور اُبالا گیا تھا یہُودیوں کے مذہبی جذبات و احساسات کو انتہائی طور پر مجروح کِیا۔ اُس نے ہر طریقے سے کوشش کی کہ عِبرانی مذہب اور عِبرانی امنگ دونوں کو مٹا کر یہُودی قوم کو یُونانیوں کی شکل دے دی جائے۔[1] اُس نے ہیکل بند کر دی اور یہُودی مذہب کو ماننے کی سزا موت قرار دی۔ گروہ کے گروہ مذہب چھوڑ نے کی بجائے مردانگی سے اپنی جانیں قُربان کر گئے۔ اِس دلیرانہ مزاحمت کے راہنما کاہنوں کے اُس محبّ الوطن گھرانے سے تھے جو مکابیوں کے نام سے مشہور ہے۔

۵- مکابیوں کا زمانہ (۱۶۷ ق م - ۶۳ ق م)

جنگِ آزادی ایک معمر کاہن متتیاہ نے شروع کی جسے اُس کے بیٹوں نے تیس سال تک جاری رکھا۔ اُس کے ایک بیٹے یہُوداہ نے جو ''یہُودی، والس''[2] ثابت ہُوا اپنے سے دس گنا بڑے دشمن کے مقابلہ میں ایک ہی سال میں پانچ لڑائیاں جیتیں اور اُسے ''مکابی'' یعنی ''ہتھوڑا'' کا لقب مِلا جو اُس کے سارے خاندان کے لِئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہُوداہ یہاں تک کامیاب ہُوا کہ اُس نے ہیکل دوبارہ کھولی، اُسے پاک صاف کِیا اور دوبارہ مخصوص کِیا جس کی عزت و تکریم میں عیدِ تجدید منائی جاتی رہی (یُوحنّا ۲۲:۱۰)۔ یہُوداہ آخر کار ایک لڑائی میں کام آیا لیکن بالآخر اُس کے بھائی شمعون نے تکلیفوں بھری آزادی حاصل کر لی جسے ارامیوں نے مان لیا۔ شمعون کا بیٹا یُوحنّا ہرکانس[3] بادشاہ کے لقب کی شان کے ساتھ اپنے باپ کا جانشین بنا۔ اِس واقعہ سے مکابیوں کے ایک بزرگ حشمون کے نام پر سلطنتِ حشمونی کی بنیاد پڑی۔

۶- رومی زمانہ[4] (۶۳ ق م - ۷۰ء یعنی پومپی کے یروشلیم پر قبضہ کرنے سے لے کر طِطُس کے ہاتھوں اُس کی تباہی تک)

مکابی زمانے کے آخری سالوں میں شہریوں کے آپس میں شرمناک تنازعات ہوتے رہے۔ حشمونی خاندان کے مختلف افراد میں تخت کے لِئے رقابتیں، سازشیں اور اُن کے

---

[1] انتیکس کے مقاصد سمجھنے کے لِئے دیکھئے، فلپ کے حتی، تاریخِ شام، صفحہ ۱۹۷۔

[2] اِسی کتاب، صفحہ ۷۲ زیر حاشیہ نمبر ۲ دیکھئے۔

[3] یہ یُوحنّا ہرکانس اوّل تھا۔

[4] اُس زمانہ کی اہمیت کو مزید سمجھنے کے لِئے دیکھئے، فلپ کے حتی، تاریخِ شام، صفحہ ۲۳۴، پیراگراف اوّل۔

نقشہ رُومی سلطنت

توڑ، قتل اور رومؔ کی بڑھتی ہُوئی قوت کے سامنے دعوے پیش ہوتے تھے جن سے اُس زمانہ کی روداد داغ دار ہُوئی۔ تیسری مہرداتیؔ جنگ کے بعد پومپئیؔ اعظم نے ۶۳ ق م میں اپنے فاتح لشکروں کو لے کر سوریؔہ پر چڑھائی کر کے سلوکیوںؔ کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا اور یرؔوشلیم پر قبضہ کر کے یہُودیوںؔ کے لِئے خود مختار سیاسی زندگی کی آخری چنگاری بھی بجھا دی۔ کچھ وقت تک حشمونیؔ مقامی حکام کے طور پر سوریؔہ کے رومیؔ گورنر کی نگرانی میں اُس ظالمانہ اختیار کے تحت کام پر لگائے جاتے رہے جو ٹائبرؔ سے جاری ہوتا تھا۔

ہیرودیسیؔ خاندان

اِس منزل پر ایک نئی شخصی قوّت منظرِ عام پر اُبھری۔ ایک صدی تک ہیرودیسیؔ خاندان نے یہُودیؔ تارِیخ میں سب سے نمایاں کردار ادا کِیا۔ یہ صدی تارِیخی اعتبار سے نہایت اہم تھی جس میں یسُوعؔ مسیح کی پیدائش اور خدمت ہُوئی اور کلیسیا قائم ہُوئی۔ ہیرودیس اعظم (۷۳ ق م - ۴ ق م) ادومیہؔ کی یعنی ادومیؔ نسل میں سے تھا۔ ۴۷ ق م میں ایک ساتھ اُس کا باپ انتپترؔ، یہُوداہؔ کا گورنر بنا جبکہ ہیرودیس خود گلیلؔ کا گورنر مقرّر ہُوا۔ ۴۰ ق م میں رومؔ کی سینٹ نے ہیرودیس کو یہُوداہؔ کا بادشاہ مقرّر کر دیا لیکن اُسے اپنی سلطنت کو خود فتح کرنا تھا جو اُس نے ۳۷ ق م میں مکمل کی۔ اُس نے یہُودیوںؔ کے کاہن اور بادشاہ ہرکانسؔ کی نواسی مریمنیؔ سے شادی کر لی اور اِس طرح اُس نے تخت کے لِئے اپنے حقوق کے ساتھ حشمونیؔ خاندان کے حقوق مِلا لِئے۔ ہیرودیس کی حکومت کرنے کی ذہانت کے شاید ہی کوئی برابر ہو۔ تاہم اِن باتوں کے مقابلہ میں اُس کی بدکرداری کہیں زیادہ ثابت ہُوئی۔ وہ اپنا مطلب نکالنے کے لِئے سب کچھ کر گزرتا۔ وہ نہایت ہی شہوت پرست اور پاگل پن کی حد تک شکّی مزاج تھا۔ یکے بعد دیگرے بہت سے لوگ اُس کے جان لیوا حسد کا شکار ہُوئے جیسے اُس کی ساس، سالہ، دو بیٹے اور اُس کی اپنی خوبصورت مریمنیؔ۔ اُس نے مقابلہ کی دوڑوں کا سلسلہ قائم کر کے اور دیگر یُونانیؔ رسومات یرؔوشلیم میں لا کر یہُودیوںؔ میں نفرت کے جذبہ کو ابھارا۔ اُن کی نظر میں اچھا بننے کے لِئے اُس نے ہَیکل کی دوبارہ تعمیر کروائی اور اُسے سُلیمانؔ کی ہَیکل سے کہیں زیادہ وسیع اور بے پناہ دولت خرچ کر کے زُربابلؔ کی ہَیکل سے بھی کہیں زیادہ مزّین کِیا۔ اُس نے قدیم شہر سامریہؔ کو دوبارہ تعمیر کروا کے اُس کا نام سباستےؔ رکھا اور ایک نئے شہر قیصریہؔ کی بنیاد رکھی جسے اُس نے فِلستینؔ کا سیاسی دارالحکومت بنایا۔[1] باوجود اِس حقیقت کے کہ ''اُس کا تخت اُس کے عزیز و اقارب کے خون میں نہلایا ہُوا تھا'' سوائے داؤدؔ اور سُلیمانؔ کے عہدِ حکومت کے اُس نے اِس سلطنت کو سب سے زیادہ ظاہری شان و شوکت بخشی۔ یہ سب مادی شان و شوکت یہُودیوںؔ کو اندھا نہ کر سکی جو اپنی نسل اور عظیم ماضی پر فخر کرتے تھے کہ اب وہ حقیقتاً ایک محکوم نسل بن چکے تھے۔ گو اُن کی زنجیروں پر سونے کا ملمّع چڑھا ہُوا تھا تاہم وہ زنجیریں ہی تھیں۔ ہیرودیس خود ایک غیر نسل کا فرد تھا اور ایک دُوسری غیر نسل کے نمائندہ کے طور پر حکومت کرتا تھا۔ داؤدؔ کا مسکن حقیقتاً گرا ہُوا تھا اور قوم کی

---

[1] اِسی کِتاب، صفحہ ۱۳۳، زیرِ حاشیہ نوٹ نمبر ۱ دیکھئے۔

برگزیدہ رُوحیں یعنی ''بنی اِسرائیل میں حقیقی اِسرائیل'' [۱] بڑی آرزو سے اُس کے منتظر رہے جو دوبارہ اُس مسکن کو قائم کرے گا اور اُسے ویسا ہی تعمیر کرے گا جیسا کہ وہ قدیم زمانے میں تھا (عامُوس ۹:۱۱)۔

۳: طرزِ زندگی اور رسم و رواج میں تبدیلی

۱- پیشہ

عِبرانی ابتدا میں کاشتکار اور غلّہ بان تھے۔ سُلیمان اور اُس کے بعد آنے والے بادشاہوں کے عہد میں وہ کِسی حد تک بیرونی تجارت کرنے لگے۔ اسیری کے وقت سے لے کر وسیع علاقے میں منتشر ہونے کے سبب سے وہ ایک تاجر قوم بن گئے اور اُن کی یہ خصوصیت اب تک قائم ہے۔

۲- زبان

اسیری کے وقت سے لے کر اُن کی زبان میں غیر معمولی تبدیلیاں ہُوئیں۔ کسدی، شامی اور فارسی طرز ہائے کلام اِس زبان میں داخل ہُوئے جن سے صدیاں گزرنے کے بعد بھی نتیجہ کچھ ویسا ہی نکلا جو اِٹلی پر وحشی قبائل کے حملے کے بعد نکلا تھا۔ جدید اطالوی زبان قدیم زمانے کی مستند اور فصیح لاطینی نہیں ہے گو اطالوی زبان کی جڑیں لاطینی سے پرورش پاتی ہیں۔ اِسی طرح قدیم زمانے کی مستند اور فصیح عِبرانی زبان غیر مروّج ہو گئی اور آرامی زبان مسیحی دور کے آغاز پر فلستین میں عام بول چال کا ذریعہ بن گئی۔

۳- مذہب

مذہب میں تبدیلیوں کا خلاصہ کچھ اِس طرح کِیا جا سکتا ہے:

ا- بُت پرستی ہمیشہ کے لِئے غائب۔ اسیری سے قبل ہم نے اُن کے بُت پرستی کی پیروی کرنے کے مُستقِل رُجحان پر غور کِیا ہے۔ آخر کار اُس رُجحان کی بجائے اُن کے دِلوں میں ہر اُس چیز کے لِئے نفرت پیدا ہو گئی جو بُت پرستی سے تعلق رکھتی تھی۔

ب- یہُودیوں کی مذہبی درس گاہوں کا وجود میں آنا۔ [۲] پرانے عہدنامہ سے یہُودیوں کی مذہبی درس گاہوں کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ ممکن ہے کہ یہ اسیری کے دوران ہَیکل میں عبادت نہ ہونے کے سبب سے وجود میں آئی ہوں۔ ایک مذہبی درس گاہ کے قیام کے لِئے صِرف دس افراد کافی ہوتے تھے۔ یہ مذہبی درس گاہیں یروشلیم میں سینکڑوں کی تعداد میں تھیں اور مملکت کے دُوسرے بڑے شہروں میں بھی افراط سے موجود تھیں۔ اُن کی عبادت روزانہ دُعاؤں پر جو ہر روز کی قُربانی کے وقت کی جاتی تھی، سبت کے دِن تلاوتِ کلام اور صحائف کی تفسیر پر مشتمل تھی اور دُعائے خیر پر ختم ہوتی تھی۔

ج- یہُودی فرقوں کا پیدا ہونا۔ [۳] مندرجہ ذیل فرقے تھے: (ا) فریسی۔ یہ دعویٰ کرتے تھے کہ مُوسیٰ کی زبانی

---

۱ رومیوں ۹:۶

۲ اِسی کِتاب، صفحہ ۱۱۸ زیرِ حاشیہ نوٹ نمبر ۳ دیکھئے۔

۳ علاوہ اُن فرقوں کے جو مُصنّف نے درج کئے دو اور فرقے بھی تھے یعنی زیلوتیس (لُوقا ۶:۱۵) اور ہیرودیوں کا فرقہ (متّی ۲۲:۱۶، مرقس ۳:۶، ۱۲:۱۳)۔

شرِیعت بھی ہوتی ہے جو روایت سے چلی آتی ہے اور وہ اختیار میں تحریر شدہ شرِیعت کے برابر ہے۔ وہ قیامت اور آئندہ کی زندگی کے عقیدے کو مستحکم طور پر مانتے تھے۔ وہ کٹّر علیٰحدگی پسند تھے اور غیر اقوام کی رسومات کو شامل کرنے کے خلاف تھے۔ اُس زمانے کی طاقتوں کو جو یہُودی قوم کو شکست دے رہی تھیں مدنظر رکھتے ہُوئے ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ فریسی، یہُودی قوم کا بہتر حِصّہ تھے جو اپنی قومی شناخت کی حفاظت کرتے تھے۔ (۲) صدوقی۔ یہ لوگ مندرجہ بالا تمام باتوں میں فریسیوں کی مخالفت کرتے تھے۔ وہ فریسیوں کے عقیدے کی تین مستحکم باتوں کا انکار کرتے تھے یعنی زبانی شرِیعت کے اختیار کا، قیامت کا اور آنے والی زندگی کا۔ وہ گرد و نواح میں آباد غیر اقوام سے اُن کے خیالات اور رسومات سمیت کھلم کھلا میل ملاپ رکھنا پسند کرتے تھا۔ وہ ایسے سیاستدان تھے جن کی حِکمت عملی یہ تھی کہ رومیوں کو خوش رکھا جائے۔ سردار کاہن عموماً صدوقیوں کے فرقے سے ہوتا تھا۔ (۳) اَسینی[1] زاہدوں کا ایک چھوٹا سا فرقہ تھا۔ یہ سماج کو ترک کر دیتے، شادی بیاہ نہ کرتے اور اپنا تمام وقت گیان دھیان میں صرف کرتے تھے۔ یہ لوگ یہُودی راہب تھے۔

جب دُنیا کا عظیم ترین دَور طلوع ہونے کو تھا تو مختصراً اُس زمین اور قوم کی حالت یہ تھی۔ اِس سے کافی عرصہ پہلے ابرہامی عہد کا دنیاوی رُخ بلند ترین مقام پر پہنچ چُکا تھا اور اب روبہ زوال تھا۔ اُس عہد کا رُوحانی رُخ جو اِتنے عرصے سایہ میں رہا اور جس پر قدم بقدم عظیم انبیا صدیاں گزارنے کے ساتھ ساتھ زیادہ زور دیتے رہے اب کافی حد تک پروان چڑھنے کو تھا۔ یہُودیّت کا خار دار ڈنٹھل اب پک چُکا ہے اور ساری دُنیا میں یسُوعؔ مسیح کے رُوحانی مذہب کی شکل میں کھلنے کو تیار ہے۔

---

[1] اِس فرقہ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لِئے دیکھیں طلوعِ مسیحیت، صفحہ ۲۵ اور اِس سے آگے جو مسیحی اشاعت خانہ، لاہور سے مِل سکتی ہے، اور صحتِ کُتبِ مُقدّسہ، صفحہ ۱۰۹ اور اِس سے آگے جو پنجاب ریلجس بک سوسائٹی، لاہور سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

نئے عہدنامہ کی تارِیخ

تمہید

۱- سرزمین اور اُس کے باشندے

وہ بیان جسے ہم ابھی واضح کریں گے ہمیں کچھ دیر تک اُس ماحول میں رکھے گا جس سے عہدِ عتیق کے قدیم بزرگوں، بادشاہوں اور انبیا کے پندرہ صدیوں کے تعلّق کی وجہ سے ہم کِسی حد تک واقف ہو چُکے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ یہ سرزمین ہمارے لِئے بہت مذہبی اہمیت رکھتی ہے۔ قدرتی نظر وہی ہے جب ابرہاؔم نے پہلے پہل سکمؔ کے مقام پر اپنا خیمہ نصب کِیا تھا۔ باقی سب کچھ تبدیل ہو چکا ہے۔ قدیم باشندے اور شہر صفحۂ ہستی سے مٹ چکے ہیں یا کہیں پس منظر میں چلے گئے ہیں۔ نئے باشندے اور شہر سامنے آ گئے ہیں۔ اب مُلک کنعاںؔ کو فلِستیِنؔ کہتے ہیں۔ یہ نام فلِستینی لوگوں سے لیا گیا ہے۔ برگزیدہ لوگوں کے نام بھی اُن کی قومی زندگی کی کیفیّت کے بدلنے کے ساتھ ساتھ ہی بدلتے رہے ہیں۔ پِھر بھی قدیم نام عِبراؔنی آج تک اُن کے لِئے استعمال ہوتا ہے۔ نام اِسرؔائیل جو یعقوؔب کے ایّام سے استعمال ہوتا تھا اُس تقسیم کے بعد جو رحبعاؔم کے عہد حکومت کے دوران ہُوئی شمالی سلطنت کے لِئے اپنایا گیا۔ پرانے عہدنامہ کے آخری حِصّہ اور نئے عہدنامہ کے زمانہ کے دوران لفظ یہُودیؔ جو یہُوداہ سے لیا گیا تھا عام قومی نام ثابت ہُوا۔ قوم اب اپنے ابتدائی ایّام کی طرح الگ تھلگ نہیں تھی۔ زندگی متعدد خوشنما پہلوؤں سے آراستہ ہو گئی تھی۔ اُس میں کئی قِسم کے نئے اثرات داخل ہو چکے تھے۔ مثلاً ایک رومؔی گورنر نئے دارالحکومت قیصریؔہ میں یا یرؔوشلیم کے قدیم مُقدّس شہر میں اپنی عدالت لگاتا تھا۔ رومؔی سپاہی اور رومؔی محصول لینے والے ہر جگہ موجود رہتے تھے۔ قدیم عِبراؔنی زبان مدرسوں میں مُقدّس زبان کے طور پر استعمال ہوتی رہی اور جس طرح جدید اطالوؔی طالب علم لاطینؔی زبان کا علم حاصل کرتا ہے اُسی طرح اُس کا علم حاصل کرنا بھی ضرُوری ہو گیا تھا۔ مُلک کے باشندوں کی عام زبان اراؔمی تھی جب کہ یُوناؔنی زبان ادبی اور لاطینؔی زبان سرکاری ہوتی تھی۔

۲- فلِستیِنؔ کے پانچ علاقے

فلِستیِنؔ نئے عہدنامہ کے ایّام میں پانچ علاقوں پر مشتمل تھا۔ اِن میں سے تین یردؔن کے مغرب میں اور دو مشرق میں تھے۔ یردؔن کے مغرب میں مندرجہ ذیل علاقے تھے:

۱- گلیِلؔ شمال میں تھا جس کی آبادی مقامی خیالات کی غیر مہذب، اور اکثریت یہُودیؔ تھی جس میں وسیع تعداد غیر قوم بھی تھی۔ گلیلؔ کی جھیل کا ساحلی علاقہ بہت سے شہروں اور گاؤں سے آباد تھا جن میں اہم ترین شہر کفرنحوؔم تھا۔

نقشہ فلسطین مسیح کے زمانے میں

ب- یہُودیہ جنوب میں واقع تھا اور زیادہ تر آبادی خالصتاً یہُودیوں کی تھی جو مہذب اور مغرور امیر تھے۔ اُس علاقے میں بیت لحم واقع تھا جو سوائے داؤد اور یسُوع مسیح کی جائے پیدائش ہونے کے اَور کِسی طرح اہم نہیں تھا۔ علاوہ ازیں یہاں قیصریہ[۱] تھا جو رومیوں کا دارالحکومت تھا اور جس کی تعمیر ہرودیس اعظم نے کروائی تھی، اور یروشلیم تھا جو اُس جابجا منتشر نسل کے لِئے قومی و مذہبی مرکز اور جائے پناہ تھا۔

ج- سامریہ مُلک فِلستین کے وسط میں واقع تھا۔ اُس میں مخلوط نسل اور خلط ملط مذہب کے لوگ آباد تھے جنہیں اُن کے پڑوسی یہُودی انتہائی نفرت اور حقارت سے دیکھتے تھے اور وہ بھی یہُودیوں کو اُسی نظر سے دیکھتے تھے۔ سوخار جو قدیم زمانے میں سکم کہلاتا تھا وہی جگہ تھی جہاں سامریوں کی قدیم ہَیکل تھی۔ یہ مقام سامری لوگوں کے لِئے سب سے زیادہ دلچسپی کا مرکز تھا۔

یردن کے مشرق میں مندرجہ ذیل علاقے تھے:

د- پیریہ۔ یہ جنوب میں واقع تھا اور اُس کی آبادی دیہاتی اور زیادہ تر یہُودیوں پر مشتمل تھی۔

ر- یردن کے مشرقی شمالی علاقے کا کوئی مخصوص نام نہیں تھا۔ اُسے بعض اوقات دکپلس (دس شہروں کا علاقہ) پکارا جاتا تھا لیکن دکپلس صِرف اُس کا جنوبی حِصّہ تھا۔ کافی حد تک اُس کی حدود قدیم مملکت بسن کی حدود سے مِلتی تھیں۔ اِس لِئے اُسے بسن کا علاقہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ یہ علاقہ ہیرودیس فِلپّس کی چوتھائی مُلک کی حکومت کا تھا۔ یہاں کی آبادی زیادہ تر غیر قوم پر مشتمل تھی جو مذہبی طور پر بُت پرست تھی۔ یسُوع مسیح کی خدمت اِن پانچ علاقوں تک پھیلی لیکن اُس کا زیادہ تر زور یہُودیہ اور گلیل میں ظاہر ہُوا۔

۳- فِلستین کے حکمران

ا- مملکتِ روم کے شہنشاہ۔ فِلستین پر مقامی حکمرانوں کی حکومت تھی جو رومی شہنشاہوں کے ماتحت تھے۔ یسُوع مسیح کی زندگی کے دوران آکٹیوین (اوگوستس) قیصر (۱۳ق م - ۱۴ء) اور تبریُس (۱۴ء - ۳۷ء) مملکت رومہ کے شہنشاہ تھے۔ اہم رومی شہنشاہ جو نئے عہدنامہ کی تاریخ میں مندرجہ بالا فرمانرواؤں کے بعد تخت نشین ہُوئے کلوڈیس (۴۱ء - ۵۴ء)، نیرو (۵۴ء - ۶۸ء) اور وسپیشن (۶۹ء - ۷۹ء) تھے۔

ب- مقامی حکمران۔ مختصر طور پر مقامی سیاست کا بیان یُوں ہو سکتا ہے: (ا) ہیرودیس اعظم کی بادشاہت۔ ہیرودیس اعظم گو ماتحت تھا لیکن وراثتاً بادشاہ کی حیثیت سے پانچ مذکورہ بالا علاقوں پر اپنی موت تک جو ۴ق م[۲] میں ہُوئی حکومت کرتا رہا۔ (۲) چوتھائی مُلک کی حکومت (۴ق م - ۴۱ء) ہیرودیس اعظم کی بادشاہت اُس کے تین بیٹوں میں تقسیم ہُوئی۔ ارخلاؤس (متّی ۲:۲۲) کو یہُودیہ اور سامریہ

---

[۱] ہیرودیس اگرپّا کی وفات پر شہنشاہ کلوڈیس نے ہیرودیس اگرپّا کی سلطنت کو تقسیم کِیا۔ جنوبی حِصّہ جو یہُودیہ، سامریہ اور پیریہ پر مشتمل تھا اکٹھا کِیا گیا اور یہُودیہ کہلایا۔ اِس کے بعد یہ علاقہ نائب حکمران کی نگرانی میں رہا جس کا دارالحکومت قیصریہ تھا۔ یہ انتظام ۴۴ء سے ۷۰ء تک قائم رہا۔

[۲]☆ سن عیسوی کے طریقہ سے تاریخ لکھنا چوتھی صدی عیسوی میں شروع ہُوا۔ لیکن حساب لگانے والے مسیحی سادھو ڈائیونیسیُس ایکسی گُواس سے چار سال کی غلطی ہُوئی۔ اِس لِئے ہیرودیس اعظم کی موت مسیح کی پیدائش کے بعد غالباً ایک سال کے اندر ہُوئی۔ لہٰذا ہمیں کوئی ایک سال ٹھیک معلوم کرنے کے لِئے موجودہ سال کے عدد میں چار سال کا اضافہ کر لینا چاہئے۔

مِلے۔ ۶ء میں اُس نے رومی شہنشاہ کو ناراض کر دیا اور اُس کی بادشاہت شاہی گورنروں کے سلسلے کے تحت کر دی گئی جن میں پُنطیُس پیلاطُس چھٹا گورنر تھا۔ انتپاس (ہیرودیس، چوتھائی مُلک کا حاکم، متّی ۱۴: ۱-۳) کو ورثہ میں گلیل اور پیریہ مِلے۔ فلپّس [۱] (لُوقا ۳: ۱) بسن کے چوتھائی مُلک کا حاکم بن کر اُس علاقے پر حکومت کرتا تھا۔ چہارم چوتھائی مُلک کی حکومت کا ذکر لُوقا ۳: ۱ میں موجود ہے۔ لسانیاس، ہیرودیس کے خاندان سے نہیں تھا اور اَبلینہ، ہیرودیس اعظم کی سلطنت سے باہر تھا۔ (۳) ہیرودیس اگرپّا اوّل کی بادشاہت (۴۱ء - ۴۴ء)۔ ہیرودیس اگرپّا (اعمال ۱۲: ۱-۲۳) ہیرودیس اعظم کا پوتا تھا۔ مملکت رومہ کے شہنشاہ کیلیگولا کی مہربانی سے تمام فِلستِین، ابلینہ سمیت اُس کے ماتحت متحّد کِیا گیا۔ چنانچہ سُلیمان کے بعد وہ کِسی بھی یہُودی بادشاہ کے مقابلہ میں وسیع تر علاقہ پر حکومت کرتا تھا۔ (۴) بادشاہ اگرپّا دوم (۴۴ء - ۶۶ء)۔ [۲] ہیرودیس اگرپّا کی وفات پر ایک نئ تقسیم کی گئی۔ اُس کے بیٹے ہیرودیس اگرپّا دوم (اعمال ۲۶: ۲) کو فلپّس کی چوتھائی مُلک کی حکومتیں دے دی گئیں۔ اُس نے اُن پر شہر یرُوشلیم اور یہُودی ریاست کی تباہی تک (۷۰ء) حکومت کی۔ یہ محض ایک خوش اخلاقی تھی کہ اُسے ''بادشاہ اگرپّا'' کہا جاتا تھا۔ فِلستِین کے دیگر صوبے گورنروں کے ماتحت دے دیئے گئے جس طرح کہ پُنطیُس پیلاطُس کے عہد میں تھا۔ اُن میں سے جن کا ذکر نئے عہدنامہ میں مِلتا ہے وہ یہ ہیں: فیلکس (۵۳ء - ۶۰ء) (اعمال ابواب ۲۳ - ۲۴) اور فیستس (۶۰ء - ۶۲ء) (اعمال ابواب ۲۴-۲۶)۔

---

[۱] مزید معلومات کے لِئے دیکھئے یُوحنّا خان کی تحریر، جغرافیہ بائبل، صفحہ ۱۰۰۔ یہ مفید کِتاب پنجاب ریلجس بک سوسائٹی، لاہور سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

[۲] اِس کے باوجود کہ اُس کا اختیار یرُوشلیم کی تباہی تک رہا ۶۶ء میں اُس نے یہُودی لوگوں کی باغیانہ سازش کے خلاف اپنے آپ کو وسپیشن کے ساتھ وابستہ کر لیا۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ اُس نے یہُودیہ کے لوگوں کو بغاوت چھوڑنے کی ہدایت دی لیکن اُنہوں نے اُس کی ہدایت رد کر دی۔

پہلی کِتاب

حیاتِ مسیح کا تارِیخی دَور یعنی یسُوعؔ مسیح کا ذاتی مقصدِ زندگی اور خدمت

۵ ق م - ۳۰ء

تمہید

۱- تاریخِ بائبل میں مسیح مرکزی شخصیت ہے

کِتابِ مُقدّس کے تمام سلسلے یسُوعؔ مسیح کی طرف آ کر مِلتے ہیں۔ مثلاً یہ وہی تھا جو موعودہ ''عورت کی نسل'' ہو کر شیطانؔ کا سر کچلنے آیا (پیدائش ۱۵:۳) اور یہ وہی عہد کی نسل جو ابرہامؔ سے ہُوا اور جو تمام دنیا کی اقوام کے لِئے برکت کا باعث بننے آیا (پیدائش ۱۲:۱-۳)۔ بے شک طویل صدیوں کے بزرگوں اور یہُودیوںؔ کی قُربانیاں بذاتِ خود عمیق معنی رکھتی تھیں جیسا کہ اُن کے بالمقابل بُت پرستوں کی عبادت بھی پُر معنی ہوتی تھی اور اِن دونوں کی اہمیت مجرم ہونے کا وہ عالمگیر احساس تھا جو جان کی قُربانی سے اپنے آپ کو ظاہر کرتا تھا اور یہ وہی بنی نوع انسان کے دِلوں کا پُر درد آہ و نالہ تھا جس سے وہ اطمینان اور معافی مانگتے تھے۔ لیکن اِس سے بڑھ کر عِبرانیؔ کہانت اور قُربانی کا سب سے اعلیٰ مطلب اُن کے مثالی معنی سے ظاہر ہوتا ہے۔ جب بوجھل صدیاں گزر رہی تھیں تو عِبرانیؔ کہانت اور قُربانی دونوں سے رفتہ رفتہ زیادہ تر یہ حقیقت ظاہر ہُوئی کہ اُن کا مطلب الوہیت کی اپنی ذاتی قُربانی ہے جو بنی نوع انسان کی مخلصی کے لِئے ہو گی یعنی اُن کے اشارے سے وہ ظاہر ہُوا جو ''خُدا کا برّہ ہے'' اور ''جو دُنیا کا گُناہ اُٹھا لے جاتا ہے۔''[۱] یُوں بے شمار تشبیہات اور نبوّتوں کے سلسلے مسیح کی شخصیت پر آ کر مِلتے ہیں۔ اِسی طرح نئے عہد کے تمام سلسلے بھی صِرف یسُوعؔ مسیح کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم مسیح کی منادی کرتے ہیں، مسیح پر اِیمان لاتے ہیں، مسیح کا اقرار کرتے ہیں اور بپتسمہ سے مسیح میں شامل ہوتے ہیں۔ اُس دِن جو مسیح کے مُردوں میں جی اُٹھنے کی یادگار ہے ہم اُس کی موت کی یاد میں عشائے ربّانی ادا کرتے ہیں۔ مسیح کی معرفت مخلصی وہ قرمزی ڈوری ہے جس سے بائبل مُقدّس کی تمام کِتابیں ایک ہی کِتاب کا حِصّہ معلوم ہوتی ہیں۔

---

[۱] یُوحنّا ۱:۲۹

۲- مسیح کلیدِ تاریخِ دُنیا ہے[۱]

مسیح کی پیدائش ایک مرکزی واقعہ ہے۔ چنانچہ اُس کی آمد کے لِئے اِلٰہی تیاریاں اِس طرح سے کی گئیں یعنی عِبرانی نسل کا منتخب ہونا اور محفوظ رہنا، اسکندرِ اعظم کی فتوحات اور یُونانی زبان کا پھیلاؤ، رومی مملکت کا سورج طلوع ہونا اپنی قانونی تنظیم، اپنی شاہراہ اور تہذیب سمیت، یہُودیوں کا اپنے مُقدّس صحائف لے کر وسیع علاقے میں منتشر ہونا، یُونانی فلسفہ کی ہمہ گیر تاثیر، بُت پرستی کے دیوتاؤں پر ایمان لانے کا زوال اور وہ عام اُمید کہ مشرق سے ایک عظیم حاکم سربلند ہو گا۔ یقیناً یہ سب کچھ اتفاقاً نہ ہُوا کہ رومی مملکت اُس وقت تک وجود میں رہی جب تک اُس کی شریانوں میں اِس حد تک کلیتہً مسیحیت نہ سمائی کہ اُس نے اُن وحشیوں کے سپرد کی جو باوجودیکہ رومی مملکت کو کھنڈرات سے بھرنے کے اپنے صلب میں قومیں رکھتے تھے جو دُنیا کے مستقبل کو شکل دینے والی تھیں۔

۳- تاریخ کے ماخذ

اِس تاریخ کے ماخذ چار مختصر سوانح حیات ہیں جن کو عموماً اناجیل کہا جاتا ہے یعنی متّی، مرقس، یُوحنّا اور لُوقا کی معرفت لِکھی گئی اناجیل۔

ا- متّی (لاوی) نے مسیح کا شاگرد بننے کے لِئے اپنا محصول لینے کا عہدہ چھوڑ دیا (متّی ۹:۹، مرقس ۲:۱۴)۔ اِس کے بعد وہ بارہ رسُولوں میں شمار کِیا گیا (متّی ۱۰:۳)۔ اِنجیل جو اُس کی معرفت تحریر ہُوئی خصوصاً یہُودیوں کے لِئے ہے۔ چنانچہ (۱) وہ پرانے عہدنامے کی نبوّتوں کا پینسٹھ دفعہ اقتباس پیش کرتا ہے۔ صِرف ایک باب میں ہی ملاحظہ فرمایئے، متّی ۲: ۵، ۶، ۱۵، ۱۷، ۲۳۔ (۲) اِس اِنجیل میں یرُوشلیم کے لِئے پسندیدہ نام ''مُقدّس شہر'' استعمال ہوتا ہے (۴:۵،۲۴:۱۵، ۲۷:۵۳)، اُس نے یِسُوع کو آٹھ بار ''اِبنِ داؤد'' کہا ہے (مثلاً ۱:۲۰، ۹:۲۷، ۱۶:۲۳)۔

ب- مرقس اُن شاگردوں میں شامل نہیں تھا جن کو یِسُوع نے اپنی زندگی کے دوران مقرر کِیا بلکہ پطرس کی ترغیب سے مسیح کا شاگرد بنا (۱-پطرس ۵:۱۳)۔ وہ پولُس کا ساتھی بنا (اعمال ۱۳:۵، ۱۲:۲۵، ۲-تیمُتھِیُس ۴:۱۱)۔ ظاہر ہے کہ اُس نے غیر یہُودی متلاشانِ حق کے لِئے لِکھا ہے کیونکہ وہ عہدِ عتیق سے بہت کم اقتباس پیش کرتا ہے اور وہ جن چند یہُودی رسومات کا ذکر کرتا ہے اُن کے معنی بھی سمجھاتا ہے (مرقس ۲:۱۸، ۱۳:۲، ۱۴:۱۲)۔

ج- لُوقا بھی اُن شاگردوں میں شامل نہ تھا جن کو یِسُوع نے اپنی زندگی کے دوران مقرّر کِیا تھا (لُوقا ۱:۱-۴)۔ وہ طبیب تھا (کُلسّیوں ۴:۱۴) اور اُس کا ذکر پہلی بار پولُس کے ہم سفر کی حیثیت سے ہوتا ہے (اعمال ۱۶:۱۰) اور اعمال میں دیگر حوالہ جات میں جہاں لفظ ''ہم'' استعمال ہُوا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مُصنّف پولُس کے ساتھ ہوتا تھا۔

د- یُوحنّا پہلے پانچ شاگردوں میں سے ایک تھا (یُوحنّا ۱:۳۵-۵۱)۔ وہ رسُول بنا (متّی ۱۰:۲) اور اُس کا ذکر ایسے

---

[۱] اِس عنوان کو فلپ حتی کے بیان سے تقویّت مِلتی ہے جب وہ لِکھتا ہے، ''۴ ق م یا اُس کے قریب اُسی شخصیّت نے دُنیا میں قدم رکھا جس کی وجہ سے تاریخی سِنین (صدیاں) دو حِصّوں میں تقسیم ہو گئے۔'' اُس کِتاب کے مترّجم نے بھی یہ نکتہ واضع کرنے کے لِئے زیر حاشیہ نوٹ میں لِکھا ہے، ''اشارہ حضرت مسیح علیہ السّلام کی طرف ہے جن کی وجہ سے سِنین (صدیاں) کا ایک حِصّہ قبل مسیح علیہ السّلام اور دُوسرا حِصّہ عیسوی قرار پایا۔'' فلپ کے حتی، تاریخِ شام، صفحہ ۲۶۳۔

ہوتا ہے، ''جس سے یسُوؔع محبّت رکھتا تھا'' (یوُحنّا ۱۳:۲۳، ۲۶:۱۹، ۲:۲۰)۔ شاگرد بننے سے پہلے وہ ماہی گیر تھا (لُوقا ۱:۵-۱۱)۔

متّی اور لُوؔقا دونوں نے مسیح کی پیدائش اور بچپن کی روداد قلم بند کی ہے۔ مرقسؔ، یوُحنّا اصطباغی کی خدمت کے بیان اور مسیح کے بپتسمہ لینے سے اپنی روداد شرُوع کرتا ہے۔ یوُحنّا نے دیگر مُصنّفین کی وفات کے کافی عرصہ بعد بیشتر واقعات کا ذکر جو اُنہوں نے کِیا چھوڑ کر یسُوؔع کی بہت سی گفتگو قلم بند کی۔ یوُحنّا، مسیح کی پیدائش، بپتسمہ، آزمائش، پہاڑی وعظ، تمام تمثیلات، تبدیلِ شکل، عشائے ربّانی کا قائم کرنا اور گتسمنؔی باغ میں رُوحانی اذیّت، غرضیکہ وہ اِن سب میں سے کِسی کا ذکر نہیں کرتا۔ پہلی تین اناجیل میں تقریباً ایک جیسے ہی واقعات قلم بند کئے گئے ہیں۔ اِس لِئے اکثر اوقات یہ اناجیل متّفقہ کہلاتی ہیں۔

پہلا باب

پیدائش اور بچپن

متّی ابواب ۱-۲، لُوقا ابواب ۱-۲

۱- رویاؤں کا سلسلہ

اِنجیل کی تاریخ چار رویاؤں [۱] کے ایک سلسلے سے شروع ہوتی ہے۔

ا- زکریّاہ کی رویا۔ زکریّاہ ایک عمر رسیدہ نیک چال چلن رکھنے والا کاہن تھا۔ ہَیکل میں اپنے فرائض کی ادائیگی کے دوران جبؔرائیل فرشتہ جس نے دانؔی ایل پر مسیح کی آمد ظاہر کی تھی (دانی ایل ۹:۲۱-۲۳) زکریّاہ پر ظاہر ہُوا اور اعلان کِیا کہ میاں بیوی کی دُعاؤں کے مُطابق اُس کی بیوی الیشبع کے ہاں بیٹا پیدا ہو گا۔ اِس وعدہ کی ایک علامت اور مہر کے طور پر زکریّاہ پر گونگاہ ہونے کا حکم جاری ہُوا جب تک کہ وعدہ کی تکمیل نہ ہُوئی۔

ب- مریَم کی رویا۔ مریَم کا الیشبع سے کزن کا خونی رشتہ تھا۔ وہ داؤد کی نسل میں سے تھی۔ وہ کنواری تھی اور اُس کی منگنی یُوسف نامی ایک شخص سے طے پا چُکی تھی۔ وہی فرشتہ جو زکریّاہ کے پاس گیا تھا خوشی کا یہ پیغام پہنچانے کے لِئے مریَم کے پاس بھی بھیجا گیا کہ اُس کے ہاں بھی ایک بیٹا پیدا ہو گا۔ اِس سبب سے کہ اُس کی پیدائش رُوح اُلقُدس کی تخلیقی قوت سے ہو گی وہ اِبنِ خُدا کہلائے گا اور بنی نوع اِنسان کا مُنجّی ہو گا۔ خوشی سے پھولے نہ سماتے ہُوئے مریَم اپنی جائے رہائش ناصرؔة سے جو گلیلؔ میں واقع تھی یہُودیؔہ کے پہاڑی علاقہ میں اپنی رشتہ دار الیشبع سے مِلنے گئی۔

ج- یُوسف کی رویا۔ جب مریَم واپس ناصرؔة لوٹی تو اُس کی خوشیوں پر غم کے بادل چھا گئے کیونکہ یہُودیوں میں منگنی کی رسم بھی اتنی ہی مُقدّس سمجھی جاتی تھی جتنی شادی کی۔ چنانچہ اِس واقعہ کے سبب سے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ مریَم نے بندھن توڑ ڈالا وہ ایک ذلّت آمیز موت کے خطرے میں جا گری۔ لیکن تیسری رویا کے ذریعے یُوسف پر روشن ہُوا کہ اِن واقعات کا اعلیٰ مطلب یہ ہے کہ بیٹا نہ صِرف موعودہ ہے بلکہ نبوّتوں کے مطابق اُس کا نام عمانوایل ہو گا جس کا مطلب ہے ''خُدا ہمارے ساتھ'' (متّی ۱:۲۳، یسعیاہ ۷:۱۴)۔

۲- بیت‌لحم میں چرنی جھولا بن گئی

عین وقت پر دونوں وعدے پُورے ہُوئے یعنی اِلٰہی حکم کے مطابق زکریّاہ اور الیشبع کا بیٹا یُوحنّا کہلایا۔ چند ماہ بعد مریَم کے ہاں اُس کا پہلوٹھا پیدا ہُوا اور رویا کے مطابق اُس کا نام یِسُوع رکھا گیا یعنی مُنجّی۔ اِس موقع پر بھی جیسا کہ بہت سے دیگر معاملات میں ہُوا انسانی منصوبہ غیر شعوری

---

[۱] اِن رویاؤں میں سے یِسُوع کی پیدائش سے پہلے تین ظاہر ہُوئیں اور ایک اُس کی پیدائش کے فوراً بعد ظاہر ہُوئی یعنی وہ جو چرواہوں کو دکھائی دی جس کا ذکر اِس باب کے عنوان نمبر ۳ میں درج ہے۔

طور پر اِلٰہی مقصد کی خدمت میں نکلا۔ پیشگوئی کے مطابق مسیح کی پیدائش بیت لحم میں ہونے کو تھی (میکاہ ۵:۲)۔ لیکن مریم کی رہائش گاہ دُور دراز ناصرۃ میں تھی۔ قیصر اوگوستس کے مردم شماری کے حکم کی وجہ سے یوسف اور مریم اپنے آبائی گاؤں بیت لحم گئے۔ جیسے دردِ زہ کے راز مارٹن لوتھر کی ماں پر ظاہر ہُوئے جب وہ پناہ گاہ سے باہر تھی ویسے ہی مریم پر گذری۔ سرائے میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ حلیم جوڑے نے طویلہ ہی میں سر چھپانے پر قناعت کی۔ جب قیصر اوگوستس اپنی مملکت کی توسیع کے منصوبوں میں مصروف تھا اور ہیرودیس اعظم اذیت و تکلیف پہنچانے کے لئے نئی سازشیں سوچ رہا تھا اور دُنیا کے دیگر مشہور لوگ اپنی اپنی راہ لے رہے تھے غرض کہ جب اِن میں سے کسی کو اِس عظیم واقعہ کا کچھ پتہ نہ تھا ابنِ آدم جس میں الوہیت کی ساری معموری مجسم تھی پیدا ہُوا۔

۳- چرواہوں کی رویا

دُنیا اپنے بادشاہ کی آمد سے بے خبر تھی مگر ایسے موقع پر آسمان خاموش نہیں رہ سکتا تھا۔ نہ بادشاہوں اور اُن کے درباریوں کے لِئے نہ مغرور کاہنوں کے لِئے اور نہ شان و شوکت والے فریسیوں کے لِئے بلکہ حلیم چرواہوں کے لِئے جو اُس کے غریبانہ جھولے کے پاس گئے اور اِس لِئے دُنیا کے تمام باشندوں میں پہلے تھے جو دُنیا کو مخلصی دینے والے کی تعظیم کرنے گئے محض اُن کے لِئے فرشتوں نے اپنا گیت "زمین پر صلح" [۱] گا کر مژدہ سُنایا۔ وہ چرواہے دُنیا کے سارے لوگوں کے نمائندے اور پیش رو ہیں یعنی اُن کے جو "خوشی سے اُس کی سُنتے" [۲] ہیں۔

۴- ہَیکل میں دو منتظر

یہُودی رسم کے مطابق یسُوع کا ختنہ اور نام رکھنا آٹھویں دِن ہُوا۔ پیدائش کے چالیس دِن بعد مریم چھ میل دُور یروشلیم میں قُربانی چڑھانے گئی جو ایسے موقع پر لازم تھا (احبار باب ۱۲)۔ "ہَیکل کا خُداوند، خُداوند کی ہَیکل میں موجود ہُوا۔" [۳] اُن کی ظاہری غربت (لُوقا ۲:۲۴، احبار ۱۲:۸) ایسی تھی کہ اُن پر فقیہ اور کاہن اُس اعلیٰ بارگاہ میں کوئی خاص توجہ نہ دیں لیکن وہاں بھی جس طرح کہ بیت لحم کے پہاڑی علاقہ میں ہُوا کچھ خُدا پرست لوگ موجود تھے جو اِلٰہی باطنی دانش کی ہدایت پر چلنے کو تیار تھے۔ وہ اپنی خوش آمیز پہچان کے سبب سے مسرّت سے بھر گئے کہ وہ مسیح جس کے لوگ طویل مدت تک منتظر رہے آخر کار اُن میں موجود ہے۔ اُن جیسے دو عمر رسیدہ یعنی شمعون اور حنّا کے نام پاک صحائف میں درج ہیں۔ وہ دونوں اُس انبیانہ رُوح کی مثال تھے جس نے عِبرانی قوم کو عظمت بخشی۔ اُنہوں نے سب سے پہلے اعلانیہ طور پر یسُوع کو مسیح پکارا۔

۵- مجوسیوں کی تشریف آوری

صِرف رعایا اور اِسرائیلی انبیانہ رُوحیں رکھنے والے لوگ ہی بیت لحم کے ننھے مُنے بچے کے جھولے کے گرد جمع نہ ہُوئے بلکہ دُور دراز کے اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک بھی اُس انکشاف پر مسرّت سے پھولے نہ سماتے تھے۔ اُن میں جو

---

[۱] لُوقا ۲:۱۴
[۲] مرقس ۱۲:۳۷
[۳] ملاکی ۳:۱

مسیح کی تعظیم کے لِئے آتے چند لوگ بُت پرست دُنیا میں سے بھی تھے۔ ''مجوسی پورب سے یروشلیم میں یہ کہتے ہُوئے آئے کہ یہُودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہُوا ہے وہ کہاں ہے؟ کیونکہ پورب میں اُس کا ستارہ دیکھ کر ہم اُسے سجدہ کرنے آئے ہیں۔''[۱] اُن کے نام اور قومیّت[۲] کی روائتیں، اُس ستارے کی نوعیّت اور اُن کے علم کی وسعت کے بارے میں قیاس آرائی کرنا یہ سب کچھ فضول ہے۔ مجوسی اُس وسیع پھیلی ہُوئی غیر اقوام کی بُت پرستی کی دھندلی خواہشمندی اور اُمید رکھنے والوں کے نمائندے تھے اور اُس سے بڑھ کر وہ اُس مستقبل کی ایک علامت ثابت ہُوئے جب غیر اقوام بُت پرستی چھوڑ کر ہمارے بادشاہ اور خُداوند کی تعظیم اور محبت کرنے والوں کی صف میں شامل ہوں گی۔

۶- ہیرودیس کا فرمان اور خاندان سمیت یُوسف کا مِصر کو فرار

ہیرودیس اپنی بیماری کے شدید درد کی اذیّت سے قریب المرگ تھا۔ اِس کے علاوہ اُس کی بے چینی کے بہت سے دیگر اسباب بھی تھے کیونکہ اُس کا تخت اپنی حاسدانہ نفرت کے نشانوں پر قائم تھا۔ در پردہ اُس کی تمام مملکت میں سازش پھیل چُکی تھی۔ ایسے موقع پر اِس قِسم کے آدمی کی نظر میں مجوسیوں کی تحقیق خنجر گھونپنے کے برابر سمجھی جائے گی۔ قتل کا مقصد اور ظلم دونوں کو چھپاتے ہُوئے ہیرودیس نے مجوسیوں کو حُکم دیا کہ جب اُن کی بچے سے ملاقات ہو جائے تو وہ اُسی کو اطلاع دیں۔ لیکن اِلٰہی ہدایت قبول کر کے وہ دُوسرے راستے سے اپنے گھروں کو واپس لوٹ گئے۔ ہیرودیس وحشیانہ طور پر بیت لحم اور اُس کے قرب و جوار کے معصوم بچوں پر جھپٹا لیکن اُس زندگی کے سرچشمہ کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا جب تک کہ وہ خود رضامندی سے گُناہ کی قُربانی کی حیثیت سے اپنے آپ کو پیش نہ کرے۔ ''ہیرودیس نے اپنی تلوار گھونسلے پر لہرائی لیکن پرندہ اُڑ چُکا تھا۔'' یُوسف جو اِلٰہی ہدایت کے لِئے ہمیشہ چوکس رہتا تھا ہیرودیس کی طاقت کی حدود سے نکل کر مِصر چلا گیا۔ پھر بھی وہ یہُودیوں کی ایک وسیع آبادی کی حدود میں رہا۔ اِس

---

[۱] متی ۲:۱-۲

[۲] مجوسیوں کی قومیّت کے بارے میں جیسا کہ پروفیسر ڈین نے کہا ہے قیاس آرائی کرنا فضول ہے لیکن اِس سلسلے میں تحقیقات کافی مفید ثابت ہُوئی ہیں۔ ایران کی پارتھی مملکت کے عہد کے دوران جو تقریباً ۲۲۸ ق م سے ۲۲۶ء تک قائم تھی وہ مذہب جس میں اہورمزدہ کی پرستش کی جاتی تھی سرکاری مذہب قرار دیا گیا۔ اُس مذہب کے کاہن مجوسی کہلاتے تھے اور مذہب سرکاری ہونے کی وجہ سے یہ سرکاری ملازم ہوتے تھے۔ اِنجیلِ مُقدّس کے بیان کے مطابق یہ مجوسی پورب کی طرف سے تشریف لائے۔ جب وہ یروشلیم میں پہنچے تو جیسا کہ بائبل میں لکھا ہے، ''ہیرودیس بادشاہ اور اُس کے ساتھ یروشلیم کے سب لوگ گھبرا گئے۔'' (متی ۲:۳) اِس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن مجوسیوں کی حیثیت اعلیٰ تھی۔ علاوہ ازیں جس حد تک آسانی سے اُن کو ہیرودیس اعظم کے دربار میں جانے کی اجازت مِلی اور جس طرح اُن کی درخواست کے مطابق ہیرودیس اعظم نے شرع کے عُلما کو بلایا اِن باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا طبقہ اور اُن کی اہمیّت دونوں اہم اور موثر تھے۔ اُن دِنوں میں پارتھی اور رومی مملکتیں ایک دُوسرے کی رقیب تھیں اور سرحدوں پر جھڑپیں جاری تھیں۔ جب یہ مجوسی یہُوداہ کے بادشاہ کے بارے میں دریافت کرنے لگے تو بے شک ہیرودیس اعظم سمجھنے لگا کہ اُس کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے۔ اِن حقائق کے علاوہ جن کے سبب سے اُن کو پارتھی کے لوگ سمجھنا معقول ہے ایک تاریخی واقعہ اَور بھی ہے جس سے اِس رائے کی تصدیق ہوتی ہے۔ ۶۱۱ء میں ایران کے لوگوں نے ملک کنعان کا محاصرہ کِیا اور اُنہوں نے عیسائیوں کی سب عبادت گاہوں کو سوائے بیت لحم کی عبادت گاہ کے برباد کر دیا۔ اُنہوں نے اُس عبادت گاہ کو اِس لِئے چھوڑ دیا کیونکہ اُس کے سامنے کی دیوار پر ایک تصویر تھی جس میں مجوسیوں کی تشریف آوری ظاہر ہوتی تھی۔ ایرانی فوجیوں نے پہچان لیا کہ یہ مجوسی ایرانی ہیں۔ لہٰذا اُنہوں نے اُس عبادت گاہ کو برباد نہ کِیا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت لحم کے عیسائی لوگ مجوسیوں کو ایرانی سمجھتے تھے۔ مزید معلومات کے لِئے ولیم جی ینگ کی تصنیف رسولوں کے نقشِ قدم پر، صفحہ ۳۴۰-۳۴۸ تک دیکھیں۔ یہ کِتاب اُردو ٹیکسٹ بک کمیٹی، گوجرانوالہ، تھیولاجیکل سیمنری سے دستیاب ہوسکتی ہے۔

کے جلد بعد ہیرودیس مر گیا۔ یوسف اُس کے جانشین ارخلاؤس سے ڈر کر جس نے اپنے باپ کے تخت اور حکمتِ عملی دونوں کو سنبھالا تھا دُور دراز اپنے گاؤں ناصرۃ واپس لوٹ گیا۔

دُوسرا باب

تیّاری کا زمانہ

متّی ۳:۱-۱۱:۴، مرقس ۱:۱-۱۳، لُوقا ۲:۴۰-۴:۱۳، یُوحنّا ۱:۱۹-۲۸

۱: ناصرۃ میں خاموشی کے سال

تیس سال تک یِسُوعؔ کا گھر ناصرۃؔ رہا۔ یہُودیہؔ اور یرُوشلیمؔ کے مہذّب یہُودیؔ اُس چھوٹی سی دیہاتی بستی کو حقیر سمجھتے تھے اور جب یِسُوعؔ گمنامی سے نکلا تو وہ اُسے اور اُس کے شاگردوں کو حقارت سے ناصریؔ کہتے تھے۔

۱- اناجیل غیر معتبر دعویٰ نہیں کرتیں

اُس افراط کے مقابلہ میں جس سے غیر معتبر اناجیل یِسُوعؔ کے گہوارے، اُس کی خدمت اور اُس کی صلیب کا بیان کرتی ہیں یہ خاموشی کے تیس سال نہائت انوکھے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ جو بغیر اِلہام کے سوانحِ حیات قلم بند کرتے ہیں جیسے اناجیل میں درج ہے ویسے بیان نہیں کرتے۔ اِس کے برعکس مسیح کے بچپن کے واقعات پر اور اُس کی عظیم قابلیّت کی علامت پر وہ تفصیل کے ساتھ بیان کرنا پسند کرتے ہیں۔ اِس نکتۂ نظر سے غیر معتبر اناجیل کے مُصنفّین نے مسیح کے ابتدائی سالوں کا بیان کِیا ہے۔ وہ اپنے اوراق، علامت اور قبل از وقت معجزات کے بیان سے اِس ارادے کے ساتھ بھرتے ہیں کہ اُس کی عظمت ہو لیکن وہ حقیقتاً اُس کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ حقیقی اناجیل غیر معتبر دعویٰ نہیں کرتیں۔ اِس لِئے اُن کے بیان کی سچائی اور وہ آدمی جن کی معرفت یہ لِکھی گئی ہیں اُن کا اِلہام سے لِکھنا دونوں پر مہر ثبت ہو جاتی ہے۔

۲- تعلیمی اثرات

یِسُوعؔ نے نہ سُستی میں اور نہ جاہلیّت میں پرورش پائی۔ وہ خود بھی بڑھئی تھا اور لوگوں کا خیال تھا کہ وہ بڑھئی کا بیٹا بھی ہے (متّی ۱۳:۵۵، مرقس ۶:۳)۔ ہر یہُودیؔ لڑکا پڑھ لِکھ سکتا تھا۔ عام لوگ پڑھنے لِکھنے کے قابل تھے۔ جہاں لِکھا ہے، ”اُس کو بغیر پڑھے کیونکر عِلم آ گیا“ (یُوحنّا ۷:۱۵) مطلب یہ ہے کہ یِسُوعؔ نے اُس زمانے کے دینی عُلما کے مدرسوں سے تعلیم نہیں پائی یعنی جیسا آج کل کہا جاتا ہے وہ کالج کا تعلیم یافتہ نہ تھا۔ یقیناً وہ تین زبانیں جانتا تھا یعنی ارامیؔ جو اُس کی مادری زبان تھی، عِبرانیؔ جو پاک صحائف کی اصلی زبان تھی اور یُونانیؔ جو ادبی زبان تھی۔ گو غربت کے سبب سے وہ پاک صحائف کی مکمل جلد حاصل نہ کر سکا مگر بستی کی مذہبی درس گاہ میں وہ مکمل جلد پڑھ سکتا تھا اور پاک صحائف کی کچھ منتخب شدہ عبارات یقیناً ایسے بڑھئی کے گھر میں بھی موجود ہوں گی۔

۳- یرُوشلیم کی زیارت

تعلیم حاصل کرنے کے ایک اہم طریقہ کا ذکر لُوقا ۲:۴۶-۵۱ میں پایا جاتا ہے۔ اُس کے والدین ہر سال

عیدِ فسح منانے کے لِئے یروشلیم جایا کرتے تھے۔ اُس اسّی میل لمبے سفر کے راستے میں بہت سے ایسے مقامات آتے تھے جو کافی حد تک تاریخی واقعات کے ساتھ وابستہ تھے۔ جیسے یہُودی، یروشلیم کو عزیز رکھتے تھے ویسے دُوسرے لوگ اپنے دارالحکومت کو عزیز نہیں رکھتے تھے۔ بُہت سارے ملکوں سے زائرین کے ہجوم اپنی اپنی زبان بولتے ہُوئے یروشلیم کے گلی کوچوں اور ہَیکل کی بارگاہوں میں قدم رکھتے تھے۔ ایک عقل مند اور پُر خلوص بچے کے لِئے ایسا سالانہ سفر بذاتِ خود ایک تعلیمی تجربہ بن گیا ہو گا۔ خاموشی کے اُن تیس سالوں کے دوران صِرف ایک بار گمنامی کا پردہ ہٹایا گیا۔ بارہ سال کی عمر یہُودی بچے کے لِئے زندگی کا ایک خاص موڑ مانی جاتی تھی۔ اِس عمر میں وہ ایک پیشہ سیکھنے لگتا تھا، بالغ سمجھا جاتا تھا، اِس کے بعد وہ اپنے باپ سے کِسی کے ہاتھ بِک نہیں سکتا تھا، نشان کے طور پر اپنے ہاتھ اور پیشانی پر شرِیعت کی چند منتخب تحریر شدہ آیات باندھنے لگتا تھا اور شرِیعت کا فرزند کہلاتا تھا۔ اِس فیصلہ کُن عُمر پر معلوم ہوتا ہے کہ یِسُوعؔ پہلی دفعہ یروشلیم گیا۔ جب اُس کے ہمسفروں نے گھر کی جانب واپس ایک دِن کی منزل طے کر لی تو معلوم ہُوا کہ وہ ساتھ نہیں ہے۔ واپس جا کر اُس کے والدین بڑی پریشانی سے سارا دِن اُسے یروشلیم میں ڈھونڈھتے رہے۔ آخر کار اُنہوں نے اُسے ڈھونڈ ہی لیا۔ لیکن بچوں میں سڑکوں پر نہیں، نہ ہی مناظر دیکھتے ہُوئے بلکہ ہَیکل میں عُلمائے شرع کے درمیان اُن کی سُنتے اور سوال کرتے ہُوئے۔ ''مُجھے کیوں ڈھونڈتے تھے؟ کیا تُم کو معلوم نہ تھا کہ مُجھے اپنے باپ کے ہاں ہونا ضرُور ہے؟''[۱] یہ اُس کے پہلے تحریر شدہ الفاظ ہیں اور یہی اُس کی زندگی کا بنیادی اصول ہے۔ گو وہ اپنے والدین کے ساتھ ناصرۃ واپس لوٹ گیا اور اُن کے تابع زندگی بسر کرتا رہا لیکن بے شک یروشلیم کی سالانہ زیارت سیرت کو ڈھالنے اور منصوبوں کی تکمیل میں اُس پر اثر انداز ہُوئی۔ ہم یہ سوال کِئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یِسُوعؔ کو کب اور کِس طرح اپنی اِلٰہی فطرت اور شخصیت کا احساس ہُوا۔ کیا یہ احساس اُس پر اچانک چھا گیا یا آہستہ آہستہ پیدا ہُوا جیسا کہ عام بچے کی شخصیت میں خود آگاہی پیدا ہوتی ہے؟ کیا اِس خود آگاہی کا آغاز اُس پُر سکون گفتگو سے جو اُس کی پیدائش کے انوکھے پن کے بارے میں اُس کے گھر کئی بار ہُوئی ہو گی پیدا ہُوا یا خود آگاہی اپنے آپ اُس کی سیرت میں پیدا ہُوئی؟ ایسے سوالات ہماری قابلیت سے باہر ہیں اور اِس سے تجاوز کرتے ہیں جو مکاشفہ سے ظاہر ہُوا۔ پھر بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ یِسُوعؔ بارہ سال ہی کی عُمر میں جانتا تھا کہ وہ اِبنِ خُدا ہے۔

۴- خاموشی کے سالوں کے اسباق

اعلانیہ طور پر یِسُوعؔ، خُدا کی خدمت میں صِرف تین سال مصروف رہا لیکن حقیقتاً اُن خاموشی کے سالوں کے دوران جیسا کہ اُس وقت جب وہ عوام کو تعلیم دیتا تھا یا ہماری خطاؤں کے لِئے جان دے رہا تھا وہ خُدا کی مرضی پر عمل کر رہا تھا۔ سب کچھ جو یِسُوعؔ نے کِیا اُس قابلیّت سے ہُوا جو اُس کی انفرادیّت میں موجود تھی اور اُس کی انفرادیّت کی نشو نما خاموشی کے اِنہی تیس سالوں کے دوران مکمل ہُوئی جیسا کہ لِکھا ہے، ''حکمت اور قد و قامت میں

[۱] لُوقا ۲:۴۹

اور خُدا اور اِنسان کی مقبولیّت میں ترقی کرتا گیا۔''[۱] دُنیا کی اہم ترین ضرورت ہے کہ لوگ اچھی سیرت کے مالک ہوں اور جو بھی سال ایسی اعلیٰ سیرت کے ڈھالنے میں صرف کئے جائیں وہ ضائع نہیں ہوتے جن سے ایسی اِنسانیت پیدا ہوتی ہے جیسی ناصرؔۃ کی گُمنامی سے نکلی۔

۲: یُوحنّؔا اصطباغی کی خدمت

۱- نبوّت کی تجدید

چار صدیاں پہلے آخری دفعہ نبوّت کی آواز اعلانیہ طور پر سُنائی دی۔ ملاکیؔ نے جو آخری عِبرانیؔ نبی تھا اور یسعیاؔہ نے بھی مسیح کے ایک پیش رو کی پیشینگوئی کی تھی۔ (ملاکی ۳:۱؛ ۴:۵-۶، یسعیاہ ۴۰:۳) پہلے جبؔرائیل کی بشارت پر اور دوبارہ یُوحنّؔا کی پیدائش پر ظاہر کِیا گیا کہ یُوحنّؔا ہی مسیح کا پیش رو ہے۔[۲] اُس کی پیدائش اور ختنہ کی رسم کے تفصیلی بیان کے بعد صِرف ایک ہی آیت (لُوقا ۱:۸۰) میں سب کچھ جو اُس کے سوانح حیات کے اگلے تیس سال کے عرصے کے بارے میں معلوم ہے قلم بند ہُوا۔ وہ پیدائش ہی سے نذیر تھا (لُوقا ۱:۱۵ اور گِنتی ۶:۱-۵) اور جب وہ صحرا سے نکلا تو قدیم عِبرانیؔ نبیوں جیسی کھردری پوشاک پہن کر نکلا۔ اپنی اُس طویل گوشہ نشینی کے ایّام کے دوران وہ پرہیزگاری اور اپنے زمانہ کے گُناہوں پر اور انبیانہ رویاؤں پر جو مسیح اور اُس کی بادشاہت کے بارے میں ظاہر ہُوئیں اُن سب پر گہرا دھیان کرتا رہا ہو گا۔ اُس نے شہروں کی طرف توجہ نہ دی بلکہ نہایت کم آبادی والے جنگلی ساحلی علاقہ میں جو یردؔن کے قریب تھا منادی کرتا تھا۔

۲- اُس کی خدمت کا اثر

اُس کی دو سالہ خدمت کا نتیجہ اِس سے کہیں بہتر نکلا جو اکثر پچاس سالہ خدمت میں بھی نہیں نکلتا۔ یُوحنّؔا نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا (یُوحنّا ۱۰:۴۱) پھر بھی جلد ہی تمام قوم اُس کے قدموں میں آ گری۔ اِس ایلیّاہ ثانی کا کلام سُننے کے لِئے نہ صِرف ان پڑھ دیہاتی بلکہ دارالحکومت سے مہذّب فقیہ اور فریسؔی بھی جوق در جوق آنے لگے۔ لوگ محسوس کرتے تھے کہ یہاں آخر کار ایک شخص موجود ہے جس کا پیغام اُن کی زندگیوں کے لِئے ہے۔ اُس نے اپنے آپ کو اُس زمانہ کے معلموں کی طرح پودینہ، سونف، زیرہ[۳] اور تعویذی توریت کی جسامت اور سبت کے دِن کے سفر کی لمبائی کے معاملات میں نہ اُلجھایا۔ اُس کی خدمت کا ایک حِصّہ یہ تھا کہ وہ قوم کو ظاہرداری سے نکال کر حقیقت کی طرف لے جائے۔ اُس نے سپاہیوں کے تشدّد، محصول لینے والوں کی زیادتی، فریسؔیوں کی ریاکاری اور سب کی خود غرضی پر ملامت کی (لُوقا ۳:۱۰-۱۴)۔

۳- بادشاہت کی نزدیکی

یُوحنّؔا کی خدمت بذاتِ خود مکمل نہیں تھی بلکہ وہ تیاری کی خدمت تھی۔ اُس کا زور اِس پر تھا کہ ''توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے۔''[۴] اُس نے مسیح

---

[۱] لُوقا ۲:۵۲

[۲] لُوقا ۱:۱۷، ۷۶

[۳] متّی ۲۳:۲۳

[۴] متّی ۳:۱-۲

ہونے کے دعویٰ سے انکار کیا لیکن اپنے آپ کو تیار کرنے والی آواز کہا (یُوحنّا ۱:۱۹-۲۳)۔ اپنے پیغام پر زور دینے کے لِئے وہ ”گُناہوں کی معافی کے لِئے توبہ کے بپتسمہ کی منادی کرتا تھا“[۱] اور اِس کے ساتھ ہی لوگوں سے کہتا تھا ”جو میرے پیچھے آنے والا ہے“ اُس پر یعنی یِسُوعؔ پر اِیمان لانا یعنی اُس پر جو رُوح اُلقُدس سے بپتسمہ دے گا (مرقس ۱:۷-۸، اعمال ۱۹:۴)۔ اُس نے سوئی ہُوئی قوم کو بیدار کرنے، اُن کے ضمیر کو جھنجھوڑنے اور اُن میں مسیح کی آمد کی اُمید کے شعلہ کو بھڑکانے کے لِئے پہلے اُن کی اِس اُمید کو اپنے اُوپر مرکوز ہونے دیا پھر اُسے مسیح کی جانب موڑ دیا۔ اُس کی مختصر سی خدمت کا مقصد اور نتیجہ یہی تھا۔

۴- یِسُوعؔ کا بپتسمہ لینا

یُوحنّا کی خدمت یِسُوعؔ کو بپتسمہ دینے سے عرُوج تک پہنچی۔ ایک دِن گُنہگار ہجوم کے ساتھ مریمؔ کا بے گُناہ بیٹا بھی آیا۔ ہم نہیں جانتے کہ اُن کی پہلے بھی کبھی ملاقات ہُوئی تھی لیکن یقیناً اُس وقت تک یُوحنّا اُسے مسیح کی حیثیت سے نہیں جانتا تھا (یُوحنّا ۱:۳۱-۳۴)۔ یہ شیر ببّر جیسا نبی جو ہر فریسی اور بادشاہ کا سامنا کر سکتا تھا بڑی عاجزی کے ساتھ مسیح کی لاثانی اِنسانیت کے حضور یہ کہہ کر جھک گیا، ”میں آپ تُجھ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہُوں اور تُو میرے پاس آیا ہے؟“[۲] درحقیقت یِسُوعؔ کا بپتسمہ ہمارے بپتسمہ کی مانند نہیں تھا۔ یہ نہ تو ”توبہ“ کا بپتسمہ تھا اور نہ ہی ”گُناہوں کی معافی“ کا، تاہم یہ بپتسمہ یُوحنّا اور مسیح دونوں کے لِئے پُر معنی تھا۔ جب آسمان کھل گیا رُوح اُلقُدس نازل ہُوا اور اِلٰہی آواز سُنائی دی کہ ”یہ میرا پیارا بیٹا ہے“[۳] تو یُوحنّا کے دِل میں شک کی کوئی گنجائش نہ رہی کہ حقیقتاً یہی وہ مسیح ہے جس کے سامنے میری حیثیت کو گھٹنا چاہیے۔ ہماری طرح یِسُوعؔ کے لِئے بھی بپتسمہ لینا زندگی کا ایک فیصلہ کُن واقعہ تھا کیونکہ اُس موقع پر رُوح اُلقُدس نازل ہُوا اور اُس کی ابنِ خُدا ہونے کی حیثیت مانی گئی۔ ”گو پانی کے اندر جانے سے پہلے ہی وہ پاک صاف تھا لیکن جب وہ پانی سے باہر نکلا تو پاکیزگی سے بھی اعلیٰ تر جلال کے ساتھ اُس کا چہرہ منوّر تھا۔ اُس کی گزشتہ زندگی مکمل ہُوئی اور ایک نیا دَور شروع ہُوا۔ ایک نئی زندگی کی دہلیز پر قدم رکھنے کا عین یہی لمحہ تھا۔ گزرے ہُوئے سال یردنؔ کے پانی میں دفن ہُوئے۔ جب وہ پانی میں اترا تو وہ یِسُوعؔ ابنِ آدم تھا، جب اُس میں سے اُوپر آیا تو وہ خُدا کا مسیح تھا“[۴]

۵- آزمائش

اب یِسُوعؔ اپنی عظیم خدمت کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے۔ تیس سال کے دوران اُس کی اِنسانی فطرت اِس حد تک ترقی پا چُکی تھی کہ وہ اِلٰہی مقصد کے لِئے ایک مناسب وسیلہ بن گیا۔ اُس کی فطرت کے ساتھ ساتھ اُس کے منصوبے بھی مکمل ہو گئے۔ کیا اُس میں اتنی جرأت ہو گی کہ اپنے منصوبہ کے مطابق منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لِئے لگاتار کوشش کرے؟ یہی سوال تھا جس کا جواب آزمائش

---

۱ مرقس ۱:۴

۲ متّی ۳:۱۴

۳ متّی ۳:۱۷

۴☆ Geikie's Life of Christ, Vol. I, p. 413.

سے مِلنے والا تھا۔ آزمائش کی بنیاد اُس زمانے کے یہُودیوں کی اُمید تھی جو عجائب ظاہر کرنے والے سیاسی مسیح کے منتظر تھے۔ کیا آزمانے والا ظاہری طور پر یسُوعؔ کے پاس آیا یا ویسے جیسے اکثر اوقات وہ ہم پر کامیابی کے ساتھ صِرف اندرونی اور گُناہ کی ترغیب دینے سے حملہ کرتا ہے؟ شاید یہ ہمیں کبھی معلوم نہیں ہو گا لیکن ہم جانتے ہیں کہ اُس کی آزمائش تین شکلوں میں ہُوئی۔

ا- جسمانی حاجت کے ذریعے سے۔ ''فرما کہ یہ پتھر روٹیاں بن جائیں۔'' [۱] اِس آزمائش میں یہ ترغیبیں شامل تھیں: (ا) کہ وہ اپنے باپ کی دیکھ بھال پر شک کرے۔ (۲) کہ اپنی معجزہ ظاہر کرنے کی قوّت اپنے فائدہ کے لِئے استعمال کرے۔ لیکن وہ جو ''اِس لِئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اِس لِئے کہ خدمت کرے'' [۲] اپنی فوق الفطرت عنائیتوں کو اِس طرح خود غرضی کے لِئے غلط طور پر استعمال نہیں کر سکتا تھا۔

ب- خُدا پر بھروسہ کرنے کے ذریعے سے۔ ہَیکل کے کنگُرے پر سے ''تُو اپنے تئیں نیچے گرا دے۔'' [۳] لیکن وہ جو خُدا کی حفاظت پر شک نہیں کرتا تھا صِرف ایک گروہ کو حیرت کرنے کی خاطر اُس کی اِس حفاظت کو ناجائز استعمال نہیں کر سکتا تھا۔

ج- اختیار کی تجویز کے ذریعے سے۔ یسُوعؔ، مسیح ہے۔ وہ تمام دُنیا پر حکومت کرے گا۔ ''جھک کر مُجھے سجدہ کرے۔'' [۴] یُوں شیطان نے مسیح کو مشورہ دیا کہ وہ رُوحانی ذرائع سے سُست رفتار فتوحات کا ہرگز انتظار نہ کرے بلکہ جسمانی ذرائع اختیار کرے اور اپنے لوگوں کی دُنیاوی اُمیدوں کے ساتھ ساتھ چلے تو پھر وہ کون سے تخت ہیں جو فتح نہ ہو سکیں گے؟ جب کبھی کلیسیا نے جابرانہ طور پر اپنا مقصد حاصل کِیا تو اِسی آزمائش کے سامنے شکست کھائی۔

یسُوعؔ غالب آیا اور آزمانے والا ''کچھ عرصہ کے لِئے اُس سے جُدا ہُوا۔'' [۵] لیکن حاسد فقیہوں کے ذریعہ سے یہُوداہؔ اسکریوتی اور صدرِ عدالت کی سازشوں کے ذریعہ اور اُس کینہ کے ذریعہ جو صلیب کے مقام پر بھڑکا اِن سب سے شیطان نے اپنے حملے کی تجدید کی لیکن اُس کی مستحکم رُوح کے خلاف کوئی محاصرہ کامیاب نہ ہو سکا جو ''سب باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تَو بھی بے گُناہ رہا۔'' (عبرانیوں ۱۵:۴)

---

[۱] متّی ۳:۴
[۲] متّی ۲۸:۲۰، مرقس ۴۵:۱۰
[۳] متّی ۵:۴-۶
[۴] متّی ۹:۴
[۵] لُوقا ۱۳:۴

تیسرا باب

گمنامی کا زمانہ

یعنی دریائے یردؔن پر دوبارہ واپس پہنچنے سے گلیلؔ کو واپس جانے تک

یُوحنّا ۱:۲۹-۴:۵۴

زمانے کی خصُوصیّات

یہ نَو یا دس ماہ کا زمانہ ہے یعنی موسمِ سرما کے آخر سے لے کر اگلے موسمِ سرما کے آغاز تک۔ اِس عرصہ کے تحریری بیان کم اور جزوی ہونے کی وجہ سے اور اِس وجہ سے بھی کہ یسُوؔع آہستہ آہستہ منظر عام پر آیا یہ گمنامی کا زمانہ کہلاتا ہے۔ یسُوؔع نے زیادہ تر یہ زمانہ یہُودؔیہ میں گزارا اور اُس کے متعلق تھوڑا بہت جو کچھ بھی ہمیں معلوم ہے اُس کے لِئے ہم یُوحنّؔا رسُول کے احسان مند ہیں۔ بجائے زیادہ معجزہ ظاہر کرنے کے یہ تعلیم دینے کا ایک سال تھا اور بجائے اعلانیہ تقریر کرنے کے یہی سال زیادہ تر خلوت میں شخصی تعلیم دینے کا بھی تھا۔ یُوحنّؔا بپتسمہ دینے والے (اصطباغی) کی خدمت جاری رہی لیکن وہ یسُوؔع کے بڑھتے ہُوئے کام کی قدرت کے سامنے ماند پڑ گئی (یُوحنّا ۱:۴-۳)۔ اِس زمانہ کے پہلے ایّام گلیلؔ میں گزرے لیکن زیادہ عرصہ یہُودؔیہ میں گزرا۔

ا: گلیلؔ میں پہلی خدمت کا دَورہ

ا- پہلے شاگرد

آزمائش کے بعد یسُوؔع دریائے یردؔن پر واپس آیا تاکہ دَورِ جدید کو تخلیق دینے والی اپنی خدمت شرُوع کرے۔ یہاں اُس کو یُوحنّؔا اصطباغی نے خُدا کا برّہ کہہ کر ظاہر کِیا۔ پانچ نوجوان جو یُوحنّؔا کے شاگرد تھے یُوحنّؔا کی اِس گواہی سے کِسی حد تک لیکن زیادہ تر مسیحؔ کی اپنی تعلیم اور شخصیّت سے متاثر ہو کر اُس کے شاگرد بن گئے۔ یُوحنّؔا کے سب پیروکار اکٹھے یسُوؔع کے شاگرد نہیں بنے۔ پھر بھی اِس زمانہ کے دَوران یسُوؔع بڑھتا رہا اور یُوحنّؔا گھٹتا رہا اور یہ اُس فراخ دِل پیش رو کی مرضی کے مطابق ہُوا (یُوحنّا ۳:۲۵-۳۰) اُن پہلے پانچ شاگردوں کے نام کبھی نہیں بھولنے چاہیئے۔ یہ یُوحنّؔا، اندریاؔس، پطرؔس، فلپّؔس اور نتنؔ ایل ہیں۔

۲- پہلا معجزہ

فوراً ہی یسُوؔع نشیبی یردؔن کا علاقہ چھوڑ کر اپنے نئے شاگردوں کے ساتھ اپنے علاقہ گلیلؔ میں مختصر دَورہ پر گیا۔ جانے کی وجہ ایک شادی تھی جو ناصرؔۃ کے قریب قاؔنا کے مقام پر ہُوئی۔ یہاں وہ اپنی ماں سے مِلا اور اُس نے اُن عجیب کاموں میں سے پہلا کِیا جنہیں ہم معجزے کہتے ہیں۔ فیاضّانہ مہمان نوازی اہلِ مشرق کی ایک اعلیٰ خوبی ہے۔ چنانچہ یسُوؔع نے اِس ضیافت کے دَوران پانی سے

مَے بنا کر میزبان کو پیش آنے والی شرمندگی سے بچا لیا۔ ''باشعور پانی اپنے آقا کو پہچان کر شرم کے مارے سرخ ہو گیا۔'' معجزہ آخر معجزہ ہی ہوتا ہے۔ اِس کے متعلق فلسفہ آرائی کرنا بے فائدہ ہے۔ ہم اِس کی نوعیّت کو اتنا ہی کم سمجھتے ہیں جتنا کم فطرت کے عام واقعات کے رونما ہونے کا طریقۂ کار۔[1] سب معجزوں سے یسُوعؔ بذاتِ خود اہم ترین معجزہ تھا یعنی تمام زمانوں کا واحد اخلاقی معجزہ، ہماری فوق الفطرت بات اُس کے لِئے فطری بات تھی۔ جیسے عالمین کی تخلیق سمجھنے کے لِئے خُدا خود کلید ہے ویسے ہی مسیح کے معجزوں کو سمجھنے کے لِئے مسیح خود کلید ہے۔

۳۔ گلیلؔ میں پہلی خدمت کا اختتام

اپنی ماں اور شاگردوں کے ساتھ مسیح چند روز کے لِئے کفرنحومؔ آیا جو بعد میں اُس کی گلیلؔ کی خدمت کا مرکز بنا۔[2] یہاں سے وہ قومی دارالسلطنت یروشلیمؔ گیا۔ یُوں اُس کی گلیلؔ میں پہلی خدمت کا دَورہ مکمل ہُوا۔ روداد مختصر ہونے کے باوجود یسُوعؔ اور یُوحنّاؔ اصطباغی کی خدمت کے موازنے میں وہ دو دِلچسپ حقائق ظاہر کرتی ہے۔ (۱) یسُوعؔ اپنی خدمت کے دَوران معجزے ظاہر کرے گا۔ (۲) وہ عام لوگوں کی روز مرہ زندگی میں شریک ہوتا رہے گا۔ یُوحنّاؔ گوشہ نشین تھا اور وہ عام آبادی سے دُور رہ کر بیابان میں منادی کرتا تھا۔ وہ جو بنی نوع اِنسان کی مخلصی کے لِئے آیا سب لوگوں کے ساتھ آزادی سے مِلتا جلتا تھا۔ وہ امیروں کا مہمان ہوتا تھا اور غریبوں کے گھروں میں قدم رنجہ فرمایا کرتا تھا۔ وہ مذہبی درس گاہوں، لوگوں کے گھروں، سنسان بیابانوں، مصروف سمندری ساحلوں، دیہاتی بستیوں، قصبوں کی پُر رونق منڈیوں اور عالیشان دارالحکومت میں بھی تعلیم دیتا تھا۔

۲: یہُودیہؔ میں پہلی خدمت کا دَورہ

۱۔ خصُوصیّات

مسیح کی گلیلؔ میں خدمت صاف طور پر شخصی تھی اور اُس کا زیادہ تر مقصد شاگردوں کے اِیمان کو مستحکم کرنا تھا (یُوحنّا ۱۱:۲)۔ یہاں قومی دارالحکومت ہی میں یسُوعؔ اپنی خدمت کی اُس منزل میں داخل ہُوا جو زیادہ تر عوامی تھی۔ یُوں یہُودیہؔ، یروشلیمؔ اور قوم کے حاکموں کو پہلا موقع بخشا گیا کہ وہ اُسے مسیح کی حیثیت سے قبول کریں۔ جب تک اُنہوں نے اُسے رد نہ کر دیا وہ اپنی خوشخبری سے لوگوں کو قائل کرنے دوبارہ گلیلؔ نہ گیا۔

۲۔ ہَیکل کا پاک کرنا

گذشتہ زمانے کے انبیاؑ کی سب سے نمایاں اور پُر جوش خصُوصیّت یہ تھی کہ عبادت رُوحانی ہو اور طرزِ زندگی پاک ہو۔ اِس ہی جوش و ولولہ کے ساتھ اِس نوجوان نبی نے اپنی خدمت کا آغاز یروشلیمؔ سے کِیا۔ ہزارہا جانوروں کی وجہ سے جو قُربانی کے لِئے لائے گئے تھے ہَیکل کی بارگاہ مویشیوں کا احاطہ بن گئی اور ہَیکل کے راستوں ہی پر دلال سودا چکانے میں مصروف رہتے تھے۔ اُس اختیار سے

---

[1] واعظ ۵:۱۱، زبُور ۱۳۹:۱۳

[2] یُوحنّا ۱۲:۲

جس سے ہمیشہ مستحکم اخلاقی یقین ملبّس ہوتا ہے یسُوعؔ نے دلالوں کو اُن کے گلوں سمیت ہَیکل سے ۱؎ باہر ہانک دیا۔ اُس کے اِس دلیرانہ عمل سے گھٹیا حاکموں کے دِلوں میں ہمدردی کا کوئی احساس پیدا نہ ہُوا بلکہ اِس کے برعکس اُن کے دِلوں میں بغض اور کینہ بھر گیا۔ یسُوعؔ دارالحکومت میں نامقبول ہونے کی وجہ سے یہُودیہؔ کے دیہات میں چلا گیا۔

۳- نیکدیمسؔ کے ساتھ گفتگو

جب یسُوعؔ شہر میں تھا تو اُس نے اپنے مسیح ہونے کی تصدیق چند معجزات سے کی (یُوحنّا ۲:۲۳، ۳:۲، ۴:۴۵)۔ حکام میں سے کم از کم ایک نیکدیمسؔ نامی فریسی نکلا جو اپنے طبقہ کے بغض میں شامل نہیں تھا۔ اُس کی گفتگو کے سبب سے جو رات کے وقت نوجوان اُستاد سے ہُوئی یسُوعؔ کی اپنی بادشاہت کی رُوحانی نوعیّت کے بارے میں وہ سب سے اعلیٰ تعلیم ہم تک پہنچی جو یسُوعؔ نے کبھی پیش کی۔ ۲؎

۴- دیہات میں خدمت اور یُوحنّا اصطباغی کی آخری گواہی

جیسے ہم نے دیکھا شہر میں نامقبول ہونے کے بعد یسُوعؔ دیہات میں چلا گیا (یُوحنّا ۳:۲۲)۔ وہاں کے متعلق کوئی تحریر شدہ واقعہ نہیں ہے لیکن ہم یُوحنّا ۴:۳۵ سے اندازہ کرتے ہیں کہ یسُوعؔ نے آٹھ ماہ تک یہُودیہؔ میں قیام کِیا۔ یُوحنّا کے شاگردوں کے حسد سے (یُوحنّا ۳:۲۶) ظاہر ہوتا ہے کہ یسُوعؔ کی یہ خدمت پھل دار اور ترقی پذیر ثابت ہُوئی۔ ان گنت لڑائیوں کے دَوران فوجوں نے اِس وجہ سے شکست کھائی کہ اُن کے جرنیلوں کے درمیان حسد موجود ہوتا تھا۔ مگر یُوحنّا مختلف قِسم کے سانچے میں ڈھلا تھا۔ اُس کے شاگردوں کے قدرتی حسد نے اُس کو یہ موقع فراہم کر دیا کہ وہ از سرِ نو موازنہ کرے اور آخری بار اعلیٰ ظرفی کے ساتھ مسیح کی گواہی پیش کرے جس کے سامنے اُس کا گھٹنا لازم تھا۔

۵- یہُودیہؔ میں پہلی خدمت کا اختتام

فریسیوںؔ نے یُوحنّا کو رد کر دیا تھا (لُوقا ۷:۳۰)۔ اب وہ مسیح کی وسیع تر کامیابی اور اعلیٰ تر رُوحانیّت کی وجہ سے یُوحنّا کی نسبت اُس سے بھی زیادہ دشمنی رکھنے لگے تھے۔ فریسیوںؔ کی اِس دشمنی اور شاید یُوحنّا کے شاگردوں کے حسد اور سب سے بڑھ کر یُوحنّا کی قید کی وجہ سے یسُوعؔ نے اپنی خدمت کے مرکز کو یہُودیہؔ سے گلیلؔ تبدیل کر لیا (یُوحنّا ۴:۱-۳، متّی ۴:۱-۱۲)۔

۶- سامری عورت

سامریہؔ اور اُس کی حقیر سمجھی گئی نسل دونوں یہُودیہؔ اور گلیلؔ کے درمیان واقع تھے۔ عموماً یہُودی اُس علاقے کو نظر انداز کر کے دریائے یردنؔ کے مشرقی ساحل سے ہو کر سفر

۱؎☆ اِس دفعہ یسُوعؔ کی خدمت کے دَوران یعنی پہلی عیدِ فسح کے موقع پر جب اُس نے ہَیکل کو پاک کِیا اور پھر اُس کی خدمت کے آخری عیدِ فسح کے موقع پر جب اُس نے ہَیکل کو پاک کِیا اِن دونوں واقعات کو الگ الگ سمجھا جانا چاہئے (متّی ۲۱:۱۲)۔

۲؎☆ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ نیکدیمسؔ، یہُودیوں کے ڈر سے مسیح کے پاس رات کو ملاقات کے لِئے گیا۔ یہ ممکن ہے لیکن قابلِ اعتبار نہیں۔ اُس تھوڑے بہت کے مطابق جو ہم اُس کے متعلق جانتے ہیں اُس کی سیرت اِس سے اعلیٰ تر تھی (یُوحنّا ۷:۵۰، ۱۹:۳۹)۔ یہ زیادہ یقینی ہے کہ وہ رات کو اِس لِئے گیا تاکہ بلا روک ٹوک سکون کے ساتھ گفتگو کر سکے۔

کرتے تھے۔ لیکن پہلے ہی یسُوعؔ، یہودیہؔ کے انتہائی شمال میں تھا۔ علاوہ ازیں قومی تعصب کے لِئے اُس کے دِل میں کوئی جگہ نہ تھی۔ یُوحنّاؔ رسُول نے یسُوعؔ کی سامریؔ عورت سے گفتگو قلم بند کر کے اُسے محفوظ کر دیا ہے۔ مسیحؔ کی زندگی، کلام اور اعمال کے عجیب نُور نے یُوحنّاؔ، اندریاسؔ، پطرسؔ اور اِن کے علاوہ بہت سے لوگوں کو متاثر کِیا لیکن یہ ایک خوبصورت طریقہ سے پُر معنی ہے کہ سب سے پہلے اُس کے مسیح ہونے کا واضح اور اعلانیہ اقرار جو تحریر شدہ ہے ایک گمنام عورت سے ہُوا جو ایک غیر نسل سے تھی۔

چوتھا باب
گلیلؔ میں عظیم خدمت

یعنی گلیلؔ کو واپس آنے سے لے کر عیدِ خیام تک

تمہید:

ا-خدمت کی میعاد اور مقام۔ یہ زمانہ تقریباً ایک سال اور نَو ماہ کا تھا یعنی یِسُوؔع مسیح کی کل خدمت کے نصف حِصّہ سے زیادہ۔ اِس زمانہ کے ابتدائی مہینوں میں یِسُوؔع ایک بار یرؔوشلیم گیا۔ اُس کے آخری چھ ماہ اِس لِئے انوکھے تھے کہ اُن کے دَوران گلیلؔ کے شمال اور مشرق کی طرف کے قریبی صوبوں میں اُس کے جانے کا ایک سلسلہ پیدا ہُوا۔ سوائے اُن دَوروں کے مسیح کی کل خدمت کے اِس اہم حِصّے یعنی گلیلؔ میں اُس کی عظیم خدمت کی جائے وقوع گلیلؔ ہی تھا اور مرکز کفرؔنحوم۔

ب- خصوُصیّات۔ گلیلؔ میں عظیم خدمت کا زمانہ (۱) پُر زور عالمیّت کا زمانہ تھا۔ یہ زمانہ سفروں، محبّت اور قدرت کے معجزوں، عوامی تقریروں اور شخصی تعلیم دینے اور اِن کے ساتھ ساتھ رات گئے اور صبح سویرے دُعا کرنے کے لِئے خلوت نشین ہونے کی مصرُوفیتوں سے بھرپُور تھا۔ (۲) عوام میں مقبولیت کا زمانہ تھا۔ ہر علاقہ اور ہر طبقہ کے لوگ ہجوم کی شکل میں اُس کا کلام سُنتے تھے اور یا تو وہ خود چشم دید گواہ ہوتے تھے یا اُس کی اِلٰہی قدرت سے مستفید ہوتے تھے اِس واسطے شہروں میں لوگوں کے ہجوم اُس کا راستہ روک لیتے تھے۔ لہٰذا وہ اکثر کھلے علاقوں میں جایا کرتا تھا۔ (۳) فقیہوں اور فریسیوںؔ کی بڑھتی ہُوئی مخالفت اور آخر میں ہیرودیسؔ انتپاس کی دشمنی کا زمانہ تھا۔ (۴) آخری مہینوں میں مقبولیّت کم ہونے کا زمانہ تھا۔ اُن مہینوں میں عوام میں اُس کی مقبولیّت کم ہو جانے کی وجہ سے اُس کا گلیلؔ سے باہر جانے کا سلسلہ پیدا ہُوا۔

ا: پہلی منزل یعنی تیاری
گلیلؔ کو واپس آنے سے لے کر یِسُوؔع کے دُوسری بار شاگردوں کو بُلانے تک

ا- ناصرؔة سے نکالا جانا

گلیلؔ میں ایک گاؤں ناصرؔة تھا جہاں عام خیال کے مطابق یِسُوؔع کو بطور لڑکا سب جانتے اور اُسے محبوب رکھتے ہوں گے۔ اِس واقعہ سے ایک سال یا اِس سے کچھ عرصہ پہلے یِسُوؔع بپتسمہ لینے کے لِئے یہاں سے نکلا۔ جیسا کہ اُس نے یرؔوشلیم میں کِیا اب وہ اپنے آپ کو ظاہر کرنے کے لِئے ناصرؔة واپس گیا تاکہ وہاں کے باشندے اُس پر ایمان لائیں۔ واپس جاتے وقت قاؔنا کے مقام پر اُس نے

ایک دُوسرا معجزہ دِکھایا جب اُس نے بادشاہ کے ملازم کے بیٹے کو شفا بخشی (یُوحنّا ۴:۴۶-۵۴)۔ اپنے بچپن کے شہر کو واپس جاتے ہُوئے غالبًا وہ لوگوں کو تعلیم بھی دیتا گیا۔ کافی حد تک ناصرؔۃ میں وہی نتیجہ نکلا جو یرؔوشلیم میں نکلا تھا۔ اُس نوجوان بڑھئی کو اُنہیں تعلیم دینے کا کیا حق تھا؟ بنی نوع اِنسان کے اندھے پن کی یہ اندوہ ناک حالت ہے کہ وہی لوگ جن کے درمیان یِسُوؔع تیس سال تک رہا وہی سب سے پہلے اُس کے خُون کے پیاسے نکلے۔

۲- کفرنحوؔم کو بطور مرکز منتخب کرنا

(متّی ۴:۱۲-۱۶)

ناصرؔۃ کو چھوڑ کر یِسُوؔع، کفرنحوؔم میں آیا۔ یہ مقام گنجان آباد اور پُر رونق تجارتی مرکز تھا جو گلیلؔ کی جھیل کے شمال مغربی ساحل پر واقع تھا۔ مسیح کی گلیلؔ میں عظیم خدمت کے لِئے اُس مقام کا انتخاب نہایت موزوں تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قریباً دو سال تک بیک وقت یِسُوؔع، کفرنحوؔم سے زیادہ ہفتے غیر حاضر نہیں رہتا تھا کیونکہ یہیں سے وہ اپنے تبلیغی دَوروں پر جایا کرتا تھا اور پھر اُسی جگہ واپس آ جاتا تھا۔ اِس عرصہِ خدمت کے دَوران اگر اُس کا کوئی گھر تھا تو کفرنحوؔم ہی تھا۔

۳- مچھلیوں کا معجزانہ شکار اور شاگردوں کا دُوسرا بُلاوا (متّی ۴:۱۸-۲۲، لُوقا ۵:۱-۱۱)

کفرنحوؔم کو بطور مرکز منتخب کرنے کے تھوڑے ہی عرصے بعد یِسُوؔع نے دُوسری بار زیادہ پُر معنی انداز سے شاگردوں کو بُلایا۔ یہ بُلاوا مچھلیوں کے اُس معجزانہ شکار کے موقع پر ہُوا جس سے وہ سب نہایت متاثر ہُوئے۔ پطرؔس، اندریاؔس، یعقوؔب اور یُوحنّؔا ماہی گیر تھے۔ اُن میں سے تین پہلے پانچ شاگردوں میں شامل تھے (یُوحنّا ۱:۳۵-۴۶)۔ یہ دُوسرا بُلاوا پہلے بُلاوے کے مقابلے میں دو باتوں کے اعتبار سے انوکھا تھا یعنی اُس سے زیادہ مستقل طور پر شاگرد یِسُوؔع کے ساتھ شامل ہُوئے اور یہ نمایاں طور پر خدمت کرنے کا بُلاوا تھا۔ اپنے پاس شاگردوں کا ایک زیادہ مستقل گروہ جمع کرنے سے جس میں آئندہ رسُولوں کی جماعت کا اصل تھا یہ تیاری کی منزل مکمل ہُوئی۔

۲: دُوسری منزل

دُوسرے بُلاوے سے لے کر رسُولوں کی نامزدگی اور پہاڑی وعظ تک

۱- کفرنحوؔم میں ناقابلِ فراموش سبت (مرقس ۱:۲۱-۳۴)

یِسُوؔع اپنے چار شاگردوں کو ساتھ لے کر کفرنحوؔم واپس آیا اور یہاں پہنچتے ہی اُس نے مصرُوف ترین اعلانیہ خدمت شرُوع کر دی۔ مذہبی درس گاہ جا کر یِسُوؔع نے اتنے اختیار سے تعلیم دی کہ لوگ ”حیران ہُوئے۔“ لیکن یِسُوؔع کے ایک شخص کو شفا بخشنے سے جس میں بدرُوح تھی لوگ اَور زیادہ حیران ہُوئے۔ یہ کفرنحوؔم میں یِسُوؔع کا پہلا معجزہ تھا اور یہ کِسی شخص کے جس میں بدرُوح تھی شفا پانے کا پہلا تحریر شدہ بیان ہے۔ اُس کے دیگر معجزوں سے لوگ زیادہ حیرت زدہ کبھی نہیں ہُوتے تھے مقابلتاً اُن

فتوحات کے جو اُس نے تاریکی کی اُن پُر اسرار قوّتوں پر حاصل کیں (لُوقا ۴:۳۶-۳۷، ۱۰:۱۷)۔

اِس کے بعد اُس نے پطرؔس کی ساس کو اُس کے گھر پر شفا بخشی اور غروبِ آفتاب کے وقت جب سبت ختم ہُوا تو یسُوؔع نے بہتوں کو جو طرح طرح کی بیماریوں میں گرفتار تھے، اچھا کِیا جنہیں اُن کے محسن اُس کے پاس لائے تھے۔

۲- گلیلؔ کا عظیم دَورہ (مرقس ۱:۳۵-۴۵)

اگلے دِن مسیح چپکے سے بہت صبح سویرے تنہائی میں دُعا کرنے کے لِئے نکلا اور اُس کے شاگرد اُس کے پیچھے ہو لِئے۔ بھیڑ سے بچنے کے لِئے اُس نے آگے بڑھتے ہُوئے گلیلؔ کا ایک وسیع دَورہ کِیا۔ ہر جگہ وہ بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کرتا اور طرح طرح کی بیماریوں سے شفا بخشتا تھا۔ سارے ملک میں جوش کی ایک لہر دوڑ گئی اور ملکِ فلِستینؔ کے ہر علاقے سے لوگ جوق در جوق اُس کے پاس آئے (متّی ۴:۲۴-۲۵)۔ اِس دَورے کے معجزوں میں سے واحد معجزہ جس کا بیان تفصیل کے ساتھ ہے ایک کوڑھی کا شفا پانا ہے۔

۳- مفلوج کا شفا پانا اور مخالفت کا آغاز (مرقس ۲:۱-۱۲)

پورے ایک سال یا اُس سے کچھ زیادہ عرصے تک عوام میں یسُوؔع کی مقبولیّت قائم رہی لیکن جلد بعد فقیہوں اور فریسیوںؔ کی مخالفانہ بربڑاہٹ سُنائی دینے لگی جو روائیتوں کے محافظ بنے بیٹھے تھے۔ اُن کی نکتہ چینی ایک مفلوج کے شفا پانے پر شروع ہُوئی۔ اُس وقت سے یرُوشلیم اور دیگر جگہوں کے حاکموں کے جاسوس اُس کا پیچھا کرتے رہے۔

۴- متّی کو بُلاوا اور اُس کی یسُوؔع کے لِئے ضیافت (متّی ۹:۹-۱۳، لُوقا ۵:۲۷-۳۲)

اعلٰی طبقہ کے لوگوں کے جذبات کو ٹھیس لگنے کی ایک اَور وجہ اُن لوگوں کا طبقہ تھا جو یسُوؔع کے پاس جمع ہوتے تھے۔ محصول لینے والے بحیثیت طبقہ لالچی اور استحصال بالجبر کرنے والے تھے اور رومؔی حکومت کے آلۂ کار تھے۔ وہ یہُودیوںؔ کی نظر میں حقیر تھے۔ اُن میں سے متّی یعنی لاویؔ، مسیح کا شاگرد بنا اور اُس نے اپنے آقا کے لِئے ایک عظیم ضیافت کا اہتمام کِیا جس میں بہت سے محصول لینے والے گنہگار مہمان تھے۔ فریسیوںؔ کی نکتہ چینی کی وجہ سے ایک دِلکش مقولہ ہماری ملکیت بنا، ''میں راست بازوں کو نہیں بلکہ گنہگاروں کو توبہ کے لِئے بُلانے آیا ہُوں۔''[1]

۵- یائیؔر کی بیٹی اور راستے میں ایک غیر متوقع معجزہ (مرقس ۵:۲۲-۴۳)

یسُوؔع نے بیماری، کائنات اور بدرُوحوں پر اپنی قدرت ظاہر کی تھی مگر ابھی تک موت پر قادر آنے کا مظاہرہ باقی تھا۔ متّی کی ضیافت کے موقع پر تقریر کے دَوران یا اُس کے تھوڑی دیر بعد کفرنحوم کی مذہبی درس گاہ کا حاکم اپنی بیٹی کی خاطر جو قریب اُلمرگ تھی التجا کرنے آیا۔ یسُوؔع نے ایسی درخواست کے موقع پر کبھی بھی سُنی ان سُنی نہ کی۔ چلتے چلتے ایک عورت کو جس کا خُون جاری تھا شفا بخشنے کا معجزہ ہُوا۔ یہ معجزہ مناسب طور پر غیر متوقع معجزہ کہلاتا ہے۔ یائیؔر کے گھر پہنچ کر اُنہوں نے اُس چھوٹی سی لڑکی کو موت

[1] لُوقا ۵:۳۲

کی نیند سوتے پایا۔ لیکن جو گُناہ اور قبر سے چھڑانے آیا تھا، اُس نے لڑکی کو زندہ سلامت کر کے اُسے اُس کے والدین کی گود میں دے دیا۔

۶- دُوسری عیدِ فسح (یُوحنّا ۵:۱-۴۷)

اناجیلِ متفقہ کے مُصنفّین صِرف ایک عیدِ فسح کا ذکر کرتے ہیں یعنی وہ جس پر یِسُوعؔ مصلوب کِیا گیا۔ اگر یُوحنّا ۵:۱ میں مذکورہ عید، عیدِ فسح ہو تو پھر یُوحنّا چار عیدوں کا ذکر کرتا ہے۔ بہر حال یِسُوعؔ اپنی خدمت کے اِس مرحلہ پر یرُوشلیم گیا۔ بیت حسدا کے حوض کے کنارے ایک لاچار شخص کو شفا بخشی۔ یہ اِس عید کا واحد تحریر شدہ واقعہ ہے۔ یہ سبت کے دِن ہُوا اور اِس پر یہُودیوں کی نکتہ چینی کے سبب سے یِسُوعؔ نے وہ طویل تقریر کی جو یُوحنّا کی اِنجیل کے پانچویں باب میں درج ہے۔

۷- سبت کے متعلق مزید نکتہ چینی

(متّی ۱۲:۱-۱۴)

یِسُوعؔ کے شاگرد گلیل واپس جاتے ہُوئے کھانے کے لِئے گندم اور جَو کی چند بالیں توڑنے اور ہاتھ سے نکالنے کی وجہ سے اعتراض کا نشانہ بنے۔ یا تو کفرنحوم میں یا کِسی اَور گاؤں میں جو راستہ پر تھا ایک سوکھے ہاتھ والے شخص کو سبت کے دِن شفا بخشنے کے سبب سے، یِسُوعؔ اعتراض کا شکار ہُوا۔ اِس آخری واقعہ پر یِسُوعؔ کے دُشمنوں نے اِس حد تک کارروائی کی کہ اُس کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کِیا۔ یہ اُن کے مذہب کی رسُوم پرستی اور فضول ہونے کی کھلی مثال ہے۔

۸- بارہ شاگرد اور پہاڑی وعظ

(متّی ابواب ۵-۷)

یِسُوعؔ کی شخصی خدمت انتہائی مؤثر ہونے کے باوجود بہت مختصر تھی۔ اُس کی خدمت کے اعلیٰ حقائق کا اثر قائم رکھنے کے لِئے قابل اور تربیّت یافتہ گواہوں کے انتظام کی ضرُورت تھی۔ اِس مقصد کے لِئے یِسُوعؔ نے اپنے شاگردوں میں سے بارہ کو خاص تربیّت اور تعلیم حاصل کرنے کے لِئے منتخب کِیا۔[۱]

اِس کے بعد یِسُوعؔ نے وہ تقریر کی جو ہمیشہ پہاڑی وعظ کہلائے گی۔ اُن تقریروں میں سے جو یِسُوعؔ نے عوام کے سامنے کیں اور تحریر شدہ شکل میں ہم تک پہنچیں یہ سب سے زیادہ طویل تقریر ہے۔ یہ تقریر مسیح کی بادشاہت کے اصولوں کا اعلیٰ نچوڑ ہے جس میں کوہِ سینا کی شرِیعت کے بنیادی حقائق اور اُن کے ساتھ نمایاں امتیاز دونوں شامل ہیں۔ اِس وعظ میں مسیح بارہ رسُولوں اور وسیع تر شاگردوں کے دائرے سے مخاطب تھا لیکن یہ وعظ ہر طبقے کے لوگوں کے ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے سُنایا گیا جو مختلف جگہوں سے آئے ہُوئے تھے۔ بارہ شاگردوں کا منتخب ہونا اور پہاڑی وعظ دونوں مسیح کی خدمت میں نقطۂ تغیر ثابت ہُوئے۔ قوم کے فقیہوں نے اُسے رد کر دیا تھا لیکن اُس پہاڑ پر پیش آنے والے واقعات سے اور یِسُوعؔ کے کئی بار دہرائے ہُوئے الفاظ سے ”میں تُم سے کہتا ہُوں“ ایک واضح اعلان ہُوا کہ ایک جدید عہد کا آغاز ہونے کو ہے۔

---

[۱] رسُولوں کی فہرست اگلے صفحہ پر ہے۔

۳: تیسری منزل
پہاڑی وعظ سے لے کر تمثیلوں کے ذریعے تعلیم دینے کا طریقہ اختیار کرنے تک

۱- خدمت کا جاری رہنا

یسُوعؔ نے کفرنحوؔم اور اُس کے گرد و نواح میں اپنی عظیم تبلیغی خدمت کو جاری رکھا۔ ایک رومؔی صوبہ دار کے خادم کو تندرست کرنے کی بنا پر (متّی ۸:۵-۱۳) یسُوعؔ کو غیر اقوام کے اِیمان رکھنے کی مثال دینے کا اور اپنی بادشاہت کے عالمگیر ہونے کی پیشینگوئیوں کی جھلک دکھانے کا موقع مِلا۔ دُوسری مرتبہ اُس نے ایک مُردہ زندہ کِیا جس سے قصبہ نائیؔن کی ایک بیوہ کو اُس کا بیٹا مِل گیا (لُوقا ۷:۱۱-۱۷)۔ یسُوعؔ کی تمام خدمت کے زیادہ رقت انگیز واقعات میں سے ایک اُس زمانہ میں ہُوا جب ایک فریسیؔ کی میز پر ایک تائب عورت نے اپنے آنسوؤں سے یسُوعؔ کے پاؤں دھوئے اور اُن پر بیش قیمت عطر ملا (لُوقا ۷:۳۶-۵۰)۔ میزبان کی نکتہ چینی کی وجہ سے اُس کے مہمان نے دو قرضداروں کا خوبصورت سبق پیش کِیا۔

☆ رسُولوں کی چار فہرستیں مندرجہ ذیل ہیں:

	متّی ۱۰:۲-۴	مرقس ۳:۱۶-۱۹	لُوقا ۶:۱۴-۱۶	اعمال ۱:۱۳
۱	شمعُون پطرس	شمعُون پطرس	شمعُون پطرس	شمعُون پطرس
۲	اندریاس	یعقُوب	اندریاس	یعقُوب
۳	یعقُوب	یُوحنّا	یعقُوب	یُوحنّا
۴	یُوحنّا	اندریاس	یُوحنّا	اندریاس
۵	فلپّس	فلپّس	فلپّس	فلپّس
۶	برتلمائی	برتلمائی	برتلمائی	توما
۷	توما	متّی	متّی	برتلمائی
۸	متّی	توما	توما	متّی
۹	حلفئی کا بیٹا یعقُوب	حلفئی کا بیٹا یعقُوب	حلفئی کا بیٹا یعقُوب	حلفئی کا بیٹا یعقُوب
۱۰	تدّی	تدّی	شمعُون زیلوتیس	شمعُون زیلوتیس
۱۱	شمعُون قنانی	شمعُون قنانی	یعقُوب کا بیٹا یہُوداہ	یعقُوب کا بیٹا یہُوداہ
۱۲	یہُوداہ اسکریوتی	یہُوداہ اسکریوتی	یہُوداہ اسکریوتی	...

(۱) شاگردوں کے نام تین جماعتوں میں تقسیم ہیں۔
(۲) پہلی جماعت کے نام کی فہرست میں پطرسؔ کا نام سرِ فہرست ہے اور اِسی طرح دُوسری جماعت میں سرِ فہرست فلپّسؔ کا نام اور تیسری جماعت میں سرِ فہرست حلفئیؔ کے بیٹے یعقُوبؔ کا نام ہے۔
(۳) یُونانؔی زبان کا لفظ زیلوتیس ارامؔی زبان کے لفظ قنانی کا ہم معنی ہے۔
(۴) سب فہرستوں میں یہُوداؔہ اسکریوتی کا نام سب سے آخر میں درج ہے۔
(۵) شائد تدّی وہی ہے جو یہُوداؔہ، یعقُوبؔ کا بیٹا کہلاتا ہے۔

۲- یُوحنّا اصطباغی کے بارے میں مسیح کی گواہی (لُوقا ۷:۱۸-۳۵)

مسیح کے یہُودیہ چھوڑنے کی ایک وجہ یُوحنّا کا قید ہونا تھا۔ ایک سال سے یُوحنّا کی عُقابی رُوح بحیرۂ مُردار کے مشرقی کنارے پر ''کالے محل'' میں قید تھی۔ یُوحنّا آسمان کھلنے کو دیکھنے اور الٰہی آواز کو سُننے والا تھا جو یسُوع کے بپتسمہ لیتے کے موقع پر سُنائی دی۔ اُس نے یسُوع کو مسیح کی حیثیت سے ظاہر کیا تھا لیکن یسُوع وہ کام نہیں کر رہا تھا جس کا یُوحنّا منتظر تھا۔ ہیرودیس، پلاطُس اور کائفا جیسے لوگ اب تک تخت نشین تھے۔ اُس نے قوم کو چھاج سے کیوں نہیں چھانٹا اور بھوسہ کیوں نہیں جلایا اور راستبازی سے تخت نشین کیوں نہیں ہُوا؟ شاید اِن جیسے ہی خیالات کی وجہ سے یُوحنّااصطباغی نے اپنے دو شاگرد یسُوع کے پاس روانہ کئے کہ دریافت کریں کہ ''آنے والا تُو ہی ہے یا ہم دُوسرے کی راہ دیکھیں؟'' یسُوع نے اپنی رحمت سے بھرپُور خدمت کی خبر کے ساتھ اُنہیں واپس بھیجا اور پھر یُوحنّا کی تعریف کی۔

۳- تمثیلوں کے ذریعے تعلیم دینا (متّی ۱۳:۱-۳۵، مرقس ۴:۱-۳۴)

اب ہم یسُوع کی تمثیلوں کے پہلے عظیم مجموعہ تک پہنچ گئے ہیں۔ اِس کے علاوہ دو اَور عظیم مجموعے ہیں۔ ایک پریہ میں خدمت کے دَوران اور دُوسرا ہمارے خداوند کی اعلانیہ خدمت کے آخری دِن کے دَوران۔ تمثیلوں کے ذریعے تعلیم دینے کا طریقہ اختیار کرنا شاگردوں کے لِئے حیرت کا باعث ثابت ہُوا (متّی ۱۳:۱۰) یہ طریقہ اختیار کرنے کی وجہ فقیہوں اور فریسیوں کا بڑھتا ہُوا کینہ اور لاعلاج ریاکاری تھا۔ رحمت کے معجزوں پر معجزے ظاہر ہونے کے باوجود وہ اُس کی قدرت کو بدرُوحوں کے سردار کی طاقت کہتے تھے (متّی ۱۲:۲۲-۳۷) اور پھر وہ نہایت ڈھٹائی کے ساتھ اُس سے نشان بھی طلب کرتے تھے (متّی ۱۲:۳۸-۴۵)۔ یسُوع نے اُن کے گُناہوں کے سنگین جرم کا احساس یہ کہہ کر ظاہر کِیا کہ یہ رُوح اُلقُدس کے حق میں کُفر ہے جس کی مُعافی نہیں۔[ا] وہ حاکموں کے ساتھ جھگڑنے سے بچنے کے لِئے تمثیلوں کے پردہ میں اپنی تعلیم دینے لگا جس کے بارے میں وہ تنہائی میں اپنے شاگردوں کو سمجھاتا تھا (متّی ۱۳:۱۰-۱۶)۔ بلاشبہ اُس کی دُوسری وجہ یہ تھی کہ اُس کے اسباق میں دِلکشی اور اثر پیدا ہو۔ پھر بھی تمثیلوں کے ذریعے تعلیم دینے کا طریقہ اختیار کرنا ایک نقطۂ تغیر ثابت ہُوا جس کی وجہ کافی حد تک فریسیوں اور فقیہوں کا بڑھتا ہُوا کینہ تھی۔

۴: چوتھی منزل
تمثیلوں کے ذریعے تعلیم دینے کا طریقہ اختیار کرنے سے لے کر روٹی کے وعظ تک

[ا] متّی ۱۲:۳۱-۳۲، مرقس ۳:۲۸-۳۰

۱- طُوفان کا تھم جانا اور بدرُوحوں کے قبضے میں گدرینی کا مظلوم (متّی ۱۸:۸-۳۴)

وہ دِن جب یِسُوعؔ تمثیلوں کے ذریعے سے تعلیم دینے لگا اُس کے لِئے ایک اہم دِن تھا۔ اُس نے بدرُوحوں کا مقابلہ کِیا، اُس کے دشمنوں نے سازشیں کیں، اُس کے دوستوں نے اُس کو ڈھونڈا اور اپنی غیر فانی تمثیلوں سے اُس نے اُس دِن کو تمام کِیا۔ اپنی محنت سے تھک کر اُس نے چھوٹی سی جھیل کو پار کرنے کا حکم دیا۔ اِس جھیل کو عُبور کرنے کا یہ پہلا تحریر شدہ سفر ہے لیکن آخری نہیں۔ وہ طوفان جو اچانک اُٹھا، شدید خوف، وہ آقا کی پُر سکون گہری نیند اور اُس کا سمندر کو ڈانٹنا، ''تھم جا'' [۱] اور ہَوا اور لہریں دونوں کا ایک دم تھم جانا یہ سب ایک اعلیٰ سلیس انداز سے قلم بند ہے۔ شاید ایک معجزہ حقیقتاً دُوسرے سے عظیم نہیں ہے لیکن بے شک کچھ معجزے چشم دید گواہوں پر زیادہ مؤثر ثابت ہوتے ہیں جیسا کہ دُوسرے نہیں، ''یہ کِس طرح کا آدمی ہے کہ ہَوا اور پانی بھی اُس کا حکم مانتے ہیں؟'' [۲] مشرقی ساحل پر یِسُوعؔ نے اُن عجیب کاموں سے جن سے بنی نوع اِنسان متعجب ہوتے ہیں ایک اَور کِیا۔ دو آدمی جو بدرُوحوں کے ہاتھوں مظلوم تھے اُس سے مِلے۔ اُن میں سے ایک میں بدرُوحوں کا لشکر تھا۔ گدرینی لوگ ایسی بدرُوحوں کے ہاتھوں تند مزاج مظلوموں کو ملبّس اور صحت مند ذہنی قوّت کے ساتھ دیکھ کر بہت حیران ہُوئے لیکن اپنے سوروں کے نقصان کے سبب سے بہت ناراض ہُوئے۔ یِسُوعؔ اُن کی درخواست کے مطابق جھیل کو دوبارہ عبُور کر کے مغربی کنارے پر چلا گیا۔

۲- بارہ شاگردوں کی پہلی خدمت کا دَورہ (متّی ۳۵:۹-۱:۱۱)

گلیلؔ میں واپس پہنچنے کے بعد یِسُوعؔ اپنے آبائی قصبہ میں دُوسری اور آخری دفعہ گیا لیکن ناصرؔۃ کے باشندوں نے اِس دفعہ بھی اُس کو رد کر دیا۔ پھر بھی کام کا جاری رہنا لازم تھا۔ یہ کام صِرف ایک ہی شخص کے لِئے بہت زیادہ تھا۔ یہ وہ موقع تھا کہ اُس کے بارہ شاگرد تبلیغ کا کام سیکھیں۔ چنانچہ اُس نے اُن کو مقرّر کِیا کہ وہ وعظ اور معجزے کرتے ہُوئے دو دو ہو کر گلیلؔ کا ایک دَورہ کریں۔ یِسُوعؔ اپنا کام کرتا گیا۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ بارہ شاگردوں کی تبلیغی خدمت تیاری کی تھی جیسا کہ مسیح کی شخصی خدمت اور یُوحنّاؔ اصطباغی کی تھیں۔ یہ صِرف ''اِسرائیلؔ کے گھرانے کی کھوئی ہُوئی بھیڑوں'' کے لِئے تھی۔ اِس کا اہم پیغام یہ تھا کہ ''آسمان کی بادشاہت نزدیک آ گئی ہے۔'' [۳]

۳- یُوحنّاؔ اصطباغی کی وفات (متّی ۱:۱۴-۱۲)

بارہ شاگردوں کی خدمت کے دَورہ کے بیان کے ساتھ ساتھ یُوحنّاؔ اصطباغی کی موت جو اِس سے پہلے ہُوئی بیان کی گئی ہے۔ ہیرودیسؔ انتپاس نے جو گورنر تھا اپنے زندہ بھائی فلپّسؔ کی بیوی ہیرودیاسؔ سے شادی کر لی تھی۔ یُوحنّاؔ نے اُسے گورنر ہونے کے باوجود اُس کے گُناہوں پر ملامت

---

[۱] مرقس ۳۹:۴
[۲] متّی ۲۷:۸
[۳] متّی ۷:۱۰

کرنے سے گریز نہ کِیا۔ بے اصول ہیرودیاسؔ نے جب تک یُوحنّاؔ کو گرفتار نہ کروا لیا اور اُسے شہادت نہ دلوا دی نہ خود آرام کِیا اور نہ ہیرودیسؔ کو آرام کرنے دیا۔ جب یِسُوعؔ کے عظیم کاموں کی شہرت ہیرودیسؔ کے کانوں تک پہنچی تو وہ کہنے لگا کہ "یہ یُوحنّاؔ بپتسمہ دینے والا ہے۔ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے۔"[۱]

۴- پانچ ہزار کو کھلانا اور زندگی کی روٹی کے متعلق وعظ (یُوحنّاؔ، باب ۶)

شاگرد گلیلؔ کے اپنے دَورہ سے واپس آئے اور یِسُوعؔ آرام کرنے اور شخصی ہدایت دینے کے لِئے اُن کے ساتھ اُس کم آباد علاقہ میں گیا جو گلیلؔ کی جھیل کے مشرق میں تھا۔ پھر بھی لوگ اُس کو سُننے جوق در جوق آئے اور اُس نے اُن کو تعلیم دی۔ شام ڈھل رہی تھی۔ لوگ اپنے گھروں سے بہت دُور تھے اور اُن کے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا۔ اُس نے اپنے اُس ترس کے سبب سے جو اِنسان کی ہر ضرُورت کو محسوس کرتا ہے چند روٹیوں اور مچھلیوں کو اِس قدر بڑھایا کہ تمام لوگ سیر ہو گئے۔ یہ اُس کی شہرت کا عروج تھا۔ ہجوم اُسے بادشاہ بنانے پر تُلا ہُوا تھا۔ اِس امر میں وہی رغبت تھی جس پر یِسُوعؔ کی تیسری آزمائش مبنی تھی لیکن یِسُوعؔ اُن کی خواہشات کے مطابق مسیح نہیں بننے کو تھا۔ بھیڑ کو رخصت کر کے اور بارہ شاگردوں کو جھیل کے پار بھیج کر وہ چپکے سے پہاڑوں کی تنہائی میں چلا گیا۔ اِس کے بعد رات کو وہ طوفان کے دَوران پانی پر چلتا ہُوا شاگردوں کے پاس آیا۔ پانچ ہزار کو کھلانا ہی واحد معجزہ ہے جس کا بیان چاروں اناجیل میں درج ہے۔ لیکن وہ پیغام جو اِس معجزہ پر مبنی ہے اور جو کفرنحومؔ کی مذہبی درس گاہ میں سُنایا گیا صِرف یُوحنّاؔ ہی نے قلم بند کِیا۔ اُس نے اِس پر زور دیا کہ مسیح بذاتِ خود زندگی کی روٹی ہے۔ جوشیلے لوگوں کا ہجوم یہ سمجھنے لگا کہ یہ ویسا مسیح نہیں جیسا وہ چاہتے تھے۔ اگر وہ اُن کے پست نصب العین کے سامنے جھک جاتا اور دُنیاوی بادشاہ ہونے پر رضامند ہو جاتا تو پھر وہ ایک دم اعلیٰ ترین طاقت حاصل کر سکتا تھا لیکن یہ اُس کے آنے کا مقصد نہ تھا۔ اُس کی نظر میں بنی نوع اِنسان کی مخلصی کا طریقہ راہِ صلیب تھا۔ کفرنحومؔ کی مذہبی درس گاہ میں یہ عظیم وعظ یِسُوعؔ کی زندگی میں ایک اَور نقطۂ تغیر ثابت ہُوا۔ "اِس پر اُس کے شاگردوں میں سے بہتیرے اُلٹے پھر گئے اور اُس کے بعد اُس کے ساتھ نہ رہے۔" (یُوحنّاؔ ۶:۶۶) فقیہ اور فریسیؔ طویل عرصہ سے اُس سے نفرت کرتے تھے۔ گدرینیؔ اور ناصرۃؔ کے لوگ اُسے رد کر چکے تھے، ہیرودیسؔ انتپاسؔ اُس کو خطرناک نگاہ سے دیکھنے لگا تھا اور اب اُس کے اپنے ہی شاگرد مایوس ہو کر اُس سے علیٰحدہ ہو رہے تھے۔

۵: پانچویں منزل

زندگی کی روٹی کے وعظ سے لے کر عیدِ خیام کے موقع پر گلیلؔ سے آخری روانگی تک

---

۱ متّی ۱۴:۲

۱- منزل کی درازی

یسُوعؔ اپنی خدمت کے دَوران تیسری عیدِ فسح منانے نہ گیا جو تقریباً اُن دِنوں میں ہُوئی جب اُس نے پانچ ہزار کو سیر کِیا (یُوحنّا ۶:۴)۔ چنانچہ گلیلؔ میں خدمت کی یہ آخری منزل تخمیناً چھ ماہ کی تھی یعنی اپریل سے اکتوبر تک۔

۲- نئی خصُوصیّات

اِس زمانہ میں نئی اور نمایاں خصُوصیّات نظر آتی ہیں۔ مثلاً:

ا- مسافرانہ۔ یکے بعد دیگرے یسُوعؔ، فنیکےؔ، بسنؔ کے علاقے اور دکپلسؔ گیا۔ پھر بھی گلیلؔ کے علاقے میں اُس نے اپنی خدمت مکمل طور پر ختم نہ کی۔

ب- تنہائی۔ اُس نے ہجوم سے لگاتار بچنے اور بارہ شاگردوں کے ساتھ تنہائی میں رہنے کی کوشش کی۔

ج- پوشیدگی میں ہدایت دینا۔ اِس کے متعلق صِرف چند معجزے اور تھوڑی سی اعلانیہ تعلیم قلم بند ہے۔ وہ اپنے بارہ شاگردوں کو اپنی بادشاہی کے بنیادی اصولوں کے بارے میں سکھا رہا تھا اور اُنہیں اپنی جلد واقع ہونے والی وفات کے لِئے تیار کر رہا تھا (متّی ۲۱:۱۶-۲۳، ۹:۱۷، مرقس ۳۰:۹-۳۲)۔

۳- فنیکےؔ کو جانا (متّی ۲۱:۱۵-۲۸)

وہ جس کا مقصد تمام ممالک کے باشندوں کو نجات بخشنا تھا صِرف ایک ہی بار اپنے ملک سے باہر گیا۔ اِس دَورے کا صِرف ایک ہی واقعہ قلم بند ہُوا یعنی فنیکیؔ عورت کی بیٹی کو شفا بخشنا۔ فریسیوںؔ کی ریاکاری اور گلیلؔ کے باشندوں کی متلوّن مزاجی سے تجربہ حاصل کر کے اِس عورت کا اِیمان جو اِس قدر فروتن اور ناقابلِ تسخیر تھا اُن کے لِئے تر و تازگی کا باعث ہُوا ہو گا۔ صُورؔ اور صیداؔ میں سے گزر کر یسُوعؔ عام راستہ چھوڑ کر لمبے راستہ سے دکپلسؔ گیا۔ یہاں ایک مرتبہ پھر لوگوں کا ہجوم اُس کے گرد جمع ہو گیا اور اُس نے ایک بار پھر لوگوں کو معجزانہ طور پر کھانا کھلایا جن کی تعداد تقریباً چار ہزار تھی، پھر وہ جھیل کو عبُور کر کے گلیلؔ لوٹ گیا۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ گلیلیؔ خدمت کی اِس آخری منزل کے دَوران جبکہ یسُوعؔ، ہیرودیسؔ انتپاس کے علاقہ سے باہر وسیع دَورے کر رہا تھا اُس نے گلیلؔ کو اپنا مرکز بنائے رکھا جہاں سے وہ روانہ ہوتا اور جہاں وہ واپس آتا تھا۔

۴- قیصریہؔ فِلپّی کو جانا اور عظیم اقرار (متّی، باب ۱۶)

یسُوعؔ کے گلیلؔ میں واپس لوٹنے پر فریسیوںؔ نے جن کے ساتھ اب صدوقیؔ بھی آ مِلے تھے اپنے حملے از سرِ نَو شرُوع کر دئے (متّی ۱:۱۶-۴)۔ یسُوعؔ نے ہیرودیسؔ فِلپّسؔ کے علاقے میں دَورہ پر جاتے ہُوئے اپنے شاگردوں کو سنجیدگی کے ساتھ صدوقیوںؔ اور فریسیوںؔ کے ”خمیر“ سے خبردار کِیا۔ اب اُس کی خدمت کا اختتام قریب آ رہا تھا۔ اِس سے پہلے اُس نے کبھی باضابطہ طور پر مسیح ہونے کا دعویٰ نہیں کِیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اُن کاموں سے جو اُس نے کئے اُن حقیقتوں سے جو اُس نے ظاہر کیں اور اُس طرزِ زندگی سے جس سے اُس نے زندگی گذاری یہ حقیقت آہستہ آہستہ لوگوں کے دماغوں پر واضح ہو لیکن اب وقت آ گیا تھا کہ اِس پسندیدہ طریقے کا نتیجہ پرکھا جائے اور

اُن کے پوشیدہ اِیمان کا کھلم کھلا اقرار ہو۔ تنہائی میں دُعا کرنے کے بعد[1] یسُوعؔ نے شاگردوں سے دو سوال پوچھے، ''لوگ اِبنِ آدم کو کیا کہتے ہیں؟'' اِس سوال کے مختلف جوابوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ عوام کِس حد تک اُس کی زندگی کی اصلیّت اور اُس کی خدمت کے مقصد کو سمجھنے سے محروم رہے تھے۔ ''تُم مُجھے کیا کہتے ہو؟'' ''تُو زندہ خُدا کا بیٹا مسیح ہے۔'' اِس اقرار کی اہمیّت پر مناسبت سے زیادہ زور دینا ناممکن ہے۔ کیا نقصان نہ ہوتا اگر مسیح کے اپنے شاگرد بھی اِس کی سچائی سے ناواقف رہتے؟ پطرسؔ نے جواب دیا لیکن صِرف اپنے لِئے نہیں بلکہ تمام بارہ شاگردوں کے لِئے۔ اِس سے معلوم ہُوا کہ یسُوعؔ کی خدمت رائیگاں نہ گئی۔ یسُوعؔ اُس چھوٹی جماعت میں جو اُس کے پاس جمع تھی اپنے مُستقبل کی کلیسیا کا اصل اور پطرسؔ کے اقرار میں وہ حقیقت دیکھتا تھا جس پر کلیسیا تعمیر کی جائے گی۔ یہی حقیقت رسُولوں کا اصلی ''عقیدہ'' تھی۔ لیکن عین اُس وقت اِس حقیقت کی منادی نہیں ہونی چاہئے تھی۔ اُن کو اپنا مسیح ہونا منوا کر اُس نے اُن پر ظاہر کِیا کہ مسیح ہونے میں کیا کُچھ شامل ہے۔ اپنا رد کِیا جانا، اپنی موت اور اپنا مردوں میں سے جی اُٹھنا۔ پطرسؔ نے جو اب تک جسمانی خیالات کی بندش میں تھا اعتراض کِیا۔ یسُوعؔ نے جلدی سے کہا، ''اَے شیطان میرے سامنے سے دُور ہو۔'' پھر اُس نے ایک بہت ضرُوری سبق دیا کہ شاگرد ہونے کا مطلب یہ بھی ہے کہ خودی کا انکار کریں اور اپنی صلیب اُٹھائیں اِس سے پہلے کہ تاج حاصل ہو۔

۵- صورت کا بدل جانا (متّی ۱:۱۷-۱۳)

اِس زمانہ کے دَوران یسُوعؔ بڑھتے ہُوئے گھٹا ٹوپ سایوں میں چلتا تھا۔ اُس کے پیچھے گلیلؔ کے باشندوں کا اُس کو رد کرنا تھا اور آگے صلیب۔ لیکن اُس کے شاگردوں کی وہ چھوٹی جماعت تھی جو اب تک وفادار تھی اور اُس کے اُوپر باپ کی وہ محبّت تھی جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی تھی۔ اِس سے پہلے کہ اُس نے دوبارہ گلیلی دشمنوں اور اُن سے بھی زیادہ خطرناک یہُودیہؔ کے دشمنوں کا سامنا کِیا، اُس کو خُدا کی اِلٰہی حضُوری اور منظوری کا ایک عظیم نشان بخشا گیا۔ صُورت تبدیل ہونے کا منظر جزوی طور پر شاگردوں کے لِئے تھا لیکن خاص طور پر اُن کے آقا کے لِئے تھا۔ اِس واقعہ کے تین برگزیدہ چشم دید گواہ ہیں یعنی پطرسؔ، یعقُوبؔ اور یُوحنّاؔ۔ جب وہ اپنی پُر جوش دُعا میں محو تھا اُس کے اِنسانی پردے سے اُلوہیّت صاف ظاہر ہُوئی جس سے اُس کا چہرہ اور لباس دونوں آسمانی نُور سے منوّر ہو گئے۔ عہدِعتیق کا درمیانی مُوسیٰؔ اور اُس عہد کا عظیم مُصلح ایلیّاہؔ دونوں ظاہر ہُوئے۔ جب وہ اُس سے اُس کی یرُوشلیمؔ میں ہونے والی موت کے متعلق بات کر رہے تھے جیسا کہ یردنؔ کے کنارے آسمان سے ایک آواز سُنائی دی تھی ویسی آواز پھر آئی، ''یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہُوں۔'' اور پُر معنی طور پر یہ الفاظ بھی سُنائی دیئے، ''اُس کی سُنو۔'' در حقیقت یہ ایک معنی خیز منظر تھا۔ اُس کی یاد ایک رسُول کے ذہن میں بہت دیر تک تازہ رہی (۲-پطرس ۱۶:۱-۱۸)۔ انبیا، رسُول، عہدِعتیق و جدید، زمین و آسمان

---

[1] لُوقا ۱۸:۹-۲۱

سب یہاں ایک دُوسرے سے مِلے۔ یسُوؔع کے لِئے اپنی تقریباً بے پھل خدمت پر یہ باپ کی منظوری کی مہر اور اُس کے لِئے یہ تسلّی کا ثبوت تھا کہ باپ آخر تک اُس کے ساتھ رہے گا۔ اِس سے شاگردوں کو معلوم ہُوا کہ اُن کا اقرار غلط نہ تھا اور نہ ہی اُن کا اِیمان بے جا تھا۔ آئندہ اُنہیں مُوسیٰؔ کو نہیں بلکہ مسیح کو سُننا اور سُنانا تھا۔ لیکن دوبارہ اُن کے مُنہ پر ایک عارضی خاموشی کی مہر لگا دی گئی۔ اُس رویا کے مکمل معنی مسیح کے جی اُٹھنے اور آسمان پر اُٹھائے جانے کی روشنی ہی میں سمجھے جا سکتے تھے۔ مسیح نے رویا کے پہاڑ سے اُتر کر ایک مِرگی کی بیماری والے بچے کو جس میں بدرُوح تھی شفا دی۔ پھر وہ اپنے شاگردوں کو یرؔوشلیم کے مقام پر آنے والی آفت کے لِئے تیار کرتے ہُوئے کفرنحوؔم واپس چلا گیا۔

۶۔ گلیلؔ میں خدمت کا اختتام

اِس موقع پر یسُوؔع زیادہ دیر گلیلؔ میں نہ ٹھہرا۔ اُس کی عظیم خدمت وہاں مکمل ہُوئی۔ ہجوم سے الگ رہ کر بہت کم معجزے ظاہر کر کے اگر کوئی ہُوا ہو وہ اپنے آپ کو شاگردوں کو یہ سمجھانے کے لِئے مخصوص کرتا تھا کہ اُس کی بادشاہت کی اصلیّت کیا ہے اور جو اُس کی بادشاہت میں داخل ہونا چاہتے ہوں اُن کے لِئے بچّوں کی سی حلیمی کی کتنی ضرُورت ہے (متّی ۱۸:۱-۱۴)۔ عظیم عیدِ خیام آنے والی تھی۔ چنانچہ وہ چھوٹی سی جماعت سامریؔہ سے ہو کر ایک بار پھر یرؔوشلیم گئی۔

پانچواں باب

فِلستیؔن کے تمام علاقوں میں خدمت کا اختتام

عیدِ خیام سے لے کر بیتؔ عنیاہ میں آنے تک

عیدِ فسح سے پہلے چھ دِن چھوڑ کر مسیح کی خدمت کا یہ زمانہ چھ ماہ کا تھا یعنی اکتوبر سے لے کر اپریل تک۔ جیسا کہ گزشتہ چھ ماہ کے دَوران یِسُوؔع ایک جگہ مقیم نہ رہا بلکہ جا بجا پھرتا رہا ویسے ہی اِس زمانہ میں بھی وہ کرتا تھا۔ یکے بعد دیگرے ہم اُس کو یرؔوشلیم میں، پھر یہُودؔیہ میں، پھر دوبارہ یرؔوشلیم میں، پھر پرؔیہ میں اور پھر بیتؔعنیاہ میں، پھر پرؔیہ میں اور دوبارہ بیتؔ عنیاہ کے مقام پر اور پھر ایک اَور دفعہ اُسے پرؔیہ میں دیکھتے ہیں۔ شاید اُس نے ایک سفر پھر سامرؔیہ اور گلیلؔ کا بھی کِیا اور آخر کار یرؔوشلیم کے نواح میں آ گیا۔

۱- یرؔوشلیم میں عیدِ خیام (یُوحنّا ۷:۲-۱۰:۲۱)

یہاں بھی یرؔوشلیم جانے کے متعلق حسب معمول ہماری اطلاع کا ذریعہ یُوحنّا ہی ہے۔ گلیلؔ چھوڑنے سے پہلے یِسُوؔع کے رشتہ داروں نے اُس کو مجبور کِیا کہ وہ عید منانے کے لِئے جانے والے قافلہ میں شریک ہو اور قومی دارالحکومت میں پہنچ کر اپنے مسیح ہونے کا اعلان کرے مگر یِسُوؔع کو اپنے منصوبے پر چلنا تھا۔ وہ اپنے دوستوں کی دُنیاوی اُمیدوں کے مطابق چلنے سے اور وقت سے پہلے اپنے دشمنوں کے ساتھ کشمکش پیدا کرنے سے اپنے منصوبے کو خطرہ میں ڈالنے کے لِئے تیار نہ تھا۔ عیدِ فسح میں ابھی چھ ماہ باقی تھے جس کے موقع پر وہ خود اپنے آپ کو دُنیا کے اصلی فسح یعنی رہائی دہندہ کی حیثیت سے پیش کرے گا۔ چنانچہ اُس کے رشتہ دار بغیر جانے کہ وہ آئے گا کہ نہیں ہجوم کے ساتھ عیدِ خیام منانے کے لِئے روانہ ہو گئے۔ یرؔوشلیم میں چپکے چپکے ہر ہونٹ پر ایک ہی سوال تھا، ''وہ کہاں ہے؟''[۱] آخر کار یِسُوؔع عید کے دوران خاموشی سے یرؔوشلیم آیا اور سیدھا ہَیکل میں جا کر تعلیم دینے لگا۔ ربی یعنی یہُودیوںؔ کے مذہبی پیشوا اپنی بے عزتی تصوّر کرتے تھے کہ یِسُوؔع اُس نکتۂ نظر کے مطابق تعلیم نہیں دے رہا تھا جو اُن کے مدارس میں استعمال ہوتا تھا جہاں سے ربی خود دینی عِلم حاصل کرتے تھے۔ لیکن یِسُوؔع بڑی سادگی اور صفائی کے ساتھ دلیری سے اِلٰہی مقصد کے مطابق تعلیم دیتا رہا۔ یہاں صِرف ایک واقعہ قلم بند ہے یعنی اُس عورت کا بیان جو زنا کے جرم میں پکڑی گئی تھی۔[۲] ایک معجزہ ظاہر ہُوا یعنی پیدائشی اندھے کو شفا بخشا جو نہایت ٹھوکر کا باعث ثابت ہُوا کیونکہ یہ معجزہ سبت کے دِن ہُوا تھا۔[۳] یہُودیوں

---

۱ یُوحنّا ۷:۱۱

۲☆ یہ واقعہ یُوحنّا کی اِنجیل کے قدیم ترین مسودوں میں درج نہیں ہے لیکن وہ اُس کی اِنجیل میں شامل نہ ہونے کے باوجود تاریخی ہے۔

۳ یُوحنّا ۹:۱-۴۱

نے اِس حد تک کارروائی کرنے کی کوشش کی کہ اُسے سنگسار کریں۔ اچھے چرواہے کی خوبصورت مثال [۱] کے ذریعہ یِسُوعؔ نے ظاہر کِیا کہ وہ اپنے گلہ کی خاطر رضامندی سے مرے گا اور پھر مردوں میں سے جی اُٹھے گا۔

۲- یہُودیہؔ کے دیہاتی علاقوں میں

یروشلیمؔ کے یہُودیوںؔ کی سازشوں کے باعث یِسُوعؔ شہر چھوڑ کر [۲] چند ہفتے اُس کے نواح میں رہا۔ یہاں صِرف ایک ہی معجزے کا بیان قلم بند ہے اور وہ بھی ایک اَور سبت کے دِن شفا دینے کا، لیکن اِس عرصہ کے دَوران اُس نے حیرانگی کی حد تک افراط سے تعلیم بخشی۔ اِس کے کئی حصّے مثلاً مثالی دُعا، [۳] رائی کے دانے کی تمثیل [۴] اور خمیر کی مثال، [۵] گلیلؔ میں دیئے گئے اسباق کا دہرایا جانا معلوم ہوتے ہیں۔ امیر نادان [۶] اور نیک سامریؔ [۷] کی دو خوبصورت تمثیلیں نئی ہیں اور صِرف لُوقاؔ کی معرفت لکھی ہُوئی اِنجیل میں درج ہیں۔ اِن دو مہینوں کے تاریخی بیان کے لِئے ہم لُوقاؔ کے احسان مند ہیں۔

یِسُوعؔ صِرف تبلیغی کام سے تسلّی نہ پائے گا جو وہ خود کرنے کو تھا کیونکہ وقت تھوڑا تھا اور کام بہت باقی رہ گیا تھا۔ چنانچہ جس طرح اُس نے گلیلؔ میں بارہ شاگردوں کو بھیجا تھا اب یہُودیہؔ میں اُس نے ستر شاگردوں کو روانہ کِیا۔ [۸] وہی پہلا پیغام اُن کے سپرد کِیا گیا کہ ”خُدا کی بادشاہی تمہارے نزدیک آ پہنچی ہے۔“

اِس کے علاوہ بیتؔ عنیاہ کی دو بہنوں کی پہلی جھلک اِسی زمانہ میں مِلتی ہے یعنی مریمؔ جو آقا کے قدموں میں بیٹھی رہتی اور مرتھاؔ، ”جو خدمت کرتے کرتے گھبرا گئی“ (لُوقا ۱۰:۳۸-۴۲)۔

۳- یروشلیمؔ میں عیدِ تجدید (یُوحنّا ۱۰:۲۲-۴۲)

عیدِ خیام کے دو مہینہ بعد یعنی موجودہ دسمبر کے مہینے میں یِسُوعؔ عیدِ تجدید کے موقع پر یروشلیمؔ واپس گیا۔ سُلیمانؔ کے برآمدے میں یہُودیؔ اُسے مِلے اور اُنہوں نے مطالبہ کِیا کہ واضح طور پر بیان کرے کہ وہ مسیح ہے کہ نہیں۔ یِسُوعؔ نے یہ جان کر کہ اُن آدمیوں کے سامنے جنہوں نے اپنے آپ کو اندھا کر لیا کہ وہ اُس کی زندگی اور خدمت کی گواہی کو نہ پہچانے اُس صاف دعویٰ سے بھی متاثر نہ ہوں گے، لہٰذا اُن کے سوال کا جواب نہ دیا۔ ایک مرتبہ پھر اُنہوں نے اُسے سنگسار کرنے کے لِئے پتھر اُٹھائے۔ ایک بار اَور کفرنحومؔ اور گلیلؔ کی طرح یروشلیمؔ اور یہُودیہؔ کے دروازے اُس پر بند کر دیئے گئے۔ ابھی تک ایک صوبہ اُس کے لِئے کھلا تھا یعنی یردنؔ کے پار پریہؔ کے نیم بُت پرستوں کا علاقہ۔ یِسُوعؔ وہاں چلا گیا۔

---

[۱] یُوحنّا ۱۰:۱-۲۱
[۲] یُوحنّا ۸:۵۹
[۳] لُوقا ۱۱:۱-۱۳
[۴] لُوقا ۱۳:۱۹
[۵] لُوقا ۱۳:۲۰-۲۱
[۶] لُوقا ۱۲:۱۳-۲۱
[۷] لُوقا ۱۰:۲۵-۳۷
[۸] لُوقا ۱۰:۱-۲۴

۴- بیتؔ عنیاہ میں لعزؔر کو زندہ کرنا (یُوحنّا ۱:۱۱-۵۴)

پیرؔیہ میں یسُوعؔ کی خدمت میں لعزؔر کی موت کے باعثِ مداخلت ہُوئی۔ کاش ہم بیتؔعنیا کے اُس چھوٹے سے خاندان کے متعلق اَور زیادہ جانتے۔ یسُوعؔ کے وسیع دِل میں ساری دُنیا کے لِئے جگہ تھی پھر بھی وہ ایک خاص شفقت سے ''مرتؔھا اور اُس کی بہن اور لعزؔر سے محبّت رکھتا تھا۔''[۱] بے شک وہ کئی بار اُن کے گھر گیا ہو گا جس کا ذکر قلم بند نہیں ہُوا۔ وہ اپنے قریب اُلمرگ دوست اور اُس کی دو غمزدہ بہنوں سے پیرؔیہ میں اتنی دُور لاپرواہی کی وجہ سے نہ رہا۔ ہم اور وہ کِس حد تک محروم رہتے اگر وہ اُس کو شفا بخشنے کے لِئے واپس آ جاتا جیسا کہ اُس نے پہلے سینکڑوں کو شفا بخشی تھی۔ آخر کار وہ آیا تا کہ اُس کے ساتھ روئے، اُن کے شکستہ دِلوں سے اُن کے ایمان کا اقرار کروائے اور وہ الفاظ سُنائے جن کا سہارا بے شمار غمزدہ لوگوں نے لیا کہ ''قیامت اور زندگی تو مَیں ہُوں۔''[۲] اور اِس لِئے بھی کہ وہ اپنے اعمال سے اپنے الفاظ کی تصدیق کرے۔ دُنیا کِس حد تک محروم رہتی اگر یہ باب نہ ہوتا جس میں یسُوعؔ کا پیرؔیہ سے بُلاوا اور لعزؔر کا مُردوں میں سے جلانا درج ہے۔

اِتنا حیران کن معجزہ اور یرؔوشلیم کے اتنا قریب بغیر متاثر کئے نہیں رہ سکتا تھا۔ بہت سے اِس پر اِیمان لائے لیکن کوئی طاقت خواہ آسمان کی ہو خواہ زمین کی ہو ریاکار فریسیوںؔ اور مکار صدوقیوںؔ کو اِیمان لانے پر مجبور نہ کر سکی۔ بہت سی باتوں کے بارے میں آپس میں لڑنے کے باوجود اِس معجزہ کو خطرے کا باعث سمجھتے ہُوئے وہ ایک دِل اور ایک جان ہو گئے۔ سردار کاہن کائفؔا کے مشورے کے مطابق صدر عدالت نے موت کا حکم جاری کِیا۔[۳] زندہ لعزؔر اُن کے لِئے ایک ناقابل جواب دلیل تھا چنانچہ اُنہوں نے اُسے بھی اِس فتویٰ میں شامل کرنے کا مشورہ کِیا۔ اِس لِئے یسُوعؔ، افرائیؔم کے علاقہ کو چلا گیا اور وہاں سے ایک مرتبہ پھر پیرؔیہ کو گیا اور شاید سامرؔیہ اور جنوبی گلیلؔ کا بھی ایک دَورہ کِیا۔

۵- پیریہ میں خدمت (لُوقا ۲۲:۱۳-۱۰:۱۷، متّی ۱:۱۹-۲۸:۲۰)

پیرؔیہ میں یسُوعؔ اب نسبتاً نئی خدمت میں داخل ہُوا۔ پیرؔیہ، یُوحنّؔا اصطباغی کی اوّلین خدمت کا مقام تھا (یُوحنّا ۴۰:۱۰، ۲۸:۱ سے مقابلہ کیجئے)۔ اِس میں شک نہیں کہ یسُوعؔ نے وہ فصل کاٹی جس کا بیج یُوحنّؔا نے بویا کیونکہ اُس کی خدمت کو پیرؔیہ میں ویسی ہی کامیابی مِلی جیسی شرُوع میں اُسے گلیلؔ کے علاقہ میں مِلی تھی (یُوحنّا ۴۱:۱۰-۴۲)۔ اگر ہم کہیں کہ کوئی ایک معجزہ اِس دَورے کے دَوران ہُوا تو بات مشکوک ہو گی لیکن اُس کی تعلیم کا ایک خاص مجموعہ ہم تک پہنچا جس کی خاصیت ایک انوکھی شفقت بھری سنجیدگی ہے۔ یہاں تمثیلوں کا دُوسرا بڑا مجموعہ پیش کِیا گیا جس کا ذکر صِرف لُوقؔا ہی نے کِیا ہے یعنی عظیم دعوت، کھوئی ہُوئی بھیڑ، کھویا ہُوا درہم، مسرف بیٹا، بے اِنصاف مختار،

---

[۱] یُوحنّا ۵:۱۱

[۲] یُوحنّا ۲۵:۱۱

[۳] یُوحنّا ۴۷:۱۱-۵۳

دولت مند اور لعزؔر، اصرار کرنے والی بیوہ اور فریسؔی و محصول لینے والا۔ متّی نے اِن کے علاوہ تاکستان میں کام کرنے والوں کی تمثیل قلم بند کی۔ اناجیل متفقہ کے سب مُصنّفین نے یسُوؔع کا چھوٹے بچوں کو برکت دینا اور امیر نوجوان حاکم کا ذکر کِیا ہے۔ اِس خدمت کے اختتام کے قریب جب وہ دریائے یردؔن اور یرؔوشلیم کے نزدیک آ رہے تھے تو یعقوؔب اور یُوحنّاؔ دونوں اپنی امنگوں بھری غرض کے ساتھ یسُوؔع کے پاس آئے کہ ایک اُس کے دائیں اور دُوسرا اُس کے بائیں ہاتھ تخت نشین ہو۔ وہ تاج کے خواب دیکھ رہے تھے جبکہ یسُوؔع صلیب کی طرف بڑھ رہا تھا۔ پیرؔیہ سے نکل کر یسُوؔع نے یریؔحو کے قریب اُس گھاٹ سے جو عموماً استعمال ہوتا تھا دریائے یردؔن پار کِیا۔ اُس نے اُس قدیم شہر[۱] کے قریب سے گزرتے ہُوئے اندھے برتمآؔئی کو بینائی بخشی اور محصول لینے والے زکاؔئی کو اُس سے بھی اہم تر وہ شفا بخشی جو مسیح کی خدمت کا اعلیٰ ترین مقصد تھا۔ اُس راستہ کی سیدھی چڑھائی پر چلتے ہُوئے وہ عیدِ فسح سے چھ دِن پہلے یرؔوشلیم کے ایک چھوٹے سے نواحی گاؤں بیتؔ عنیاہ پہنچا۔ طویل سفر ختم ہو چکے ہیں۔ اختتام عین قریب ہے۔

[۱] جدید تحقیقات کی بنا پر معلوم ہوتا ہے کہ یریؔحو دُنیا کا قدیم ترین شہر ہے جو لگاتار آباد ہوتا رہا ہے۔ مِس کینیؔین کی تحقیقات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۸۰۰۰ق م میں یہاں لوگ آباد تھے۔

چھٹا باب

یِسُوعؔ کی خدمت کا آخری ہفتہ

۱- بیتؔ عنیاہ میں یِسُوعؔ پر عطر ڈالنا[۱] (متّی ۲٦:٦-۱۳، مرقس ۱۴:۱-۱۱، یُوحنّا ۱۲:۱-۸)

جمعہ کی رات کو مسیح بیتؔ عنیاہ پہنچ گیا تھا۔ عیدِ فسح پر یرؔوشلیم جانے والے زائرین کے ہجوم کے لِئے وہ ضرُور دِلچسپی کا مرکز بنا ہو گا۔ جب زائرین یا تو شہر میں اپنے دوستوں کے ساتھ قیام کرنے کے لِئے چلے گئے یا کوہِ زیتونؔ یا وادیٔ قدرونؔ میں خیمہ زن ہونے کے لِئے چلے گئے تو یِسُوعؔ نے اپنے لِئے پوری طرح جانا پہچانا بیتؔ عنیاہ کا گھر ڈھونڈا۔ اُس گھر میں ہمیشہ اُسے خوش آمدید کہا جاتا تھا لیکن اِس بار پہلے سے کہیں زیادہ خوشی کے ساتھ اُس کا استقبال ہُوا ہو گا۔ سبت کا دِن آرام سے گزر گیا ہو گا لیکن اُسی رات اُس کے اعزاز میں شمعونؔ کوڑھی کے گھر ایک ضیافت دی گئی۔ یہاں مریؔم، مرتؔھا اور لعزؔر سب موجود تھے اور ایک کو نئی زندگی مِلنے پر رفاقت کی تجدید پر اور اُس کی حضوری میں حاضر ہونے پر جس کا دیا وہ ادا نہیں کر سکتے تھے وہ سب خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ وہاں ایک ایسی ہستی بھی تھی جس کی شکر گزاری کِسی بھی عام انداز سے ظاہر نہیں کی جا سکتی۔ وہ یِسُوعؔ کے چہرے کو ٹکٹکی باندھے دیکھتی رہی اور اُس کے پُر فضل الفاظ سُنتے سُنتے جب وہ اَور برداشت نہ کر سکی تو اُٹھی اور ایک ظرف جس میں قیمتی عطر تھا اُٹھا لائی۔ جب یِسُوعؔ میز کے سہارے اپنے پاؤں پھیلائے بیٹھا تھا تو اُس نے پہلے وہ عطر اُس کے سر میں ڈالا اور پھر اُس عطر سے اُس کے پاؤں ملتی رہی۔ اُس وقت بھی آج کی طرح گھٹیا ذہن کے لوگ تھے جنہوں نے نکتہ چینی کی کہ یہ ''اسراف'' ہے لیکن یِسُوعؔ کے لِئے وہ محبّت جس نے یہ سب کچھ کروایا انمول تھی۔ ''اُسے چھوڑ دو... جو کچھ وہ کر سکی اُس نے کِیا۔ اُس نے دفن کے لِئے میرے بدن پر پہلے ہی سے عطر مَلا۔''[۲]، [۳]

---

[۱] یہ واقعات ترتیب وار سمجھنے کے لِئے لازمی ہے کہ یہ مدِّ نظر رکھا جائے کہ یِسُوعؔ کے آخری ہفتہ کے دَوران تین علٰیحدہ علٰیحدہ ضیافتیں ہُوئیں جن میں یِسُوعؔ موجود تھا۔ پہلی ضیافت مرتؔھا اور مریؔم کے ہاں تھی جو عیدِ فسح سے چھ دِن پہلے ہُوئی جب مریؔم نے یِسُوعؔ کے پاؤں پر عطر ڈالا اور اپنے بالوں سے پونچھا (یُوحنّا ۱۱:۵۵-۱۲:۱۱)۔ دُوسری ضیافت شمعونؔ کوڑھی کے ہاں ہُوئی جو عیدِ فسح سے دو دِن پہلے ہُوئی۔ اُس موقع پر ایک عورت نے یِسُوعؔ کے سر پر عطر ملا (متّی ۲٦:۱-۱۳، مرقس ۱۴:۱-۹)۔ معلُوم ہوتا ہے کہ پروفیسر ڈیؔن نے اِن دو ضیافتوں کا بیان مِلا دیا ہے۔ تیسری ضیافت جو مسیح کی زندگی کے آخری ہفتہ میں ہُوئی عیدِ فسح کا کھانا تھا (متّی ۲٦:۱۷-۳۰، مرقس ۱۹:۱۲-۲٦، لُوقا ۲۲:۷-۳۰، اور یُوحنّا ۱۳:۱۰-۳۰)۔

[۲]☆ یہ واقعہ جب یِسُوعؔ پر عطر ملا گیا اِس بیان کو اُس کے ساتھ جو لُوقاؔ کے ساتویں باب میں ہے مِلانا نہیں چاہیۓ۔ مسیح کی خدمت میں وہ واقعہ پہلے ہُوا اور یہ بہت بعد، وہ شمعونؔ فریسی کے ہاں ہُوا اور یہ شمعونؔ کوڑھی کے ہاں، اُس موقع پر گُناہ آلودہ زندگی سے نجات پانے والی ایک عورت نے عطر ملا اور اِس موقع پر اُس رُوحانی نیّت رکھنے والی مریؔم نے، اُس موقع پر شمعونؔ، عورت کے چال چلن کے سبب سے شکایت کرتا تھا اور اِس موقع پر یہُوداؔہ اسکریوتی نے ''اسراف'' کا بہانہ ڈھونڈ کر نکتہ چینی کی۔

[۳] مرقس ۱۴:٦-۸

۲- اتوار، یرؔوشلیم میں فتح مندانہ داخلہ (متیّ ۲۱: ۱-۱۱)

اِس فسح کے ہفتہ کے دَوران فِلستیؔن اور مملکت کے تمام علاقوں سے آئے ہُوئے بے شمار اجنبی لوگوں سے یرؔوشلیم بھرا پڑا تھا۔ اُن میں سے بہت سے یِسُوؔع کا کلام سُن چکے تھے اور اُن سے بھی زیادہ وہ تھے جنہوں نے کم از کم اُس کا ذکر سُن رکھا تھا۔ پیریؔہ میں خدمت کے اثر اور لعزؔر کے زندہ کرنے سے جہاں ایک طرف اُس کی ہر دِلعزیزی میں پھر سے اضافہ ہُوا تھا دُوسری طرف نفرت کی آگ بھی بھڑک اُٹھی تھی۔ اختتام عین قریب تھا اِس لِئے یِسُوؔع اُس ناگزیر تصادم سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ وہ اپنا مسیح ہُونا اعلانیہ طور پر ظاہر کرنے کو تیار ہے۔ لیکن اپنے عہدِ حکومت کی نوعیّت کی آگاہی کے لِئے گھوڑے کی بجائے جو جنگ کا نشان تھا اُس نے گدھی کا بچھڑا چُنا جو امن کی علامت تھا۔ جب وہ کوہِ زیتوؔن کی چوٹی پر پہنچا تو شہر کی طرف سے ایک بڑا ہجوم آگے آ کر اُس بڑے ہجوم میں آ مِلا جو اُس کے ساتھ بیتؔ عنیاہ سے آ رہا تھا اور ''ہوشعنا، ہوشعنا'' پکارتے ہُوئے فتح کے مظاہرے کرتے ہُوئے اور نعرے لگاتے ہُوئے وہ اُسے یرؔوشلیم میں لائے۔ تمام شہر میں ملے جلے جذبات سے ہلچل مچ گئی۔ یہ خالصتاً اُن لوگوں کا مظاہرہ تھا جو باہر کے علاقوں سے آئے تھے۔ یرؔوشلیم جس کو دیکھ کر اُسے رُونا آیا تھا جب وہ اُسے کوہِ زیتوؔن کی چوٹی پر سے نظر آیا یا تو سرد مہری کی وجہ سے لاپرواہ رہا یا اُس پر کھلم کھلا نکتہ چینی کرتا رہا۔ ہم یہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اگر یرؔوشلیم خُداوند پر اِیمان لے آتا تو اُس کا نتیجہ کیا ہوتا؟ ہم اِس کا جواب نہیں دے سکتے۔ ہم صِرف اتنا جانتے ہیں کہ اُس کا یِسُوؔع کو رد کرنا حتمی تھا۔ بلا شبہ جوشیلے شاگرد مایوس ہو گئے تھے کیونکہ یِسُوؔع اپنا مسیحانہ مظاہرہ کرنے میں اُن کی اُمیدوں پر پُورا نہ اُترا تھا۔ وہ صِرف ہَیکل کی ہر بات کا جائزہ لے کر شام کو بیتؔ عنیاہ لوٹ گیا۔

۳- سُوموار، انجیر کا بے پھل درخت اور ہَیکل کو دُوسری مرتبہ پاک صاف کرنا (متیّ ۲۱: ۱۲-۱۳، اور ۱۸-۲۲، مرقس ۱۱: ۱۲-۱۸)

دُوسری صبح شہر جاتے ہُوئے یِسُوؔع نے ایک ایسا معجزہ کِیا جو معجزہ بھی تھا اور تمثیل بھی۔ انجیر کا بے پھل درخت غیر معمولی طور پر پتوں سے لدا ہونے کے سبب سے اپنے آپ کو نہایت پھل دار ظاہر کرتا تھا۔ وہ یِسُوؔع کے ایک ہی لفظ سے سوکھ گیا۔ جھُوٹا شہر اور قوم یا جھُوٹی زندگی جن کا انجام تباہی ہے اُن کے لِئے یہ ایک بالکل صحیح مثال تھی۔ آگے چل کر یِسُوؔع ہَیکل میں داخل ہو گیا۔ اتوار کو لِئے گئے جائزہ کے مطابق اُس نے ہَیکل کو دوبارہ اُس طرح پاک صاف کِیا جس طرح اُس نے اپنی پہلی عیدِ فسح کے موقع پر کِیا تھا۔ یُوحؔنا نے خُدا داد قابلیّت کی مالک یُوؔنانی قوم کے کچھ نمائندوں کے متعلق جنہیں فلپّؔس اور اندریاؔس کے پاس لائے تھے ایک دِلچسپ واقعہ قلم بند کِیا ہے (یُوحنّا ۱۲: ۲۰-۳۳)۔ یِسُوؔع نے دُور اندیشی سے دیکھ لیا تھا کہ اُس کے اپنے صلیب پر چڑھائے جانے سے بنی نوع اِنسان کی تمام نسلیں اُس کے پاس کھِنچی چلی آئیں گی۔ اِس قُربانی کا سوچ کر اُس کی رُوح لرز اُٹھی لیکن

"جب تک گیہوں کا دانہ زمین میں گر کر مر نہیں جاتا اکیلا رہتا ہے۔"[۱] یُوں یِسُوعؔ آخر تک ہر موقع پر اپنی بادشاہی کی نوعیّت ظاہر کرتا رہا۔ اگر وہ چاہتا تو ایک ہی دِن میں سیاسی انقلاب برپا کر کے ایک دُنیاوی سلطنت قائم کر لیتا مگر یہ مسئلہ تو کبھی کا حل ہو چُکا تھا۔ اِنسان کا اور اُس کا اپنا دونوں تاج یقیناً صلیب کے ہی راستہ مِل سکتے ہیں۔

۴۔ منگل، سوالات کا دِن (متّی ۲۱: ۲۳-۲۵: ۴۶)

اب ہم یِسُوعؔ کے عوامی خدمت کے آخری اور عظیم ترین دِن پر آتے ہیں۔ اُس کی ابتدا ہَیکل میں مندرجہ ذیل سوالات کے ایک سلسلہ سے ہُوئی جن کا مقصد تھا کہ عوام کی نظر میں اُس کی قدر گرائی جائے۔ (۱) صدر عدالت کی ایک کمیٹی کی طرف سے یِسُوعؔ کے اختیار کے متعلق۔[۲] (۲) فریسیوںؔ کی طرف سے جزیہ کے متعلق۔[۳] (۳) صدوقیوںؔ کی طرف سے قیامت کے بارے میں۔[۴] (۴) اور فریسیوںؔ کی طرف سے سب سے بڑے حکم کے متعلق۔[۵] (۵) اِس کے بعد یِسُوعؔ نے اُن سے مسیح کی پہچان کے متعلق سوال کِیا۔[۶] یِسُوعؔ نے اپنے لاثانی جوابوں کے ساتھ اپنی تمثیلوں کے تیسرے مجموعے کی تین تمثیلیں وابستہ کیں یعنی دو بیٹوں کی، بے اِیمان باغبانوں کی اور بادشاہ کے بیٹے کی شادی کی تمثیلیں۔ تب وہ اپنے دُشمنوں کی طرف رخ کر کے "پُوری زندگی کی جمع شدہ تنقید" کے ساتھ اِن پر برس پڑا۔ اُس کے سات بار دہرائے گئے یہ الفاظ، "اَے ریاکار فقیہو اور فریسیوؔ تُم پر افسوس"[۷] اُن پر یکے بعد دیگرے آسمانی بجلی بن کر گرے۔ وہ تھے بھی اِس لائق لیکن یِسُوعؔ بے شک جانتا تھا کہ یہ عمل اُس کے لِئے مہلک ثابت ہو گا۔ لہٰذا وہ اِس کے بعد اُن سے کِسی قِسم کے رحم کی توقع نہیں رکھ سکتا۔ ہَیکل کو ہمیشہ کے لِئے چھوڑتے وقت یِسُوعؔ کا آخری واقعہ دو دمڑیاں ڈالنے کے متعلق ایک بیوہ کی تعریف کرنے کا تھا۔[۸] یہ خوبصورت واقعہ جو اُس سخت لعنت کے جلد بعد پیش آیا بنفشہ کے اُس پھول کی مانند جو برف کے تودہ کی آغوش میں بہار کے موسم میں کھل اُٹھا ہو۔

وہ اپنے بارہ شاگردوں کے ساتھ باہر نکل کر کوہِ زیتونؔ کی ڈھلان پر شہر کی ہَیکل کی طرف رخ کر کے جا بیٹھا۔ وہاں اپنے شاگردوں کو ہَیکل کے پتھر بڑے ہونے کی بات پر اور اُس کی دوبارہ آمد کے متعلق ایک سوال پر اُس نے یرُوشلیمؔ کی تباہی اور اپنی دوبارہ آمد کے بارے میں گفتگو کی جس کا نچوڑ یہ تھا، "بیدار رہو، مستعد رہو، اور وقت کو غنیمت

---

۱ یُوحنّا ۱۲: ۲۴
۲ متّی ۲۱: ۲۳-۲۲: ۱۴
۳ متّی ۲۲: ۱۵-۲۲
۴ متّی ۲۲: ۲۳-۳۳
۵ متّی ۲۲: ۳۴-۴۰
۶ متّی ۲۲: ۴۱-۴۶
۷ متّی ۲۳: ۱۳
۸ مرقس ۱۲: ۴۱-۴۴، لُوقا ۲۱: ۱-۴

جانو۔'' ۱؎ اِن اسباق کو ذہن نشین کروانے کے لِئے اُس نے اُنہیں دس کنواریوں ۲؎ اور توڑوں ۳؎ کی تمثیلیں سُنائیں۔ اِس کے بعد اُس رحمت بھرے سنجیدہ قیامت کے منظر کی تصویر پیش کی گئی جو متّی کی اِنجیل کے پچیسویں باب میں درج ہے۔

اِس طرح یِسُوعؔ کے عوامی خدمت کے اُس عظیم ترین اور آخری دِن کا جو واقعات اور تعلیم کے بارے میں سب سے بھر پُور اور مختلف تھا اختتام ہُوا۔ اپنے شاگردوں کے ساتھ چند منٹ پیدل چل کر یِسُوعؔ نے ایک بار اَور بیتؔ عنیاہ کی پُر سکون فضا میں آرام کِیا۔

مگر اُس کے دشمنوں کا دِن ابھی تک اختتام کو نہ پہنچا تھا بلکہ اُنہوں نے اپنی ایک خُفیہ مجلس میں فیصلہ کِیا کہ لازم ہے کہ وہ مر جائے لیکن فسح کے دَوران اِس کی موت نہ ہو۔ وہ جیسے ریاکار تھے ویسے ہی بزدِل بھی تھے لہٰذا جرأت نہ کر سکے کہ اُس ہجوم کی موجودگی میں جو اُس کو عزیز رکھتا تھا اُس پر ہاتھ ڈالیں۔

اب ہم تاریخ کے ایک معمّہ سے دو چار ہوتے ہیں۔ بالکل عین وقت پر اُس کے بارہ شاگردوں میں سے ایک نے جس کا نام یہُوداہؔ اسکریوتی تھا اور جو مسیح کے رہنے سہنے، آرام کرنے اور گھومنے پھرنے کے تمام ٹھکانوں سے واقف تھا چند سکّوں کے عوض اپنے آقا کو پکڑوانے پر رضامندی ظاہر کی۔ اُس کے بارے میں تمام بیانات اِس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ اُس کی اِس حرکت کا سبب لالچ تھا (متّی ۲۶:۱۴-۱۵، مرقس ۱۴:۱۰-۱۱، لُوقا ۲۲:۳-۵، یُوحنّا ۱۲:۴-۶)۔ یہ وہی تھا جس نے محبّت کی نذر پیش کرنے پر نکتہ چینی کی تھی اور خود اپنے آقا کو چاندی کے تیس سکوں کے عوض فروخت کر دیا جو مریمؔ کی احسان مندی کی قُربانی کی قیمت کا محض تیسرا حِصّہ تھا۔

۵- بُدھ، طُوفان سے پہلے پُر سکون خاموشی

معلوم ہوتا ہے کہ بُدھ کے روز کے واقعات کا کوئی تحریر شدہ بیان نہیں ہے۔ اُس روز کے مناظر ہم محض تصوّر ہی کر سکتے ہیں۔ تمام شہر منتظر ہو کر سوچ میں ڈوبا تھا کہ وہ ہَیکل میں واپس کیوں نہیں آیا؟ لوگ اُس کا کلام سُننے کے لِئے بے تاب تھے مگر حکام اُس کے خُون کے پیاسے تھے۔ اُس کا کام مکمل ہو چُکا تھا۔ ممکن ہے اُس نے بیتؔ عنیاہ کے مقام پر علیٰحدگی میں اپنے شاگردوں سے گفتگو کی ہو۔ اِس سے بھی زیادہ ممکن ہے کہ اُس کا پُورا دِن آخری واقعات کے لِئے آرام اور دُعا سے بھری ہُوئی تیاریوں میں صرف ہُوا ہو۔ ہمیں معلوم نہیں۔ اُس تمام دِن پر راز کا ایک پردہ پڑا ہے۔ ''اُس رات اِس دُنیا پر اُس نے آخری بار آرام کِیا۔ جمعرات کی صبح کو وہ ایسا جاگا کہ پھر کبھی نہ سویا۔''

۶- جمعرات، آخری فسح (متّی ۲۶:۱۷-۳۵، یُوحنّا ۱۳:۱-۱۷)

جمعرات کو دِن کے کِسی حِصّہ میں یِسُوعؔ نے اپنے شاگردوں میں سے دو کو شہر روانہ کِیا تاکہ وہ فسح کے

۱؎ یہ عبارت کا نچوڑ ہے۔ دیکھئے متّی ۲۴:۳۲-۴۴

۲؎ متّی ۲۵:۱-۱۳

۳؎ متّی ۲۵:۱۴-۳۰

کھانے کا انتظام کریں۔ اُس رات وہ ایک مرتبہ پھر اپنے بارہ شاگردوں کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا۔ یہوؔداہ اب تک موجود تھا بظاہر شاگرد تھا مگر باطن میں غدار اور جاسوس تھا۔ اُس چھوٹی سی جماعت پر تکرار کے سبب سے غم کے بادل چھائے تھے کیونکہ اُن میں سے ہر کوئی فوقیت حاصل کرنے کی کوشش میں تھا۔[1] اُس خوبصورت طریقہ سے جو اتنا اعلیٰ تھا اور جس پر چلنا نہایت ہی مشکل ہے، یسُوؔع نے اُن کی فوقیّت حاصل کرنے کی خواہش پر خوب ملامت کی۔ وہ دستر خوان سے اُٹھ کر ایک عام خدمت گار کی طرح آگے بڑھا تاکہ اُن کے پاؤں دھوئے۔ پھر اپنے شرمسار شاگردوں سے مخاطب ہو کر اُس نے حلیمی اور خدمت کے سبق پر زور دیا۔ بادل اور گھنیرے ہو گئے جب یسُوؔع نے کہا کہ ''تم میں سے ایک مجھے پکڑوائے گا۔''[2] یہوؔداہ جلد ہی اُٹھ کر چلا گیا۔ شاگردوں نے سوچا کہ کِسی دوستانہ خدمت کے لِئے گیا ہے، لیکن یسُوؔع جانتا تھا کہ وہ اپنی گھناؤنی سازش پُوری کرنے گیا تھا۔ پھر یسُوؔع نے اُن پر ظاہر کِیا کہ وہ سب اُسے چھوڑ جائیں گے اور خود اعتماد پطرؔس اِنکار کرے گا۔ پھر بادل چھٹ گئے اور یسُوؔع نے ایک دِلکش یادگار عشا کی بنیاد رکھی اور ایک لاثانی تقریر شروع کی جو یُوحؔنّا کی اِنجیل میں چودھویں باب سے سولھویں باب تک درج ہے۔ اُس نے اپنی گفتگو اُس دُعا سے مکمل کی جو درحقیقت دُعائے ربّانی ہے (یُوحنّا ۱۷)۔ یہ ایسی دُعا تھی جس کے وسیع ہوتے ہُوئے دائرے میں اُس کے شاگرد جو حاضر تھے، اور وہ سب بھی جو اُن کے کلام کے ذریعے اِیمان لائیں گے اور تمام دُنیا شامل ہے۔ یُوں شفقت بھری گفتگو اور عالمگیر دُعا کے ساتھ تقریباً آدھی رات کو یہ دِن گزر گیا۔ کمرے سے نکل کر یسُوؔع چاندنی میں آ گیا اور شہر چھوڑ کر وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ بیتؔ عنیاہ کی طرف چلا گیا۔

۷۔ گتسمنؔی (متّی ۲۶:۳۶-۴۶)

کوہِ زیتوؔن کے دامن میں اُس وادی کے مشرقی کنارے پر جسے قدروؔن کہا جاتا ہے ایک مشہور پھلواری یا باغ تھا جو باغِ گتسمنؔی (تیل کا کولھو) کہلاتا تھا۔ یسُوؔع کی یہ من پسند آرام گاہ تھی۔ زیتوؔن کے درختوں کے سائے میں داخل ہو کر اُس نے اپنے تین چُنے ہُوئے شاگردوں کو ساتھ لیا اور باقی کو وہیں چھوڑ کر باغ میں دُعا کرنے کی خاطر آگے بڑھا۔ پھر اُن تینوں کو وہیں چھوڑ کر سائے میں اَور آگے بڑھ گیا اور ناقابلِ بیان جان کنی کی حالت میں منہ کے بل گر کر وہ ''نہایت حیران اور بے قرار ہونے لگا''[3] اور ''نہایت غمگین'' ہُوا ''یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے''[4] اور ''اُس کا پسینہ گویا خُون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا۔''[5] تین بار اُس کے منہ سے دبی دبی پکار نکلی، ''اَے میرے باپ! اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ تَو بھی نہ جیسا مَیں چاہتا ہُوں بلکہ

---

[1] لُوقا ۲۲:۲۴-۳۰
[2] متّی ۲۶:۲۱
[3] مرقس ۱۴:۳۳
[4] مرقس ۱۴:۳۴
[5] لُوقا ۲۲:۴۴

جیسا تُو چاہتا ہے ویسا ہی ہو۔‘‘ [۱] وہ تین بار اپنے تین شاگردوں کے پاس آیا اور اُنہیں سوتے پایا۔ یہ سب کچھ کیا معنی رکھتا ہے؟ کیا یہ جسمانی موت کا خوف تھا جس نے اُس کا پسینہ خُون کی بڑی بڑی بوندوں کی شکل میں زمین پر ٹپکایا اور جان کنی میں اُس کے منہ سے آہ و نالہ کروایا؟ اگر ایسا ہو تو پھر اُس کی بہادری سپاؔرٹا کے بہت سے جنگجو فوجیوں کی بہادری سے کم تھی اور اُس کا حوصلہ اُن بہت سے جابر مجرموں کے حوصلہ سے بھی کم تھا جو پھانسی کے تختہ پر چڑھ جاتے ہیں۔ کیا جلالی شخصیّت نے جس کا ہم اتنی دیر سے مطالعہ کر رہے ہیں اِس حد تک ادنیٰ شخصیّت کی شکل اختیار کر لی جس پر ہمارا ترس کھانا مناسب ہے؟ کیا اِن واقعات کے اِس سے اعلیٰ معنی نہیں؟ کیا یہ کہیں زیادہ عمیق غم نہ تھا جو اُس کو زمین پر کُچل رہا تھا یعنی اِس دُنیا کے گُناہوں اور غموں کا لامحدود بوجھ؟ اُس منظر کی پاکیزگی اِتنی پُر اثر ہے کہ بے حس قیاس آرائی کے لِئے کوئی گنجائش نہیں۔ ہم تو صِرف یہ جانتے ہیں کہ جیسے وہ اپنے مقصد پر ہونے والے تمام حملوں پر غالب آیا اُسی طرح اِس بار بھی وہ فتح مند ہُوا۔ ’’خُدا ترسی کے سبب سے اُس کی سُنی گئی‘‘ (عِبرانیوں ۵:۷) ’’اور آسمان سے ایک فرشتہ اُس کو دکھائی دیا۔ وہ اُسے تقویّت دیتا تھا‘‘ (لُوقا ۲۲:۴۳)

---

[۱] متّی ۲۶:۳۹

ساتواں باب

مسیح کا آخری دِن

متّی ۲۶: ۴۷-۲۷: ۶۶ اور ملتے جلتے حوالہ جات [۱]

تمہید:

کبھی کبھی یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم مسیح کی زندگی کے بیان کی قیمت پر اُس کی موت کا بیان بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اور یہ ممکن بھی ہے۔ اِس کا بھی امکان موجود ہے کہ ہم اُس کی موت پر اِس قدر سخت بے حسی سے توجہ دیں کہ صلیب، باپ کی محبّت اور یسُوعؔ کی زندگی کا قدرتی عروج معلوم نہ ہو۔ مگر یہ حقیقت معنی خیز ہے کہ کلامِ مُقدّس میں کِسی دُوسرے دِن کے واقعات اِتنی تشریح اور تفصیل سے تحریر نہیں ہُوئے جتنے اُس دِن کے۔ اگر مسیح کی تمام زندگی اِسی حد تک تفصیلاً قلم بند کی جاتی تو نئے عہدنامہ کی جلد کے برابر چار سَو جلدیں درکار ہوتیں۔

۱- غدّاری کرنا

جب یسُوعؔ دُعا میں مشغول تھا تو تینوں شاگرد سو رہے تھے۔ لیکن اُن کے برعکس یہُوداؔہ اسکریوتی جاگ رہا تھا۔ وہ اپنی سازش کو آخری شکل دینے میں مصروف تھا۔ جونہی یسُوعؔ اپنی مناجات سے فارغ ہو کر شاگردوں کی طرف آیا تو یہُوداؔہ سپاہیوں کے ایک دستہ کے ساتھ جو مسلّح تھا مشعلیں لِئے باغ میں آ گیا۔ یہ کم بخت آلہ کار یسُوعؔ کو پہچان نہیں سکتے تھے۔ غلطی سے بچنے کے لِئے یہُوداؔہ نے ایک نشان مقرّر کر رکھا تھا۔ یہ سیدھا یسُوعؔ کے پاس جا کر بولا، ''اَے ربّی، سلام'' [۲] اور اُس کو بوسہ دیا۔ یہ اُجرتی کارندے گلیلؔ کے مشہُور نبی کو دیکھتے ہی مرعُوب ہو کر پیچھے ہٹ گئے لیکن آخر کار حوصلہ کر کے اُنہوں نے یسُوعؔ کو پکڑ لیا اور اُسے باندھ کر ساتھ لے گئے۔ یہ سب کچھ پطرسؔ سے برداشت نہ ہو سکا اور اُس نے تلوار کے ایک ہی بے رُخے وار سے سردار کاہن کے نوکر کا کان اُڑا دیا۔ تلواریں خواہ دوستوں کی ہوں خواہ دشمنوں کی دونوں ہی فضول اور بیکار تھیں۔ اگر یسُوعؔ اپنی طاقت اِستعمال کرنا چاہتا تو اُس کے دشمن اُس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے تھے۔ اُس کے پختہ مقصد اور یہُودیوںؔ کی نفرت کے سامنے اُس کے دوست اُس کو نہیں چھڑا سکتے تھے۔ اِلٰہی محبّت اور شیطانی حقارت، خُدا کے عظیم مقاصد اور اِنسانوں کے زوال پذیر ارادے صلیب کے گرد آپس میں ٹکراتے ہُوئے مِلتے ہیں۔

۲- مُقدمہ کی پیشیاں

رومیوںؔ نے دیگر مغلُوب لوگوں کی طرح یہُودیوںؔ کو بھی کافی حد تک آزادی دے رکھی تھی۔ وہ اپنے مقامی مسائل تقریباً اپنی مرضی کے مطابق حل کر سکتے تھے بشرطیکہ امن و

[۱] مرقس ۱۴: ۴۳-۱۵: ۴۷، لُوقا ۲۲: ۴۷-۲۳: ۵۶، یُوحنّا ۱۸: ۲-۱۹: ۴۲

[۲] متّی ۲۶: ۴۹

امان قائم رکھیں اور جزیہ ادا کریں۔ اِس کے باوجود کہ اُن کی صدرِ عدالت فیصلہ کر سکتی تھی کہ ایک قیدی کو موت کی سزا مِلنی چاہیئے لیکن موت کا حکم جاری کرنے کا حق صِرف رومّی عدالت کو تھا۔ چنانچہ یسُوعؔ پر دو الگ الگ مقدمے چلائے گئے، ایک یہُودیؔ یعنی مذہبی اور دُوسرا رومّی یعنی سرکاری۔ ہر مقدمہ میں تین پیشیاں ہُوئیں۔

۱- شرعی قاعدہ کے مطابق یہُودیوںؔ کا مذہبی مقدمہ۔ (۱) اِس مقدمہ کی پہلی پیشی حنّاؔ کے سامنے ابتدائی تحقیقات کے لِئے ہُوئی۔ حنّاؔ بہت سال تک سردار کاہن رہا تھا اور یہُودیؔ اب تک اُسے شرِیعت کے مطابق وہی حیثیت دیتے تھے۔ وہ عُمر رسیدہ اور بہت با اثر اِنسان تھا۔ چند سوالات کے بعد حنّاؔ نے مسیح کو کائفاؔ کے پاس بھیج دیا لیکن اِس سے پہلے نہیں کہ اُس کے جسم پر پہلی وحشیانہ ضرب لگائی گئی۔ ۱ (۲) دُوسری پیشی کائفاؔ کے سامنے ہُوئی اور پہلی پیشی سے کہیں زیادہ اہم تھی۔ کائفاؔ، حنّاؔ کا داماد تھا اور بالفعل وہی سردار کاہن تھا۔ اِس حیثیت کے مطابق وہ صدرِ عدالت کا صدر تھا۔ صدرِ عدالت کا کوئی اجلاس سورج کے طلوع سے پہلے خلافِ قانُون ہوتا تھا لیکن ظاہری امر ہے کہ حکام حاضر تھے تاکہ عملی طور پر یسُوعؔ کے خلاف سزا کے حُکم کا فیصلہ اُس سے پہلے ہو کہ عوام اپنے کام کاج پر باہر نکل آئیں۔ یسُوعؔ پر معقول جرم لگانا مشکل تھا۔ کئی بے سر و پا الزام تراشے گئے لیکن گواہ آپس میں متفق نہ ہُوئے اور یسُوعؔ نے بارعب خاموشی قائم رکھی۔ استغاثہ کی تمام کارروائی کو ناکامی کے خطرے میں دے کر کائفاؔ نے فیصلہ کِیا کہ اُس کو مجبور کرُوں گا کہ وہ خود اپنے آپ کو مجرم ٹھہرائے۔ ”کیا تُو اُس ستودہ کا بیٹا مسیح ہے؟“ ۲ اب تک مسیح بالکل خاموش رہا تھا۔ مگر یہ سوال سُننے کے بعد وہ مزید خاموش نہیں رہ سکتا تھا۔ اِس لِئے اُس نے جواب دیا، ”ہاں مَیں ہُوں۔“ ۳ ”کُفر“ ۴ کائفاؔ چلا اُٹھا۔ مخالف مُنصفین نے ہاں میں ہاں مِلائی کہ ”وہ قتل کے لائق ہے۔“ ۵ جب یسُوعؔ گرفتار ہُوا تو یقیناً آدھی رات گزرے تھوڑا وقت ہُوا ہو گا۔ ابھی پَو پھٹنے میں کچھ وقت باقی تھا۔ اُس عرصہ کے دَوران کہ مکمل صدرِ عدالت جمع ہو اُس معصُوم و بے گُناہ قیدی کا وحشیانہ طور پر ٹھٹھا اُڑایا جاتا رہا۔ (۳) تمام صدرِ عدالت کے سامنے تیسری پیشی ہُوئی اور یہ محض اُس فیصلہ کی باضابطہ تصدیق کے لِئے تھی جو پہلے ہی ہو چُکا تھا۔

پہلی دو پیشیوں کے دَوران کِسی ایک موقع پر پطرسؔ کے اپنے رُتبہ سے گِرنے کا واقعہ ہُوا۔ وہ یُوحنّاؔ کے ساتھ چھپتے چھپاتے اپنے آقا کے قریب پہنچا تاکہ اُس کے مقدمہ کی کارروائی دیکھ سکے۔ یہ خطرناک جگہ تھی اور جب اُن میں سے ایک دو نے نفرت سے پطرسؔ کی طرف اشارہ کِیا کہ یہ بھی گلِیلی ہے تو اُس نے خوف کھا کر اپنے آقا کا تین دفعہ اِنکار کِیا بلکہ یہاں تک کہ منکر ہوتے ہُوئے قسمیں بھی کھائیں۔ بے چارہ پطرسؔ! لیکن وہ لا علاج طور پر گمراہ نہ

---

۱ یُوحنّا ۱۸:۱۲-۱۳، ۱۹-۲۴
۲ مرقس ۱۴:۶۱
۳ مرقس ۱۴:۶۲
۴ مرقس ۱۴:۶۴
۵ مرقس ۱۴:۶۴

ہُوا۔ مرغ کا بانگ دینا، یِسُوعؔ کی پیشینگوئی کا یاد آنا، اپنا وہ دعویٰ یاد آنا جو اُس نے فخر سے کِیا تھا اور یِسُوعؔ کا اُسے اُداسی اور خاموشی سے دیکھنا جب وہ کائفؔا کے محل کی طرف جاتے ہُوئے صحن پار کر رہا تھا، غرضیکہ اِس سب کچھ نے اُسے یاد دلایا کہ وہ پہلے کیا تھا۔ ”اور وہ باہر جا کر زار زار رویا۔“ ۱؎

جب یہ سب کچھ جاری تھا تو ایک اَور واقعہ ہو رہا تھا جو اِس سے بھی زیادہ غمناک اور خوفناک تھا۔ یہُوداہؔ اسکریوتی بھی اُن واقعات کا تماشائی رہا۔ ممکن ہے اُس نے دِل میں سوچا ہو کہ یِسُوعؔ اِن تمام بندھنوں کو توڑ کر اپنی عظمت ظاہر کرے گا۔ آقا کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا اور یہ تیس سِکے اُس کی دولت میں اضافہ کا سبب ہوں گے۔ لیکن یہُودیوںؔ کے مقدمہ کی تین پیشیاں مکمل ہو چُکی تھیں، یِسُوعؔ کی موت کا حکم جاری ہو چُکا تھا اور اب صِرف پیلاطُسؔ کے حکم کی ضرُورت باقی تھی۔ یہُوداہؔ اب کفِ افسوس مَل رہا تھا۔ چاندی کے تیس سِکے اُس کی رُوح کو آگ کی طرح بھسم کر رہے تھے۔ وہ بھاگ کر گیا اور اُن کو صدرِ عدالت کے سامنے پھینک کر بولا، ”مَیں نے گُناہ کِیا کہ بے قصور کو قتل کے لِئے پکڑوایا۔“ ۲؎ مگر اِن ظالموں نے اُسے دِل شکن جواب دیا، ”ہمیں کیا؟ تُو جان۔“ غدار اُن کے سامنے جو اُس سے کام لیتے ہیں ہمیشہ ایک حقیر سمجھا جانے والا آلہ کار ہوتا ہے۔ باہر جا کر اُس نے اپنے آپ کو پھانسی دے لی (متّی ۲۷:۵، اعمال ۱:۱۸-۱۹)۔ اُس وقت بھی اُس نے اپنے آپ کو مسیح کے قدموں میں کیوں نہ گرایا اور اُس کی معافی کی برکت کیوں نہ حاصل کی؟ محض افسوس کرنا توبہ نہیں ہے۔ یہُوداہؔ ایک کا نمائندہ اور پطرسؔ دُوسرے کا۔

ب- رومیؔ یعنی سرکاری مقدمہ۔ اِس کی بھی تین پیشیاں ہُوئیں۔ (ا) پیلاطُسؔ کے سامنے۔ پیلاطُسؔ کا پہلا سوال تھا، ”تُم اِس آدمی پر کیا الزام لگاتے ہو؟“ ۳؎ یہُودیوںؔ کا لگایا ہُوا کُفر کا الزام جس کی بنا پر اُسے واجب اُلقتل ٹھہرایا گیا تھا رومیؔ عدالت کی نظر میں ناقابلِ قبول تھا۔ چنانچہ یہُودیوںؔ نے پیلاطُسؔ سے موت کا حکم حاصل کرنے کے لِئے اُس پر بُرے کام کرنے کے غیر واضح الزام تراشے لیکن پیلاطُسؔ نے رومیوںؔ کی انصاف پسندی کے احساس کی وجہ سے واضح الزامات پر اصرار کِیا۔ ”اُسے ہم نے... قیصر کو خراج دینے سے منع کرتے اور اپنے آپ کو مسیح بادشاہ کہتے پایا۔“ ۴؎ پہلا الزام جھوٹ تھا اور پیلاطُسؔ کو جلد ہی تسلی ہو گئی تھی کہ مسیح کِسی خطرناک سیاسی اعتبار سے کِسی شاہی اقتدار کی خواہش نہیں رکھتا تھا۔ چنانچہ اُس نے اُسے بے قصور قرار دے دیا مگر یہُودیوںؔ کو اتنی آسانی سے باز نہیں رکھا جا سکتا تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے اُس پر چوتھا الزام عائد کِیا کہ وہ گلیلؔ سے لے کر یرُوشلیمؔ تک عوام میں بغاوت پھیلانے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ پیلاطُسؔ بڑی اُلجھن میں پھنس گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کِسی بے قصور کو موت کی سزا دی جائے مگر دُوسری طرف وہ یہُودیوںؔ کو ناراض بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لفظ ”گلیلؔ“ پر پیلاطُسؔ کے کان کھڑے ہو گئے۔

۱؎ متّی ۲۶:۷۵

۲؎ متّی ۲۷:۴

۳؎ یُوحنّا ۱۸:۲۹

۴؎ لُوقا ۲۳:۲

گلیلؔ، ہیرؔودیس کا صوبہ تھا اور اتفاقاً ہیرؔودیس بھی شہر میں موجود تھا۔ دونوں گورنروں میں دشمنی تھی۔ پیلاطُسؔ کو ہیرؔودیس کو خوش کرنے اور دیرینہ دشمنی کو مٹانے کا ناگوار اور خطرناک مقدمے سے چھٹکارا پانے کا ایک نادر موقع مِل گیا تھا۔ چنانچہ پیلاطُسؔ نے یسُوعؔ کو ہیرؔودیس کے پاس بھیج دیا۔ (۲) ہیرؔودیس کے سامنے پیشی۔ ہیرؔودیس اِس خواہش سے مسیح کو مِلنے کا مشتاق تھا کہ وہ کوئی معجزہ دیکھے [۱]۔ مگر یسُوعؔ نے اپنے اُس قول کے مطابق کہ ''اپنے موتی سُؤروں کے آگے نہ ڈالو'' [۲] ہیرؔودیس کے کِسی بھی سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ اب دُوسری بار بے حرمتی کی گئی۔ پُوری طرح ناکام ہو کر ہیرؔودیس کے درندہ صفت سپاہیوں نے ایک پرانا شاہی چوغہ پہنا کر یسُوعؔ کو پیلاطُسؔ کے پاس واپس بھیج دیا۔ (۳) دوبارہ پیلاطُسؔ کے سامنے پیشی۔ قریباً اُسی وقت عوام ایک قیدی کی رہائی کا مطالبہ کرنے لگے یعنی ایک سالانہ رحم جو عیدِ فسح کے موقع پر کِیا جاتا تھا۔ یک دم پیلاطُسؔ نے اِس مقصد کے لِئے یسُوعؔ کو پیش کِیا۔ کاہن عوام کو ورغلا رہے تھے۔ کہاں وہ یسُوعؔ جو فاتحانہ جلوس کی قیادت کرتا ہُوا شہر میں داخل ہُوا تھا اور کہاں یہ یسُوعؔ جو اب بطور ملزم صدرِ عدالت میں پیلاطُسؔ کے حُکم کا منتظر تھا۔ ''اِس کو نہیں لیکن برؔابا کو۔ اور برؔابا ایک ڈاکو تھا۔'' [۳] کچھ دیر اَور پیلاطُسؔ نے بھیڑ کے ساتھ اور اپنے ضمیر کے ساتھ مقابلہ کر کے ہتھیار ڈال دیئے اور یسُوعؔ کو مصلوب کرنے کا حُکم دے دیا۔ اُس وقفہ میں پیلاطُسؔ کے سپاہیوں نے اُس کی بے حرمتی میں اضافہ کِیا، اُسے ایک ارغوانی چوغہ پہنایا، ایک سرکنڈا اُس کے ہاتھ میں دے دیا اور کانٹوں کا تاج اُس کے سر پر رکھ دیا۔ [۴]

یُوں مسیح کے مقدمہ کی چھ پیشیاں مکمل ہُوئیں جن میں غدّاری، ریاکاری، بُزدِلی، خود غرضی کی حکمتِ عملی، درندگی اور وحشیانہ ایذا دہی یہ سب کچھ شامل تھا جو یسُوعؔ کی اعلیٰ اِنسانیت کے بالکل برعکس ہیں۔ لیکن اِس موقع پر بھی وہ شاہانہ لباس پہنے جو مذاق کے طور پر اُسے پہنایا گیا تھا اور بھیڑ کا مذاق برداشت کرتے ہُوئے وہ حقیقتاً ہزار ہا درجہ بادشاہ تھا اُس کے مقابلہ میں جو کبھی ہیرؔودیس کے تخت پر بیٹھا یا جس نے کبھی قیصر کا تاج پہنا۔

۳۔ مصلُوب کرنا۔

۱۔ وقت اور مقام۔ قریباً صبح کے نو بجے مسیح کو صلیب دینے کا حُکم دیا گیا۔ یسُوعؔ نے شہر سے باہر (عِبرانیوں ۱۲:۱۳) ایک ایسے مقام پر دُکھ اُٹھایا جسے عِبرانی میں ''گلگتا''، یُونانی میں ''کرینیون'' اور لاطینی میں ''کلوریئیم'' (کلوری) کہتے ہیں۔ اِن تمام کا مطلب ہے کھوپڑی۔ غالباً اِنسانی کھوپڑی کی شکل کا یہ ایک ٹیلہ [۵] شہر کے شمال مغرب

---

۱ لُوقا ۸:۲۳

۲ متّی ۶:۷

۳ یُوحنّا ۴۰:۱۸

۴ یُوحنّا ۱۶-۱:۱۹

۵ معلوم ہوتا ہے کہ مُصنّف کا مطلب وہ جگہ ہے جس کا نام گورڈنؔ کی کلورؔی ہے۔ یہ جگہ مُسلمانوں کے ایک قبرستان کے قریب واقع ہے۔ جنرل گورڈنؔ کے اِس جگہ کو دریافت کرنے کے بعد ۱۸۷۵ء میں اُسے بطور پاک مقام مخصوص کِیا گیا۔ اب وہاں ایک باغ ہے اور لوگ وہاں دُعا کر سکتے ہیں۔ یہ جگہ اُس عبادت گاہ سے تھوڑی دُور ہے جس کا نام ''پاک قبر کا گرجا'' ہے اور جو روائتی طور پر کلورؔی سمجھا جاتا ہے۔

میں تھا۔

ب- واقعات جو راہ میں ہُوئے۔ یسُوع اپنی صلیب خود اُٹھائے ہُوئے آگے بڑھنے لگا مگر گلگتا پہنچنے سے پہلے سپاہیوں نے ایک کرینی نوجوان کو بیگار میں پکڑا۱؎ اور صلیب اُس پر لاد دی، شائد اِس لِئے کہ شب بیداری اور صبح کے مصائب اُٹھا کر تھکے ہارے یسُوع کی قوت کے لِئے یہ بوجھ بہت زیادہ تھا۔ اِس تاریک وقت میں بھی کچھ لوگ تھے جو اُس کے انجام پر ماتم کر رہے تھے۔ ۲؎ وہ لب جن پر بے عزتی برداشت کرتے ہُوئے اتنی دیر سے خاموشی کی مہر لگی تھی اب اُن پر رحم کے کلمات اُبھرے لیکن اپنے لِئے نہیں بلکہ اُن کے لِئے جو تھوڑے عرصہ کے بعد یروشلیم کی تباہی میں کام آنے والے تھے۔ ۳؎

ج- واقعات جو صلیب پر ہُوئے۔ اُس کے ساتھ دو راہزنوں کو مصلوب کِیا گیا۔ سب سے زیادہ گھناونے جرائم کرنے والوں کو صلیب پر چڑھا کر موت کی سزا دینا رومیوں کا طریقہ تھا۔ یروشلیم کی عورتیں ایسے موقع پر ترس کھا کر مدہوش کن مشروب تیار کرنے کی عادی تھیں۔ ایسا ہی ایک گھونٹ مسیح کو بھی پیش کِیا گیا لیکن وہ درد کی کمی کے عوض اپنے ہوش کھونے کو تیار نہیں تھا۔ ۴؎

د- صلیب پر سے سات کلمات۔ یسُوع کے صلیب پر سے تحریر شدہ سات کلمات یہ ہیں۔ (۱) پہلا کلمہ غالباً اُس وقت اُس کے منہ سے نکلا جب اُس کے جسم کو کیلوں سے صلیب پر لٹکایا گیا اور پھر صلیب کو اُٹھا کر زور سے اُس کے سوراخ میں گاڑ دیا گیا۔ یہ کلمہ اُن وحشی سپاہیوں کی خاطر تھا جو اِس کام کے بعد اُس کے کپڑوں پر قرعہ ڈالنے بیٹھ گئے تھے۔ یسُوع نے پکار کر کہا، ”اَے باپ، اِن کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں۔“ ۵؎ پیلاطُس نے مصلوب ہونے والوں کے اُوپر آویزاں کرنے کے لِئے علٰیحدہ علٰیحدہ الزام نامے تیار کروائے تھے۔ وہ الزام نامہ جو یسُوع کے لِئے عِبرانی، یُونانی اور لاطینی میں لِکھوایا گیا تھا وہ پیلاطُس کی طرف سے یہُودیوں پر ایک شعوری طنز تھی اور وہ بھی یہی محسوس کرتے تھے۔ مسیح یسُوع کا الزام نامہ جس پر لِکھا تھا، ”یسُوع ناصری، یہُودیوں کا بادشاہ۔“ ۶؎ اِس پر اُنہوں نے احتجاج کِیا لیکن بے سود۔ (۲) یسُوع کی ماں اور دُوسری دو اَور مریم، یُوحنّا کے ساتھ صلیب کے پاس کھڑے تھے۔ وہ اپنے دُوسرے کلمہ میں اپنی ماں اور یُوحنّا سے مخاطب ہُوا۔ ”اَے عورت دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے۔“ ۷؎ پھر شاگرد سے کہا، ”دیکھ تیری ماں یہ ہے۔“ اب تک اُسے دُوسروں ہی کی فکر تھی نہ کہ اپنی۔ (۳) اب وہ تکلیف دہ منظر شروع ہُوا جس میں اقتدار و اختیار نے اپنا بھرپُور کینہ کمزوری اور عاجزی پر برسایا۔ سردار کاہن، فقیہ اور حکام جو قوم کے سردار تھے اُن گھٹیا لوگوں کے ساتھ جو اکثر

۱؎ مرقس ۱۵:۲۱
۲؎ لُوقا ۲۳:۲۷
۳؎ لُوقا ۲۳:۲۸-۳۱
۴؎ متّی ۲۷:۳۴
۵؎ لُوقا ۲۳:۳۴
۶؎ یُوحنّا ۱۹:۱۹
۷؎ یُوحنّا ۱۹:۲۷

ایسے موقوں پر جمع ہو جاتے ہیں ٹھٹھہ اُڑانے میں شریک ہُوئے۔ ''اُس نے اَوروں کو بچایا۔ اپنے تئیں نہیں بچا سکتا۔'' [۱] یہ سچائی اُن کی سوچ سے کہیں زیادہ عمیق تھی۔ اگر وہ دُوسروں کو بچائے تو اپنے آپ کو کیسے بچا سکتا؟ مصلوب ہونے والے ڈاکوؤں نے بھی ٹھٹھہ اُڑایا۔ پہلے دونوں اِس میں شامل رہے۔ پھر ایک کے دِل میں بے قصور کی تکلیف پر رحم اور توبہ کا جذبہ پیدا ہُوا۔ اُس نے درمیان والی صلیب کی طرف رجوع ہو کر دُعا کی شکل میں کہا، ''اَے یسُوعؔ جب تُو اپنی بادشاہی میں آئے تو مُجھے یاد کرنا۔'' [۲] اپنے نام کے مطلب اور اپنے مقصدِ زندگی کے مطابق آخری دم تک وفادار رہ کے یسُوعؔ نے صلیب پر سے تیسرا کلمہ کہا، ''آج ہی تُو میرے ساتھ فردوس میں ہو گا۔'' [۳] (۴) پھر بارہ بجے سے لے کر تین بجے تک کے تین گھنٹے خاموشی اور اندھیرے میں گزر گئے۔ یہ شام کی قُربانی کا وقت تھا جب اندھیرے میں سے صلیب پر سے اُس کے صابر ہونٹوں کی پُر اسرار الفاظ میں پہلی اور آخری شکایت آسمان کی طرف گئی، ''اَے میرے خُدا! اَے میرے خُدا! تُو نے مُجھے کیوں چھوڑ دیا؟'' [۴] بعد کے کلمات بِلا تاخیر اُس کے زبان سے نکلے۔ (۵) ''مَیں پیاسا ہُوں۔'' [۵] جسمانی درد کا یہ پہلا اور آخری اظہار تھا۔ اُس کے جلال سے پتھر دِل نرم ہو گئے اور اُسے تسکین بخش سرکہ چکھایا گیا۔ اُس کے لب ایک بار پھر کھلے اور آواز آئی۔ (۶) ''تمام ہُوا۔'' [۶] تمام ہُوا نہ کہ نیست و نابود ہُوا یعنی وہ اعلیٰ ترین زندگی جو کبھی دُنیا میں گزری تمام ہُوئی۔ تمام ہُوا بنی نوع اِنسان کی مخلصی کا انتظام اور تمام ہُوئیں وہ تشبیہات، نشانیاں اور نبوّتیں جو عہدِ عتیق کے دَوران کی گئیں۔ غرضیکہ یہ سب کچھ اُس سے کہیں زیادہ پُر معنی طریقہ سے ہُوا جو کبھی مذہبی بزرگوں اور انبیا نے سوچا تھا۔ (۷) تب اُس نے اپنا سر جھکاتے ہُوئے اور صلیب پر سے ساتواں اور آخری کلمہ کہتے ہُوئے دم دے دیا۔ ''اَے باپ، مَیں اپنی رُوح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہُوں۔'' [۷]

ر۔ پرانے عہد کا اختتام۔ اُس کے دم دیتے وقت آخری آواز پر ہی لوگوں نے بھونچال [۸] کا جھٹکا محسوس کِیا۔ ہَیکل کا پردہ اُوپر سے نیچے تک پھٹ گیا [۹] کیونکہ یسُوعؔ کو صلیب دینا اُس منزل کا نشان ثابت ہُوا جس پر پرانا عہد بمعہ اپنی تشبیہات اور عکس مکمل ہُوا (کُلسّیوں ۲:۱۴)۔ لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا یہاں تک کہ رومؔی صوبے دار بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ ''بے شک یہ

---

۱ متّی ۲۷:۴۲
۲ لُوقا ۲۳:۴۲
۳ لُوقا ۲۳:۴۳
۴ متّی ۲۷:۴۶
۵ یُوحنّا ۱۹:۲۸
۶ یُوحنّا ۱۹:۳۰
۷ لُوقا ۲۳:۴۶
۸ متّی ۲۷:۵۱-۵۴
۹ متّی ۲۷:۵

آدمی خُدا کا بیٹا تھا۔"[۱]

۴- دفن کِیا جانا

یِسُوعؔ کے مصلُوب ہونے کے اگلے دِن ایک خاص سبت تھا۔[۲] یہُودیؔ قتل تو کر سکتے تھے لیکن وہ سبت کو رسماً ناپاک نہیں کر سکتے تھے۔ اِس لِئے لازم تھا کہ لاشیں غروب آفتاب کے بعد صلیب پر نہ رہیں۔ تاکہ موت جلد واقع ہو ٹانگیں توڑ دی گئیں لیکن یِسُوعؔ تو پہلے ہی جان دے چُکا تھا۔ یہ بات اُس منجمد خون سے ثابت ہُوئی جو ایک سپاہی کے نیزہ مارنے سے بہہ نکلا تھا۔ یُوں دو نبوّتیں غیر شعوری طور پر پُوری ہوگئیں (زبُور ۳۴:۲۰، ۲۲:۱۶-۱۷)۔ مسیح کی لاش اُس کے دو شاگردوں، آرِمتیہؔ[۳] کے رہنے والے یُوسفؔ اور نیکدیمُسؔ کے حوالے کر دی گئی۔ محبّت بھرے ہاتھوں نے اُسے یُوسفؔ کی نئی قبر میں دفنانے کے لِئے تیار کِیا۔ اُن یہُودیوں کی درخواست پر جو ابھی تک خائف تھے ایک رومیؔ مہر لگا دی گئی اور رومیؔ پہرہ قبر کی حفاظت کے لِئے بٹھا دیا گیا۔

---

۱ متّی ۲۷:۵۴

۲ یُوحنّا ۱۹:۳۱

۳ مرقس ۱۵:۴۳

آٹھواں باب

چالیس دِن

متّی باب ۲۸، مرقس باب ۱۶، لُوقا باب ۲۴، یُوحنّا ابواب ۲۰ و ۲۱، اعمال ۱:۱-۱۲

۱- مسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا

انبیاؑ نے مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی واضح طور پر پیشینگوئی کی تھی (زبُور ۱۶:۱۰، یسعیاہ ۵۵:۳، اعمال ۲:۲۵-۱۳، ۱۳:۳۴-۳۷)۔ یہی پیشینگوئی بار بار مسیح نے خود بھی کی (متّی ۱۶:۲۱، ۱۷:۹، ۲۰:۱۹، ۲۶:۳۱-۳۲) لیکن شاگردوں کے دماغوں میں سیاسی سلطنت کے تصوّرات نے اِس حد تک گھر کر رکھا تھا کہ اُنہیں مسیح کی موت کا گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اُس کی موت نے اُنہیں پریشان اور دم بخود کر دیا۔ اِنسانی سمجھ کے مطابق اِس سے زیادہ کوئی مقصدِ حیات اتنی بے بسی میں ختم نہ ہُوا جتنا کہ یِسُوعؔ کا جب اُس نے صلیب پر اپنی جان دی۔ شاگردوں کی اُمیدیں یِسُوعؔ کی میّت کے ساتھ یُوسفؔ کی قبر میں دفن ہو گئیں۔[۱] اگر یِسُوعؔ دوبارہ زندہ نہ ہوتا تو اُن کی اُمیدیں از سرِ نو کبھی زندہ نہ ہوتیں۔ اگر وہ مُردوں میں سے جی نہ اُٹھتا تو وہ دُنیا میں گُم نام رہتا۔ اُس کی پیدائش، شخصیّت اور مُردوں میں سے جی اُٹھنا یہی تینوں بنیادی اور تخلیقی معجزات ہیں۔ یہی مسیحیّت کی مُؤثر اور واحد کلید ہیں۔

سبت کا وہ دِن گزر گیا جو صدمہ زدہ شاگردوں کے لِئے غم سے بھر پُور سبت ہُوا۔ پَو پھٹتے ہی وہ وفادار عورتیں آئیں ”جو صلیب کے مقام پر سب سے آخر تک رہیں اور قبر پر بھی سب سے پہلے تشریف لائیں“ یعنی دونوں مریمؔ اور دیگر عورتیں جو اُن کے ساتھ تھیں۔ وہ دفن کی جگہ تو دیکھ چُکی تھیں لیکن اُنہیں مہر اور پہرے کے متعلق کوئی خبر نہ تھی۔ وہ اپنے ساتھ خوشبودار چیزیں لائی تھیں تاکہ وہ کام مکمل کر سکیں جو مصلُوب ہونے کی رات، وقت کی کمی کی وجہ سے ادھورا رہ گیا تھا[۲] لیکن قبر خالی تھی۔[۳] پطرسؔ اور یُوحنّاؔ بھی قریب تھے اور وہ جلد ہی قبر پر پہنچ گئے۔ پہلا خیال جو اُن کے دِل میں آیا یہ تھا کہ کِسی نے اُس کی میّت چرا لی ہے! لیکن فرشتوں کے پیغام سے اُنہیں معلوم ہُوا کہ مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے۔[۴]

۲- یِسُوعؔ کا دس مرتبہ دکھائی دینا

(۱) مریمؔ مگدلینی کو دکھائی دینا۔ شاگرد پہلے سے بھی

---

[۱] لُوقا ۲۴:۱۳-۲۱

[۲] لُوقا ۲۳:۵۵-۲۴:۱

[۳] لُوقا ۲۴:۲-۳

[۴] لُوقا ۲۴:۴-۷

زیادہ حیران ہو کر چلے گئے[۱] مگر مریمؔ قبر پر رکی رہی۔[۲] سب سے پہلے مریمؔ کی خُوشی سے بھرپُور نظروں کے سامنے یسُوعؔ ظاہر ہُوا اور اُس سے مِل کر اُس کے ہاتھ شاگردوں کے لِئے پیغام بھیجا۔[۳] (۲) تھوڑی دیر کے بعد اُن عورتوں پر جو شاگردوں کی تلاش میں تھیں یسُوعؔ ظاہر ہُوا اور اُن کے ہاتھ بھی اپنے بھائیوں کے نام پیغام بھیجا۔[۴] (۳) شمعونؔ پطرس کو دکھائی دینا۔ اِس کا ضمناً ذکر لُوقاؔ اور پَولُسؔ دونوں نے کِیا ہے (لُوقا ۲۴:۳۳-۳۴ اور ۱-کرِنتھِیوں ۱۵:۵)۔ (۴) اُسی دِن راستے میں دو شاگردوں پر ظاہر ہُوا یعنی کلیُپاسؔ اور ایک دُوسرا شاگرد جب وہ دونوں کِسی کام کی غرض سے یرُوشلیمؔ کے نزدیکی گاؤں اِماؤسؔ کی طرف جا رہے تھے۔ وہ خالی قبر اور فرشتوں کے پیغام کے بارے میں سُن چکے تھے۔ جب وہ چلتے چلتے اِن تمام واقعات کے متعلق گفتگو کر رہے تھے تو یسُوعؔ بذاتِ خود اُن کے ساتھ ہو لیا۔ اُس نے اُن سے اُن کی افسردگی کی وجہ دریافت کی، اُن پر اپنے متعلق نبوّتوں کی وضاحت کی اور آخر کار روٹی توڑتے ہُوئے اپنے آپ کو اُن پر ظاہر کر دیا۔ اُسی شام یرُوشلیمؔ میں واپس جا کر اُنہوں نے رسُولوں اور دیگر افراد کو یسُوعؔ کے شمعونؔ پر ظاہر ہونے کے متعلق بڑے شوق سے گفتگو کرتے پایا۔ اُن کے اِس واقعہ کے بیان نے جو اُن پر گزرا تھا اُس شعلہ کو جو پہلے ہی وہاں روشن ہو چُکا تھا مزید روشن کر دیا۔ پھر بھی وہ شک میں پھنسے رہے۔[۵] (۵) توماؔ کی غیر حاضری میں رسُولوں اور دُوسرے لوگوں پر ظاہر ہونا۔ شاگردوں کی اِس گھبراہٹ کے دَوران یسُوعؔ بذاتِ خود اُن کے درمیان اچانک ظاہر ہُوا اور اُنہیں اِن الفاظ سے دُعا دی، ”تُمہاری سلامتی ہو۔“[۶] پھر یسُوعؔ نے اُنہیں اُن کی کم اعتقادی پر ملامت کی۔ اُس نے اُنہیں مُردوں میں سے جی اُٹھنے اور اُن پر ظاہر ہونے کا یقین دلانے کی خاطر اپنے چھِدے ہُوئے ہاتھ اور پاؤں دکھائے اور اُن کی موجودگی میں کھانا کھایا۔ مذکورہ بالا تمام ظہور اُسی دِن ہُوئے جس دِن یسُوعؔ مُردوں میں سے جی اُٹھا۔[۷] (۶) رسُولوں پر ظاہر ہونا جب توماؔ موجود تھا۔ اُس اِتوار کی رات جب مسیحؔ ظاہر ہُوا تو توماؔ موجود نہ تھا اور بعد ازاں وہ دُوسروں کی گواہی کو بھی ماننے کے لِئے تیار نہ تھا۔ ایک ہفتے کے بعد جب وہ سب اِکٹھے تھے تو یسُوعؔ دوبارہ اُن پر ظاہر ہُوا۔ توماؔ اپنے حواسِ خمسہ کی گواہی پا کر یقین لایا۔ یُوں (سوائے پَولُسؔ کے) وہ یسُوعؔ کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی حقیقت کو سب رسُولوں میں سے آخری ماننے والا ثابت ہُوا۔[۸] (۷) گلیلؔ کی جھیل پر یسُوعؔ اپنے سات شاگردوں پر ظاہر ہُوا۔ شاگرد

---

[۱] لُوقا ۲۴:۱۰-۱۲، یُوحنّا ۲۰:۱-۱۰
[۲] یُوحنّا ۲۰:۱۱
[۳] یُوحنّا ۲۰:۱۱-۱۸
[۴] متّی ۲۸:۵-۱۰
[۵] لُوقا ۲۴:۱۳-۳۵
[۶] لُوقا ۲۴:۳۶
[۷] مرقس ۱۶:۱۴-۱۸، لُوقا ۲۴:۳۶-۴۸، یُوحنّا ۲۰:۱۹-۲۳
[۸] یُوحنّا ۲۰:۲۴-۲۹

مچھلیاں پکڑنے کے اپنے پرانے کاروبار پر واپس آ چکے تھے۔ ساری رات کی فضُول محنت کے بعد اُنہوں نے ایک ناواقف سے جو ساحل پر کھڑا تھا یہ ہدایت پائی کہ وہ اپنے جال کشتی کے داہنی طرف ڈالیں۔ نتائج سے فوراً ہی یُوحنّا کو پتہ چل گیا کہ یہ ہمارا آقا مسیح ہے لیکن سب سے پہلے پطرسؔ تیر کر آقا کو سلام کرنے ساحل پر پہنچا۔ یہی وہ موقع تھا جب یِسُوعؔ نے پطرسؔ سے تین بار اپنی محبّت کا اقرار کروایا۔ ۱؎ بے شک اُس کا مقصد اُس کے تین بار انکار کرنے کی تنسیخ تھا۔ (۸) پانچ سَو شاگردوں پر ظاہر ہونا۔ غالبًا یہ ظہُور گلیلؔ میں ہُوا (متّی ۲۸:۱۰-۱۶، ۱-کُرنتھِیوں ۱۵:۶) جہاں اُس کے شاگردوں کی جماعت مقیم تھی۔ ہمارے پاس اِس ملاقات کی معتبر تفصیلات نہیں ہیں۔ (۹) یعقُوبؔ پر ظاہر ہونا (۱-کُرنتھِیوں ۱۵:۷) (۱۰) یِسُوعؔ کا کوہِ زیتونؔ کے مقام پر اُس وقت رسُولوں پر ظاہر ہونا جب وہ آسمان پر اُٹھایا گیا۔ غالبًا یِسُوعؔ نے اپنے مُردوں میں سے جی اُٹھنے اور آسمان پر اُٹھائے جانے کے درمیانی چالیس روزہ عرصے کے دَوران اپنے شاگردوں کے ساتھ اِس سے بھی زیادہ مرتبہ موجود ہو کر اُن کو اِس سے بھی کہیں زیادہ تعلیم دی ہو جو اِس مختصر تاریخی بیان سے ظاہر ہوتی ہے (دیکھئے اعمال ۱:۳)۔

۳- آخری تقرّری

یِسُوعؔ کی اپنے رسُولوں سے آخری ملاقات کے دَوران یا اُس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد کی کئی ملاقاتوں کے دَوران اُس نے اُن کی حتمی تقرّری کی یعنی اُن کو آخری ذمہ داری سونپی۔ یُوحنّا کی مقرّر شدہ خدمت، یِسُوعؔ کی مقرّر شدہ اپنی شخصی خدمت، بارہ شاگردوں کی ابتدائی مقرّر شدہ خدمت اور اُن ستر خدمت گاروں کی مقرّر شدہ خدمت غرض یہ سب محض تیاری کی خدمات تھیں۔ اُن کا پیغام یہ تھا کہ ''آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے'' (متّی ۳:۲، ۴:۱۷، ۱۰:۷، لُوقا ۱۰:۹)۔ یہ پیغام صِرف بنی اِسرائیلؔ تک محدود تھا (متّی ۱۰:۵، ۱۵:۲۴)۔ رسُولوں کو اتنی اجازت بھی نہ دی گئی کہ وہ یہ منادی کریں کہ یِسُوعؔ ہی مسیح ہے (متّی ۱۶:۲۰، ۱۷:۹)۔ مسیح زندگی گزارنے، دکھ اُٹھانے اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے لِئے آیا تاکہ وہ خوشخبری وجود میں آئے جس کی منادی کی جا سکے۔ اب سوائے ایک کے باقی سب پابندیاں اُٹھا لی گئیں۔ اب اُنہیں ایک مکمل اور حتمی خوشخبری ''ساری خلق'' ۲؎ کے سامنے سنانا ہے یعنی ''مسیحِ مصلُوب'' (۱-کُرنتھِیوں ۱۵:۱-۴، ۲:۱-۲) تاکہ مسیح پر اِیمان لا کر اور گُناہوں سے توبہ کر کے اور ''باپ، بیٹے اور رُوح اُلقُدس کے نام سے بپتسمہ'' لے کر سب قومیں شاگرد بنیں۔ ۳؎ مگر وہ ابھی اِس خدمت کو انجام دینے کے لِئے پُوری طرح تیار نہ تھے۔ چنانچہ اُنہیں حُکم دیا گیا کہ ''جب تک عالمِ بالا سے تُم کو قوّت کا لباس نہ مِلے اِس شہر میں ٹھہرے رہو۔'' ۴؎ کیونکہ ''تُم

۱؎ یُوحنّا ۲۱:۱-۲۴

۲؎ مرقس ۱۶:۱۵

۳؎ اعمال ۲:۳۶-۳۷، متّی ۲۸:۱۹

۴؎ لُوقا ۲۴:۴۹

تھوڑے دِنوں کے بعد رُوح اُلقُدس سے بپتسمہ پاؤ گے۔"[۱] نفس الامر کے لحاظ سے یہ مقرر شدہ خدمت کا آخری حُکم تھا جس کے تحت پچھلی اٹھارہ[۲] مسیحی صدیوں سے عالمگیر کام جاری رہا ہے۔

۴- آسمان پر اُٹھایا جانا

"لیکن مَیں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ میرا جانا تُمہارے لِئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر مَیں نہ جاؤں تو وہ مددگار تُمہارے پاس نہ آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اُسے تُمہارے پاس بھیج دُوں گا۔" (یُوحنّا ۱۶:۷) چنانچہ مسیح اپنے شاگردوں کو کوہِ زیتون پر لے گیا۔ اور اُس نے "اپنے ہاتھ اُٹھا کر اُنہیں برکت دی۔ جب وہ اُنہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہُوا کہ اُن سے جُدا ہو گیا اور آسمان پر اُٹھایا گیا۔"[۳] مسیح کے آسمان پر اُٹھائے جانے سے اُس کے مقصد پر نئی روشنی پڑی۔ شاگردوں کے پرانے دُنیاوی تصوّرات مٹنے لگے۔ خُدا نے آدمی کی سی پست حالی اِختیار کی تاکہ بنی نوع اِنسان کو اپنے جلال میں سرفراز کرے اور اِس طرح گیارہ شاگرد خوشی سے پھولے نہ سماتے ہُوئے یرُوشلیم واپس لوٹے۔ جب شاگرد موعودہ رُوح کا انتظار کر رہے تھے تو حیاتِ مسیح کا تاریخی دَور مکمل ہُوا۔

---

[۱] اعمال ۱:۵

[۲] دَورِ جدید کے حساب کے مطابق بیس صدیاں بنتی ہیں۔

[۳] لُوقا ۲۴:۵۰-۵۱

دُوسری کِتاب

رسُولوں کے عہد کی تارِیخ یعنی کلِیسیا کا قائم ہونا اور پھیلنا،

۳۰ء سے ۱۰۰ء تک

تمہید

۱- رسُولوں کے عہد کی تارِیخ کے ماخذ

اِس تاریخ کے ماخذ مندرجہ ذیل ہیں:

ا- رسُولوں کے اعمال کی کِتاب۔ اعمال کی کِتاب کا مُصنّف تیسری اِنجیل یعنی لُوقاؔ کی اِنجیل کا بھی مُصنّف ہے (اعمال ۱:۱، لُوقا ۱:۱-۴)۔ وہ پَولُسؔ کا ایک ہمسفر بھی تھا، دیکھئے اعمال ۱۰:۱۶، ۶:۲۰، اور اِن کے علاوہ حوالہ جات جہاں لفظ ''ہم'' اِستعمال ہُوا ہے۔ پَولُسؔ رسُول کے خطوں سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ لُوقاؔ، پَولُسؔ کا ایک ہم خدمت تھا (کُلسّیوں ۴:۱۴، ۲-تِیمُتھِیُس ۴:۱۱، فِلیمون آیات ۲۳-۲۴)۔ یکساں روایات نے بھی اعمال کی کِتاب کو لُوقاؔ ہی سے منسوب کِیا ہے۔ کِتاب کے عُنوان سے یعنی ''رسُولوں کے اعمال'' جو ابتدائی تصنیف کا حِصّہ نہیں تھا غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے کیونکہ اُس میں صِرف کچھ رسُولوں کے چند اعمال کا بیان درج ہے۔ اِس کِتاب کے نسخوں میں سے ایک پر جو تقریباً سب سے قدیم ہے یہ عُنوان ہے جو قدرے بہتر ہے، ''چند رسُولوں کے چند اعمال۔''

ب- خطوط میں تاریخی بیانات۔ خطوط کی کل تعداد اکیس ہے جن سے تیرہ خطوط پَولُسؔ رسُول نے قلمبند کئے ہیں۔

ج- مُکاشفہ کی کِتاب۔ اِس تصنیف میں یُوحنّاؔ رسُول کی سوانحِ حیات کے اِس طویل حِصّہ کے مُتعلق جب وہ دُوسرے رسُول کی وفات کے بعد زندہ رہا کئی واقعات پیش کئے گئے ہیں۔

۲- حیاتِ مسیح کا تارِیخی دَور کے ساتھ رابطہ

(۱) اناجیل کے تمام تاریخی دَور میں یُوحنّاؔ اصطباغی، یسُوعؔ، بارہ اور ستر شاگرد پیغام دیتے تھے کہ ''خُدا کی بادشاہت قریب آ گئی ہے۔'' اعمال کی کِتاب کے بیان میں ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح فرمانروائی کر رہا ہے اور مرد اور عورتیں اُس کی کلِیسیا یعنی بادشاہت میں داخل ہو رہے ہیں۔

(۲) اُس تمام عرصہ کے دَوران جس کا بیان اناجیل میں ہے پیغام اور دائرۂ عمل محدود رہا۔ اُس وقت تک رسُولوں کو یسُوعؔ کی موت، مُردوں میں سے جی اُٹھنے، اُس

کے مسیح ہونے اور اُس کے نام سے گناہوں کی معافی دینے کا پیغام سُنانے کی اجازت نہ تھی اور نہ ہی اُنہیں یہ اجازت تھی کہ وہ خدمت کرنے کے لِئے ملک فِلستین سے باہر جائیں۔ اِس کے برعکس اعمال کی کِتاب میں یہ تمام ملکوں میں مسیح کی اپنی مکمل مخلصی دینے والی حیثیت سے اور اُس کے نام سے گناہوں کی معافی کا پیغام پھیلاتے نظر آتے ہیں۔

(۳) اناجیل کے بیان میں مسیح نے وعدہ کِیا کہ اُس کے آسمان پر اُٹھائے جانے اور جلال میں شریک ہونے کا ایک نتیجہ رُوح اُلقدُس کا نزول ہو گا۔ اعمال کی کِتاب کے بیان میں ہم رُوح اُلقدُس کو منوّر اور مقدّس کرنے والی قوّت کے ساتھ نازل ہوتا اور ہزاروں کو رُوح کی تلوار سے متاثر ہوتا دیکھتے ہیں۔ اِس لِئے اعمال کی کِتاب کو مناسب طور پر ''رُوح اُلقدُس کی اِنجیل'' کہا گیا ہے۔

۳- رسُولوں کے عہد کی تاریخ کے زمانے

اِس وقت اپنے آپ کو اعمال کی کِتاب تک ہی محدود رکھتے ہُوئے ہم اِس کی تاریخ کو مندرجہ ذیل زمانوں میں تقسیم کرتے ہیں:

(۱) یروشلیم میں کلیسیا کا قائم ہونا اور بڑھنا (۳۰ء سے ۳۵ء تک)۔

(۲) کلیسیا کا تمام یہُودیہ اور سامریہ میں پھیلنا اور جدائی کی دیوار کا مسمار کِیا جانا جو یہُودیوں اور غیر اقوام کے درمیان تھی (۳۵ء سے ۴۵ء تک)۔

(۳) غیر اقوام میں پولُس رسُول کے تبلیغی دَورے (۴۵ء سے ۵۸ء تک)۔

(۴) پولُس رسُول کی چار سالہ قید (۵۸ء سے ۶۳ء تک)۔

پہلا باب

یروشلیم میں کلیسیا کا قائم ہونا اور بڑھنا

۳۰ء سے لے کر ۳۵ء تک

اعمال ابواب ۱-۷

۱: کلیسیا کا قائم ہونا

(اعمال ابواب ۱-۲)

۱- کلیسیا کا مرکز اور انتظار کے دِن

مسیح کے آسمان پر اُٹھائے جانے کے بعد اُس کے شاگردوں کی تعداد جو یروشلیم میں مقیم تھے یا عارضی طور پر وہاں ٹھہرے ہُوئے تھے ایک سَو بیس تھی۔ گلیل میں مقیم شاگردوں سمیت اُن کی تعداد کم از کم پانچ سَو سے زیادہ تھی (۱-کرنتھیوں ۱۵:۶)۔ وہ ایک سَو بیس کی جماعت ہر روز موعودہ رُوح کا انتظار کرتے ہُوئے بلا ناغہ دُعا میں مشغول رہی۔ انتظار کے دِنوں میں پطرس کے مشورے پر رسالت کا کام کرنے کے لِئے یہوداہ کی خودکشی سے خالی جگہ متیاہ کے انتخاب سے پُر کی گئی۔ رسُول کے تقرّر کے لِئے ایک لازمی قابلیّت یہ تھی کہ وہ مسیح کا ذاتی طور پر واقف کار ہو تاکہ وہ اِس لائق ہو کہ اُس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے متعلق گواہی دے سکے (اعمال ۱:۲۱-۲۲، ۱-کرنتھیوں ۹:۱)۔[۱]

۲- رُوح اُلقدُس سے بپتسمہ پانا

ا- وقت اور واقعات۔ مسیح نے عیدِ فسح پر دُکھ اُٹھایا تھا اور اِس کے پچاس دِن بعد عیدِ پنتیکُست پر جو یہُودیوں کی عظیم عیدوں میں سے دُوسری تھی رُوح اُلقدُس نازل ہُوا۔ اُس کا نزول چند واقعات کے ساتھ ہُوا جن سے اِنسانی آنکھ اور کان دونوں متاثر ہُوئے یعنی ایک تند ہَوا جیسی پُر شور آواز اِس کے باوجود کہ وہاں کوئی ہَوا نہ چلی اور شعلوں کی سی زبانیں نظر آئیں اِس کے باوجود کہ وہاں کوئی شعلہ نہ تھا۔

ب- شاگردوں پر اثر۔ رُوح اُلقدُس کے بارہ رسُولوں پر اثرات فوری، طاقتور اور اُن کی زندگی تبدیل کرنے والے ثابت ہُوئے۔ ”وہ سب رُوح اُلقدُس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے جس طرح رُوح نے اُنہیں بولنے کی طاقت بخشی۔“[۲] لیکن صِرف فوق الفطرت بصیرت اور طاقت ہی رُوح کے اثرات نہ تھے بلکہ رسُول اخلاقی طور پر بھی تبدیل ہو گئے۔ اُس وقت سے آگے کو بادشاہت کے بارے میں اُن کے کسی قِسم کے دُنیاوی تصوّرات نہ رہے

---

۱ علاوہ ازیں دیکھئے اعمال ۱۰:۴۰-۴۱۔

۲ اعمال ۲:۴

اور نہ ہی اُس بادشاہت میں کوئی اعلیٰ رتبہ لینے کے لِئے نامناسب تکرار ہُوئی۔

ج- گواہی کے اعتبار سے رُوح اُلقُدس کے نزول کی قدر و قیمت۔ یِسُوعؔ نے مددگار کے نزول کا وعدہ اپنے خُدا کے پاس واپس جانے سے متعلق کِیا (یُوحنّا ۱۵:۲۶-۲۷، ۱۶:۷، ۷:۳۹، اعمال ۲:۳۳)۔ اِس دُنیا کے خُداوند مسیح کو رد کرنے پر عیدِ پنتیکُست آسمان کا جواب ثابت ہُوا۔ یہ ایک اطلاعِ عام تھی کہ کانٹوں کے تاج کے بدلے جلال کا تاج بخشا گیا۔ یہ یہُودیؔ قوم کے گُناہ کا اور یِسُوعؔ کے مسیح ہونے کا اعلیٰ ترین ثبوت تھا۔

د- عوام پر اثر۔ اُن ہزاروں حیرت زدہ لوگوں کے لِئے جو فوری طور پر رسُولوں کے گرد جمع ہو گئے تھے رُوح اُلقُدس کا بپتسمہ مجرم ٹھہرانے اور تبدیل کرنے والی قدرت کے ساتھ ہُوا۔ حقیقتاً یہ بالواسطہ لیکن پھر بھی موثر طور پر اُس خوشخبری کے ذریعے ہُوا جو پطرسؔ کے لبوں سے سُنائی گئی۔

۳- پطرسؔ کا وعظ اور اُس کے نتائج

پطرسؔ اِس وقت ترجمان کے فرائض انجام دے رہا تھا اور اُس کے سامعین یہُودیؔ تھے جو مختلف ممالک کے باشندے تھے۔ اُس نے اپنی تقریر کے آغاز میں اُن کے تعصب کو دُور کرنے کی کوشش کی اور اِس کے بعد یِسُوعؔ کے مسیح ہونے کے مندرجہ ذیل ثبوت پیش کئے: (۱) مسیح کے مشہور کام۔ (۲) اُس کی موت جو خُدا کے مقرّر شدہ انتظام کے مطابق بے شرع لوگوں کے ہاتھوں غیر شعوری طور پر ہُوئی۔ (۳) اُس کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا جس کی پیشینگوئی نبیوں نے کی اور گواہی رسُولوں نے دی۔ (۴) باپ کے داہنے ہاتھ بیٹھنے کی سرفرازی جس کی پیشینگوئی نبیوں نے کی تھی اور جس کی تصدیق پنتیکُست کے دِن کے معجزہ نے کی۔

وعظ کے مندرجہ ذیل نتائج تھے: (۱) اُن کے ضمیر نے اُن کو شدید ملامت کی۔ ”اُن کے دِلوں پر چوٹ لگی۔“ [۱] (۲) ایک سیدھا سوال یعنی ”ہم کیا کریں؟“ [۲] (۳) ایک واضح جواب یعنی ”توبہ کرو اور تُم میں سے ہر ایک اپنے گُناہوں کی معافی کے لِئے یِسُوعؔ کے نام پر بپتسمہ لے تو تُم رُوح اُلقُدس انعام میں پاؤ گے۔“ [۳] (۴) فوری فرمانبرداری جیسا کہ لِکھا ہے، ”پس جن لوگوں نے اُس کا کلام قبول کِیا اُنہوں نے بپتسمہ لیا۔ اور اُسی روز تین ہزار آدمیوں کے قریب اُن میں مِل گئے۔“ [۴] (۵) مستحکم پائیداری پیدا ہُوئی۔ ”یہ رسُولوں سے تعلیم پانے اور رفاقت رکھنے میں اور روٹی توڑنے اور دُعا کرنے میں مشغول رہے۔“ [۵]

ایک نمایاں مناسبت سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ عیدِ پنتیکُست کلیسیا کا جنم دِن تھا۔

---

[۱] اعمال ۲:۳۷
[۲] اعمال ۲:۳۷
[۳] اعمال ۲:۳۸
[۴] اعمال ۲:۴۱
[۵] اعمال ۲:۴۲

۲: یروشلیم میں کلیسیا کا بڑھنا

(اعمال ابواب ۳-۷)

۱- یہودیوں کا کلیسیا کو پہلی بار ستانا

پنتیکُست کے جلد ہی بعد پطرس اور یُوحنّا نے ہَیکل کے دروازے پر ایک لنگڑے کو شفا بخشی۔ ایک بہت بڑے ہجوم کے جمع ہو جانے کی وجہ سے پطرس کو موقع مِلا کہ وہ پنتیکُست کے کام کو آگے بڑھائے۔ لیکن صدوقی، پطرس کے وعظ میں خلل انداز ہُوئے کیونکہ اُن کے نزدیک مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی تعلیم خصوصاً مکروہ تھی۔ اِس لِئے دونوں رسُولوں کو قید میں ڈال دیا گیا۔ پھر بھی پطرس کی تقریر کا اثر یہ ہُوا کہ شاگردوں کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچ گئی۔[۱] دُوسرے دِن پطرس اور یُوحنّا کو صدرِ عدالت کے سامنے پیش کِیا گیا جو زیادہ تر صدوقیوں پر مشتمل تھی۔ عدالت نے اُس قوّت کے متعلق سوال کِیا جس کے ذریعے اُنہوں نے معجزہ کِیا تھا۔ اُنہوں نے بڑی جوانمردی سے جواب دیا کہ وہ یسُوع کی قوّت ہے جس نے اُسے شفا بخشی اور اتنی ہی جوانمردی سے اُنہوں نے منُصفین پر واضح کِیا کہ یسُوع کے نام کے سوا اَور کِسی نام میں نجات نہیں ہے۔[۲] حکام معجزہ کو جھٹلا نہیں سکتے تھے اور اُنہوں نے رسُول کو ڈرا دھمکا کر چھوڑ دیا۔

۲- اندرُونی خطرات، حننیاہ اور سفیرہ

یروشلیم کی کلیسیا مسیحی شراکت کی مثال پیش کرتی تھی (اعمال ۲:۴۴-۴۵، ۴:۳۴-۳۷)۔ یہ شراکت جبری نہ تھی بلکہ کلیتاً لوگوں کی اپنی دِلی خواہش سے پیدا ہُوئی (اعمال ۵:۳-۴) اِس کے باوجود کہ نہ عالمگیر اور نہ مستقل ہونے کے اور محض یروشلیم کی کلیسیا تک محدود ہونے کے یہ اپنے روّیہ کے اعتبار سے رسُولوں کے عہد کی تمام کلیسیا کا امتیازی نشان تھا۔ حننیاہ اور سفیرہ نے اپنی ملکیّت کا تھوڑا سا حِصّہ رسُولوں کو دے کر مشترکہ ملکیّت کی چیزوں سے فائدہ اُٹھانا چاہا تاکہ مشترکہ اخراجات پر زندگی بسر کی جائے۔ یہ ایک ستا طریقہ تھا جس سے وہ ضرُوریاتِ زندگی اور سخاوت کی شہرت دونوں حاصل کر سکتے تھے مگر پطرس کے بروقت راز فاش کرنے سے اور اُس کے قدموں پر اُن کی فوری موت ہونے سے تمام کلیسیا پر خوف طاری ہو گیا۔ اِس نئی رفاقت کی دہلیز ہی پر یہ واقعہ بطور یادگار نصب ہُوا کہ مذہب میں بے وفائی کی کوئی گنجائش نہیں۔ یہ قابل توجہ حقیقت ہے کہ بارہ شاگردوں میں پہلی ہلاکت ایک غدار اور خودکشی کرنے والے کی تھی اور رسُولوں کے عہد کی کلیسیا کی پہلی ہلاکت بھی اُن کی تھی جو ریاکار اور جھوٹے تھے۔

۳- یہودیوں کا دُوسری بار کلیسیا کو ستانا

حننیاہ اور سفیرہ پر قہر الٰہی نازل ہونے کا اثر جس طرح تمام سچی سزا سے ہوتا ہے یہ ہُوا کہ اُس سے خوشخبری زیادہ موٴثر ثابت ہُوئی۔ صدرِ عدالت نے خطرہ محسوس کرتے ہُوئے اور خفا ہو کر تمام رسُولوں کو قید میں ڈال دیا۔ لیکن اِلٰہی انتظام میں اُن کے لِئے مزید کام تھا۔ پس اُس کے فرشتہ نے قید خانہ کے دروازے کھول دیئے اور اُنہیں خوشخبری کی منادی کے لِئے ہَیکل میں واپس بھیج دیا۔ اُن کی اِس

---

[۱] اعمال ۴:۴

[۲] اعمال ۴:۱۱

پُر اسرار رہائی سے حیران ہو کر حاکموں نے اُنہیں صدر عدالت کے سامنے پیش کِیا۔ رسُولوں نے اپنا ارادہ ظاہر کِیا کہ وہ آدمیوں کی نسبت خُدا کا حُکم مانیں گے اور صدرِ عدالت صِرف گملی ایل کے مشورے پر وحشیانہ اقدام اُٹھانے سے باز رہی کہ "یہ تدبیر یا کام اگر آدمیوں کی طرف سے ہے تو آپ برباد ہو جائے گا۔ لیکن اگر خُدا کی طرف سے ہے تو تُم اِن لوگوں کو مغلوب نہ کر سکو گے۔" [۱] گملی ایل ایک فریسی اور پَولُس کا استاد تھا (اعمال ۲۲:۳)۔ معلوم ہوتا ہے کہ فریسیوں نے اُن ابتدائی ایذا رسانیوں میں کوئی عملی حِصّہ نہ لیا۔

۴- کام کی پہلی تقسیم

کلِیسیا بہت جلد وسیع النظری سے کام کرنے لگی۔ عیدِ پنتیکُست کے دِن پطرس کے مختلف سامعین کی طرح کلِیسیا میں بھی جلد ہی مختلف پس منظر کے لوگ شامل ہو گئے (اعمال ۲:۸-۱۱)۔ وہ یہُودی نسل کے لوگ جن کی پیدائش ملکِ فلِستین سے باہر ہُوئی یُونانی بولنے والے یا "یُونانی مائل یہُودی" [۲] کہلاتے تھے۔ اعمال کی کِتاب میں اکثر اُن کا ذکر عِبرانیوں یعنی ملکِ فلِستین کے یہُودیوں کے مقابل ہوتا ہے۔ [۳] اِن دونوں طبقات کے آپس میں حسد کی وجہ سے کام کی پہلی تقسیم عمل میں آئی۔ کلِیسیا کی تنظیم منزل بمنزل معرض وجود میں آئی۔ ابتدا میں رسُول ہی واحد عہدیدار تھے۔ اُس حسد کو مٹانے کے لِئے جو روزانہ خبر گیری کے باعث پیدا ہُوا رسُولوں کی ہدایت پر مقامی کلِیسیا نے سات آدمیوں کو منتخب کِیا تاکہ وہ اِس کام کی نگرانی کر سکیں۔ اُن سب کے نام یُونانی زبان کے تھے۔ اِس طرح "خادم" کا عہدہ قائم ہُوا [۴] چنانچہ رسُولوں کو کلیتًا دُعا اور کلام کی خدمت میں مشغول رہنے کا موقع مِلا۔ [۵] اِس کا مفید اثر خوشخبری کی فتوحات سے ہُوا اور بہت سے کاہنوں نے بھی اِیمان کی فرمانبرداری کی۔ [۶]

۵- پہلا مسیحی شہید (اعمال ۶:۸-۷:۶۰)

کلِیسیا کا یہ انتخاب اُن کی اُمید سے کہیں زیادہ بہتر ثابت ہُوا۔ ستِفنُس نے جس کا شمار سات خادموں میں ہوتا تھا اپنی خدمت کا آغاز بیواؤں کو کھانا کھلانے سے کِیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے کے بعد وہ یُونانی مائل یہُودیوں کی مذہبی درسگاہوں میں زندگی کی روٹی تقسیم کرنے لگا۔ اِس منزل تک پہنچ کر شاگردوں کو صِرف یہُودیوں کا ایک عجیب سا فِرقہ سمجھا جاتا تھا اور اُن کے متعلق یہُودیوں کا اپنا تصوّر بھی یہی تھا۔ اب تک اِس تحریک کو اتنا وسیع کرنے کا کوئی واضح تصوّر پیدا نہ ہُوا کہ اِس میں غیر یہُودی بھی شامل ہوں مگر معلوم ہوتا ہے کہ ستِفنُس، یہُودیت کو منسوخ

---

[۱] اعمال ۵:۳۸-۳۹

[۲] اعمال ۶:۱، ۹:۲۹، ۱۱:۲۰۔ یُونانی مائل یہُودیوں کے برعکس خُدا پرست یُونانی تھے۔ وہ یہُودی لوگ جنہوں نے یُونانی تہذیب اور زبان اختیار کی وہ "یُونانی مائل یہُودی" کہلاتے تھے اور جن یُونانی لوگوں نے حقیقی خُدا کو قبول کِیا وہ خُدا پرست یُونانی کہلاتے تھے۔ دیکھئے اعمال ۱۷:۴۔

[۳] اعمال ۶:۱

[۴] فِلپّیوں ۱:۱، ۱-تیمُتھِیُس ۳:۸-۱۳

[۵] اعمال ۶:۴

[۶] اعمال ۶:۷

کرنے کے طریقے سوچنے لگا تھا۔ اور اِس خیال نے یہُودیوں کی دُکھتی رگ کو چھیڑا۔ یُونانی مائل یہُودیوں نے بحث مباحثہ میں شکست کھا کر ایذا دہی شرُوع کر دی۔ اِس کے ساتھ ہی فریسیوں نے بھی یہی کام شرُوع کر دیا۔ دُوسری ایذا دہی کے دَوران فریسی گملی ایل، پطرس کے محافظ کے طور پر پیش ہُوا۔ لیکن تیسری ایذا دہی میں اُس کا شاگرد پولُوس، ستفنس کا ایذا دہندہ ثابت ہُوا اور یُوں ہُوا کہ ستفنس جو یروشلیم کی کلِیسیا کا سب سے زیادہ دُور اندیش رکن تھا پہلا مسیحی شہید بنا۔ اُس نے اپنے آقا کے نقشِ قدم پر چل کر دُعا کرتے ہُوئے جان دے دی، ''اَے خُدا یہ گُناہ اُن کے ذمہ نہ لگا۔'' [۱] کلِیسیا بے شک ستفنس سے ہاتھ دھو بیٹھی مگر جلد ہی اُسے پولُس مِل گیا اور ہم اوگستین کے ساتھ مِل کر یہ کہہ سکتے ہیں، ''اگر ستفنس دُعا نہ کرتا تو کلِیسیا کو پولُس نہ مِلتا۔''

---

۱ اعمال ۷:۶۰

دُوسرا باب

تمام یہُودیہ اور سامریہ میں کلِیسیا کا پھیلنا اور جُدائی کی دیوار کا مِسمار کِیا جانا جو یہُودیوں اور غیر اقوام کے درمیان تھی

۳۵ء سے لے کر ۴۵ء تک

اعمال ابواب ۸-۱۲

۱- سامریہ تک پھیلنا (اعمال ۸:۱-۲۵)

یِسُوع کا وعدہ کہ کلِیسیا ''یروشلیم سے شرُوع ہو گی'' مکمل ہُوا (لُوقا ۲۴:۴۷)۔ اب مناسب ہے کہ ہم اُن ہم مرکز پھیلنے والے جغرافیائی دائروں پر غور کریں جن کا ذکر رسُولوں کی حتّمی تقرّری یعنی اُن کو آخری ذمہ داری سونپے جانے میں ہوتا ہے (اعمال ۱:۸)۔ لیکن جب تک اِنسانی غضب نے اُسے مجبور نہ کر دیا کلِیسیا نے کوئی قدم نہ اُٹھایا۔ یہ اِنسانی سازش کے اِلٰہی منصوبہ سے پیوستہ ہو کر تقویّت کا باعث بننے کی ایک اَور مثال ہے۔ ستفنس کی وفات سے اُس کے قاتلوں کی پیاس نہ بجھی بلکہ شیر کے منہ کو خُون لگ گیا۔ اِس ایذا دہی کے مقابلہ میں وہ جو پہلے ہو چکی تھیں بہت معمولی تھیں۔ اِس موقع پر فریسی اور صدوقی، کاہن اور عوام سب نومولود کلِیسیا پر جھپٹ پڑے۔ اِس کے اثر سے خوشخبری کے شعلے بجھنے کی بجائے نئے مراکز تک پھیل گئے۔ یروشلیم میں صِرف رسُول مقیم رہے۔ منتشر شاگرد سب مبشر بن کر یہُودیہ اور سامریہ کے تمام علاقہ میں منادی کرنے لگے۔[۱] اِن میں سے صِرف ایک کی محنت کا بیان قلم بند ہُوا ہے یعنی فلپس جو سات خادموں میں سے ایک تھا۔ اُس نے شہر سامریہ تک خوشخبری پھیلائی۔ چھ سَو سال تک سامری ایک علیٰحدہ قوم رہے تھے۔ اِس میں خُدا کا ہاتھ تھا۔ وہ نہ تو یہُودی تھے اور نہ غیر قوم بلکہ وہ ایک درمیانی منزل ثابت ہُوئے جب مسیح کے ماننے والے یہُودی اپنے دشوار سفر میں غیر اقوام کی طرف بڑھ رہے تھے۔ فلپس کی محنت کے ساتھ ایسے معجزے دکھائے گئے جن کی خاصیت عیدِ پنتیکُست کے معجزوں کی سی تھی۔ اُس علاقے میں جہاں ایک گمنام عورت اور اُس کے شہر کے بہت سے لوگ مسیح پر اِیمان لائے تھے[۲] اب وہاں بہت سے لوگوں نے خوشی سے یہ مکمل خوشخبری قبول کی جو مسیح کے ایک شاگرد کے ذریعے سُنائی گئی۔ اِن نومسیحیوں میں شمعُون نامی ایک مشہور جادوگر بھی تھا۔[۳] فلپس کو اِنجیل پیش کرنے کی

---

۱ اعمال ۸:۱-۴

۲ یُوحنّا ۴:۱-۴۲

۳ اعمال ۸:۹-۱۳

اور معجزے دکھانے کی قوّت مِلی تھی مگر وہ دُوسروں کو رُوح اُلقُدس کی فوق الفطرت عنائتیں بخش نہیں سکتا تھا کیونکہ یہ اختیار صِرف رسُولوں کو مِلا تھا۔ [1] سامریوں کو خوشخبری سُنانا اِتنا غیر معمولی اور اہم واقعہ تھا کہ رسُولوں میں سے کِسی کا اُن سے مِلنا ضرُوری تھا۔ پطرس اور یُوحنّا نے اُن کے پاس جا کر وہاں کے کام سے مطمئن ہو کر نئے مسیحیوں پر اپنے ہاتھ رکھے تاکہ وہ رُوح اُلقُدس پائیں۔ [2] شمعُون جادوگر کے دِل میں اقتدار کی پرانی ہوس پھر جاگی اور اُس نے پطرس کو رقم پیش کی کہ رُوح اُلقُدس کی عنائتیں بخشنے کا اختیار اُس کو دیا جائے۔ لیکن اِس گُناہ پر رسُول نے اُسے خوب ڈانٹ پلائی۔ [3] لہٰذا آج تک مذہبی عہدہ خریدنے کے عمل کو شمعُون کے نام پر ''شمعُونیہ'' کہا جاتا ہے۔

۲۔ حبشی خوجہ کا مسیح کو قبول کرنا (اعمال ۸:۲۶-۴۰)

حبشہ کی ملکہ کنداکے کا وزیرِ خزانہ مذہبی زیارت کے بعد یرُوشلیم سے واپس اپنے مُلک جا رہا تھا۔ خُدا نے فلپس کو غزہ کی طرف بھیجا اور راستہ میں اُس کی ملاقات اُس حبشی خوجہ سے ہُوئی۔ یہ وزیر یسعیاہ نبی کے صحیفہ میں سے پڑھ رہا تھا اور اُس نے فلپس کو دعوت دی کہ وہ اُس کے ساتھ سوار ہو کر اِس نبوّت کی وضاحت کرے۔ اِس پر فلپس نے اُس کو مسیح کا پیغام سُنایا۔ نتیجتاً حبشی خوجہ نے بپتسمہ لینے کی درخواست کی۔ رتھ روک کر دونوں راستہ کے کنارے ایک حوض میں اُترے جہاں فلپس نے اُس قائل شدہ کو بپتسمہ دیا۔ اِس کے بعد حبشی خوجہ اپنے نئے اِیمان پر خوشی مناتے ہُوئے اپنے راستہ پر چل پڑا۔ ممکن ہے کہ وہ غیر قوم میں سے ہو۔ اگر ہو تو غیر اقوام کی دُنیا کے لِئے یہ ایک شخصی منادی کا واقعہ تھا جس کی شہرت یرُوشلیم میں نہ پھیلی کیونکہ یہ واقعہ ایک غیر آباد علاقہ میں ہُوا اور اُس میں معاشرتی تعلقات شامل نہیں تھے اور اِس کے بارے میں شاید عین اُس وقت یرُوشلیم میں کِسی کو خبر بھی نہ ہُوئی ہو۔ زیادہ امکان ہے کہ یہ وزیر اُن میں شامل تھا جن کو ہم یُونانی مائل یہُودی کہتے ہیں اور جن میں سے بہت سے نحمیاہ کی مانند غیر اقوام کے ملکوں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ فلپس یہاں سے قیصریہ چلا گیا جہاں بہت سال کے بعد اُس سے ہماری ملاقات ہو گی۔

۳۔ ساؤل کا قبولِ مسیح اور ابتدائی خدمات (اعمال ۹:۱-۳۰)

ساؤل کا قبولِ مسیح پنتیکُست کے بعد مسیحیت کی تاریخ میں سب سے زیادہ فیصلہ کن واقعہ تھا۔ اِس واقعہ کا بیان تین بار ہُوا ہے۔ ایک دفعہ لُوقا سے (اعمال باب ۹) دُوسری دفعہ خود پولُس سے جب اُس نے یہُودیوں کے ایک مجمع کے سامنے جواب طلبی کی (اعمال باب ۲۲) اور تیسری دفعہ پھر پولُس سے جب اُس نے اگرپّا کے سامنے بیان کِیا (اعمال باب ۲۶)۔ کِسی دُوسرے رسُول سے کہیں زیادہ بڑھ کر پولُس نے ابتدائی کلیسیا کو متاثر کِیا۔ لُوقا کی اِنجیل اور رسُولوں کے اعمال سمیت جو غالباً دونوں ہی پولُس رسُول

---

[1] اعمال ۸:۱۷-۱۸، رومیوں ۱:۱۱، ۲-تیمُتھیُس ۱:۶

[2] اعمال ۸:۱۴-۱۷

[3] اعمال ۸:۱۸-۲۴

کی ہدایت اور تخلیقی تحریک کے ساتھ مرتب ہُوئے، پَولُس کی تصنیفات نئے عہدنامہ کا نصف سے زیادہ حِصّہ بنتی ہیں۔

ہم نے ساؤل کو تیسری ایذا رسانی کے برپا ہونے پر یروشلیم میں چھوڑا تھا۔ وہ اُس ایذا رسانی کا رُوح و رواں تھا۔ جو کچھ بھی وہ کرتا تھا اپنی پُوری طاقت سے کرتا تھا۔ خُدا نے جو وہ کر رہا تھا اُس وقت تک اُسے کرنے دیا جب تک اُس کی حرکات خوشخبری کو دُوسرے مراکز تک پہنچانے میں مدد دیتی رہیں۔ لیکن جونہی اُس نے اپنا تعصب دُور دمشق تک پہنچانے کی کوشش کی تو خُدا نے اُس کو روک دیا۔ یسُوع بذاتِ خود اُس پر ظاہر ہُوا تاکہ اُسے اپنا خادم اور گواہ یعنی رسُول بنائے (اعمال ۱۶:۲۶)۔ پھر یسُوع نے اُس کو نابینا بنا کر دمشق میں بھیجا جہاں تین دِن کا روزہ رکھنے اور دُعا کرنے کے بعد حننیاہ نامی ایک شاگرد نے اُس کو مزید تعلیم دے کر بپتسمہ دیا۔ گلتیوں کے نام خط کے پہلے باب کا بیان اور اعمال کی کِتاب کے نویں باب کا بیان دونوں کو پڑھ کر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اِس کے فوراً ہی بعد دمشق میں پَولُس منادی کرنے لگا۔ پھر تین سال کے لِئے عربستان چلا گیا جس کے بعد وہ دمشق میں واپس آیا اور واپس پہنچتے ہی اُس پر ایذا دہی کی ایسی آندھی ٹوٹی جیسی کہ وہ پہلے خود برپا کِیا کرتا تھا۔ اِس کے بعد وہ وہاں سے نکل کر یروشلیم پہنچا جہاں برنباس نے اُس کو شک کی نظر سے دیکھنے والے شاگردوں کے ساتھ متعارف کروایا۔ وہ بڑی جوانمردی سے یروشلیم میں منادی کرتا رہا جب تک کہ یہُودیوں کی ایک سازش اور خُدا کی طرف سے ایک رویا (اعمال ۲۲:۱۷-۲۱) کے سبب سے وہ اپنے آبائی شہر ترسُس نہ چلا گیا۔ پَولُس جہاں بھی رہا یقیناً ایک خدمت گار ہی ثابت ہُوا لیکن کئی سال تک اُس کی خدمت پر گمنامی کا پردہ پڑا رہا۔

۴- جُدائی کی اُس دیوار کا مِسمار کِیا جانا جو یہُودیوں اور غیر اقوام کے درمیان تھی

ا: پطرس کے ذریعے کرنیلِیس کا قبولِ مسیح (اعمال باب ۱۰)۔ اب ہم اِس بیان کے ایک فیصلہ کُن موڑ پر پہنچ گئے ہیں۔ یہاں کلِیسیا اپنی بچپن کی یہُودی بندشوں کو توڑنے کو ہے۔ وہ اختلافات کی خلیج جو یہُودیوں اور غیر اقوام کے درمیان تھی، اُس خلیج سے جو یہُودیوں اور سامریوں کے درمیان تھی کہیں زیادہ وسیع اور گہری تھی پھر بھی ایک مضبوط رابطہ جوڑا گیا۔ خُدا عموماً عظیم ادوار کی تیاری کے لِئے خاموشی سے افراد کے دِلوں کو ایک دُوسرے کے لِئے اور ہونے والے واقعات کے لِئے تیار کرتا ہے اور یہاں بھی ایسا ہی ہُوا۔

ا- کرنیلِیس کا تیار کِیا جانا۔ مُلکِ فلِستین کے سیاسی دارالحکومت قیصریہ[۱] میں کرنیلِیس نامی رومی پلٹن کا ایک صوبیدار مقیم تھا۔ وہ نامختون غیر قوم میں شمار ہونے کے باوجود خُدا پر اِیمان رکھتا تھا اور وہ خُدا پرست، پرہیزگار اور سخی تھا۔ خُدا کی ایک رویا سے اُس کو ہدایت مِلی کہ وہ راہِ نجات کی تعلیم حاصل کرنے کے لِئے ساحلِ سمندر کے شہر یافہ کو شمعُون پطرس کو بلانے کے لِئے قاصد بھیجے۔

ب- پطرس کا تیار کِیا جانا۔ جب ہم آخری دفعہ پطرس کے کاموں پر غور کر رہے تھے تو وہ سامریہ سے

---

[۱] کِتاب ہذا صفحہ ۱۲۸ اور خاص کر ۱۳۳ زیر حاشیہ نوٹ نمبر ۱ دیکھئے۔

نقشہ پَولُس رسُول کی خِدمت کا آغاز

یرؔوشلیم واپس جا رہا تھا۔ ١؎ بعد ازاں وہ لدؔہ کے مقام پر موجود تھا جہاں اُس نے انیاسؔ کو شفا دی۔ ٢؎ وہاں سے وہ تبیتاؔ کی وفات کے سبب سے یافہؔ کے مقام پر بلایا گیا۔ وہاں اُس نے تبیتاؔ کو زندہ کِیا اور وہیں اُسے کرنیلیسؔ کے قاصد مِلے لیکن آنے والے واقعہ کے لِئے پطرسؔ کی تیاری بھی لازمی تھی۔ ایک آسمانی رویا سے اُسے سکھایا گیا کہ آئندہ کِسی آدمی کو نجس یا ناپاک کہنا مناسب نہیں ہے۔ ٣؎ رُوح اُلقُدس نے اُس کو کرنیلیسؔ کے ہاں جانے کی ہدایت کی۔ کرنیلیسؔ نے اپنے سارے گھرانے اور دوستوں کو جمع کِیا تھا۔ پطرسؔ نے اُن کو خوشخبری سُنائی اور بپتسمہ کے ذریعے کلِیسیا میں اُن کا استقبال کِیا۔ ٤؎

ج- معاملہ کی جوابدہی۔ یرؔوشلیم کے کٹّر یہُودیؔ مسیحیوں کے لِئے یہ ایک حیران کن واقعہ تھا۔ نامختون غیر قوم کے تمام گھرانے کے ساتھ مذہبی اور معاشرتی تعلقات رکھنا دستور کی ہر پابندی کے خلاف سمجھا جاتا تھا۔ پطرسؔ کو یرؔوشلیم واپس پہنچتے ہی اُس کا جواب دینا پڑا لیکن خُدا نے اُس کے لِئے جواب پہلے ہی تیار کر رکھا تھا یعنی خلافِ معمول رُوح اُلقُدس اپنی فوق الفطرت عنائتوں کے مطابق کرنیلیسؔ کے گھرانے پر بپتسمہ سے پہلے نازل ہُوا۔ یہ اِلٰہی تصدیق ثابت ہُوئی کہ یہ لوگ مقبول ہیں۔ یہ واقعہ غیر اقوام کی عیدِ پنتیکستؔ ثابت ہُوا۔ اِس نئے واقعہ پر خُدا کی مہر تھی اور اُسی تصوّر کے مطابق کلِیسیا خوشی سے متفق ہُوئی۔ ٥؎

ب: یُونانیؔ مائل یہُودیوںؔ کے ذریعے (اعمال ۱۱:۱۹-۳۰)۔ جب یہ تمام واقعات معرضِ وجود میں آ رہے تھے تو خُدا اپنی کلِیسیا کو غیر اقوام میں وسیع طور پر پھیلانے کی تیاری کر رہا تھا۔ اُن لوگوں نے جو اپنے آپ کو پوَلُسؔ کی ایذا دہی سے بچانے کے لِئے بھاگے تھے فینیکےؔ، جزیرہ کپرسؔ اور شہر انطاکیہؔ تک خوشخبری پھیلائی۔ شرُوع میں اُنہوں نے اپنی منادی کو صِرف یہُودیوںؔ تک محدود رکھا لیکن جلد ہی یہ خبر یرؔوشلیم کی کلِیسیا میں پہنچی کہ یُونانیؔ مائل یہُودیؔ تمام نسلی رکاوٹیں توڑ کر غیر اقوام میں منادی کر رہے ہیں۔ پس یرؔوشلیم کی کلِیسیا نے فوراً برنباسؔ کو جس نے بذاتِ خود یُونانیؔ زبان اور یُونانیؔ تہذیب کے زیرِ سایۂ پرورش پائی انطاکیہؔ روانہ کر دیا۔

ا- نیا راہنما اور نیا مرکز۔ برنباسؔ نے نہ صِرف اُس کام میں اپنی رضامندی ظاہر کی بلکہ وہ ساؤلؔ کی تلاش میں ترسسؔ بھی گیا۔ یاد رہے کہ وہ برنباسؔ ہی تھا جس نے یرؔوشلیم میں شاگردوںؔ سے ساؤلؔ کا تعارف کروایا تھا۔ برنباسؔ کو پوَلُسؔ کی ابتدائی پہچان کرنے والا کہا جا سکتا ہے۔ آخر کار پوَلُسؔ کے لِئے مناسب جگہ مِلی اور جگہ کے لِئے مناسب آدمی۔ انطاکیہؔ، ایشیاؔ میں آبادی اور تہذیب کا عظیم ترین مرکز تھا اور کلِیسیا میں پوَلُسؔ سب سے زیادہ وسیع النظر متاثر کرنے والا آدمی تھا۔ اُس لمحہ سے جب پوَلُسؔ انطاکیہؔ پہنچا پطرسؔ اور یرؔوشلیم پس منظر میں چلے گئے اور پوَلُسؔ اور

١؎ اعمال ۸:۲۵
٢؎ اعمال ۹:۳۲-۳۵
٣؎ اعمال ۱۰:۲۸
٤؎ اعمال ۱۰:۱۷-۴۸
٥؎ اعمال ۱۱:۱-۱۸

انطاکیہ نمایاں ہو گئے۔ ایک نیا مرکز اور ایک نیا راہنما حاصل ہُوا اور دونوں ہی عالمگیر تبلیغی کام کے لِئے یرُوشلیم اور وہاں مقیم رہنماؤں کے مقابلہ میں زیادہ قابل تھے۔

ب- نیا نام۔ پُر معنی طور پر یہ بیان کِیا گیا ہے کہ ''شاگرد پہلے انطاکیہ ہی میں مسیحی کہلائے۔''[۱] یہ نام یرُوشلیم میں رکھنا ناممکن تھا کیونکہ وہاں سب کے سب شاگرد یہُودی تھے اور غیر اقوام کے لوگ تمیز نہیں کر سکتے تھے کہ یہ دیگر یہُودیوں سے کِس طرح مختلف ہیں۔ انطاکیہ کے شاگردوں کی جماعت بُت پرستوں کی آبادی میں سے ہی بُلائی گئی تھی۔ وہ قطعی طور پر یہُودیوں اور بُت پرستوں سے مختلف تھے۔ اِس لِئے یہ نام نہ صِرف مناسب تھا بلکہ لازم بھی تھا۔

۵- یہُودیوں کا کلِیسیا کو چوتھی بار ستانا

پَولُس کے تبلیغی دَورہ کی تفصیل شرُوع کرنے سے پہلے

لُوقا ہمیں یرُوشلیم کے ایک اَور واقعہ کی جھلک دکھاتا ہے۔ ہیرودیسؔ اگرپّا اوّل نے جو اُس ہیرودیسؔ کا پوتا تھا جس نے بیت لحم کے شِیرخوار بچوں کو قتل کر دیا تھا اور جو اُس ہیرودیسؔ کا بھتیجا تھا جس نے یُوحنّا بپتسمہ دینے والے کا سر قلم کروایا تھا اپنی ہیرودیسی روایات کے مطابق ایک خونی ایذا رسانی کا آغاز کِیا۔ یعقُوب رسُول نے شہادت میں اپنے دُکھ اُٹھانے کا بپتسمہ پایا (متّی ۲۰:۲۲)۔ پطرس بھی قید خانہ میں اُسی انجام کا منتظر تھا لیکن کلِیسیا کی دُعاؤں اور خُدا کے فرشتہ کی خدمت سے اُس نے قید سے رہائی پائی اور بہت سال تک خدمت کرنے کے لِئے زندہ رہا۔ ہیرودیس ۴۴ء میں ایک مکروہ بیماری سے مر گیا، ''مگر کلام ترقی کرتا اور پھیلتا گیا۔''[۲]

---

۱ اعمال ۱۱:۲۶

۲ اعمال ۱۲:۲۴

تیسرا باب
غیر اقوام میں پولُسؔ کے تبلیغی دورے
۴۵ء سے لے کر ۵۸ء تک
اعمال ۱:۱۳-۲۶:۲۱

۱: پہلا دَورہ
(اعمال ابواب ۱۳-۱۴)

۱- بشارتی ترغیب

ایک سال تک برنباسؔ اور ساؤلؔ اکٹھے انطاکیہؔ میں خدمت انجام دیتے رہے۔ کلیسیا تعداد میں بہت بڑھ گئی لیکن اِس سے بھی اہم ترین بات یہ ہے کہ اُس نے رُوحانیت میں بھی خوب ترقی کی۔ اُن کی فیّاضی اُس وقت ظاہر ہُوئی جب اُنہوں نے برنباسؔ اور ساؤلؔ کے ہاتھ چندہ جمع کر کے یرؔوشلیم کے حاجت مند یہُودیؔ بھائیوں کے لِئے بھیجا (اعمال ۲۷:۱۱-۳۰)۔ اُس کلیسیا میں معلّم بہت زیادہ تعداد میں تھے (اعمال ۱:۱۳) جن کے ناموں کی فہرست میں برنباسؔ کا نام سب سے اوّل ہے اور ساؤلؔ کا سب سے آخر۔ معلوم ہوتا ہے وسیع تر بشارتی کام کے لِئے اُن کے دِل مائل ہو چکے تھے کیونکہ ”جب وہ خُداوند کی عبادت کر رہے اور روزے رکھ رہے تھے تو رُوح اُلقُدس نے کہا میرے لِئے برنباسؔ اور ساؤلؔ کو اُس کام کے واسطے مخصُوص کر دو جس کے واسطے میں نے اُن کو بُلایا ہے۔“[۱] یرؔوشلیم ایذا دہی کی جسمانی مجبوری ہی سے لیکن انطاکیہؔ رُوح اُلقُدس کی اندرونی تحریک اور ترغیب سے تبلیغی مرکز بن گیا۔

۲- کپرسؔ کو جانا

خدمت کا پہلا مقام جو اُنہوں نے منتخب کیا برنباسؔ کا آبائی وطن جزیرۂ کپرسؔ تھا جو ساحلِ سمندر سے نظر آتا تھا۔ یُوحنّاؔ جو مرقسؔ کہلاتا ہے اور جو اُن کے ساتھ یرؔوشلیم سے انطاکیہؔ آیا تھا (اعمال ۲۵:۱۲) اب اِن دو مبشروں کے ساتھ ہمسفر ہُوا۔ وہ جزیرہ کے مشرق میں قدیم یُونانی دارالحکومت سلمیسؔ میں منادی کرتے ہُوئے مغربی کنارے پر رومؔی دارالحکومت پافسؔ پہنچ گئے۔ یہاں رومؔی گورنر سرگیُسؔ پولس اِیمان لایا۔ یسُوعؔ کو قبول کرنے سے ایک یہُودیؔ جادوگر نے جس کا نام بَر یسُوعؔ تھا گورنر کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ اُس نازک موقع پر ساؤلؔ راہنما بنا۔ شعوری طور پر اِلٰہی ہدایت اور رسالت کا اختیار محسوس کرتے ہُوئے اُس نے اُس دھوکہ باز کو سخت ملامت کی اور اعلان کِیا کہ وہ اپنی ریاکاری کی وجہ سے اِلٰہی سزا کے طور پر فوراً اندھا ہو جائے گا۔ اُس گھڑی سے ساؤل، پولُسؔ کہلانے لگا اور وہ تسلیم شدہ راہنما بن گیا۔

---
[۱] اعمال ۲:۱۳

۳- ایشیائے کوچک کا دَورہ

اِس کے بعد اِن مبشروں نے ایشیائے کوچک کی جانب رخ کِیا۔ کئی سال تک پولُس اپنے آبائی صوبہ کلکیہ میں رہا۔ یہ صوبہ جہاں اب وہ سفر کر رہے تھے کلکیہ کے شمال مغرب میں واقع تھا۔ بندر گاہِ پرگہ کے مقام پر یوحنّا جو مرقس کہلاتا تھا کام چھوڑ کر یروشلیم لوٹ گیا۔ پولُس اور برنباس دشوار گزار پہاڑی علاقوں میں سے ہو کر اور ”دریاؤں کے خطروں میں، ڈاکوؤں کے خطروں میں، اپنی قوم سے خطروں میں، غیر قوموں سے خطروں میں“ آگے بڑھ گئے (۲-کُرنتھیوں ۱۱:۲۶)۔ یکے بعد دیگرے وہ انطاکیہ،[۱] پسدیہ، اِکُنیم، لُسترہ اور دِربے کے لوگوں سے مِلے اور پھر اُنہی شہروں سے ہوتے ہُوئے واپس لوٹے۔ انطاکیہ کی مذہبی درسگاہ میں پولُس نے اپنا پہلا مفصل وعظ پیش کِیا اور جب یہُودیوں کی اکثریت نے اُسے رد کر دیا تو اُس نے اپنی توجّہ غیر اقوام کی طرف لگائی۔[۲] ہر جگہ اُن کے کام کی یہی ترتیب تھی کہ وہ ”پہلے یہُودیوں اور پھر یونانی“ (رومیوں ۱:۱۶) لوگوں کو مسیح کی خوشخبری سے مائل کریں۔ ہر جگہ اُن کے تبلیغی کام کے سبب سے لوگ بڑی تعداد میں یسُوعؔ کے پیروکار بنتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ دونوں مبشروں کے لِئے دُکھ تکلیف سہنا بھی لازمی ثابت ہُوا۔ لُسترہ میں جہاں پولُس نے ایک لنگڑے کو شفا دی وہاں کے خُدا سے ناواقف توہم پرست باشندوں نے پہلے تو اُنہیں دیوتا جان کر اُن کی پرستش کی اور پھر اِکُنیم کے یہُودیوں کے بھڑکانے سے پولُس کو سنگسار کِیا اور اُسے مُردہ جان کر چھوڑ گئے۔ مبشر خوشی سے معمور ہو کر انطاکیہ میں لوٹ آئے۔ اُنہوں نے اُن سیاحوں کی طرح جنہوں نے نئی دُنیا دریافت کر لی ہو اُس کلِیسیا کو جس نے اُنہیں بھیجا تھا اپنے کام کی تفصیل بتائی۔

۲: دُوسرا دَورہ

(اعمال ۱۵:۱-۱۸:۲۲)

۱- وقفہ، یروشلیم میں کلِیسیا کے ارکانِ مجلس

نئے حالات نے نئے مسائل پیدا کر دیئے۔ کلِیسیا بڑی تیزی کے ساتھ اپنا یہُودی زمانہ چھوڑ رہی تھی۔ لیکن یہُودی مسیحیوں کو یہ اعلیٰ حقیقت سمجھنے میں بہت وقت لگا کہ یہ خوشخبری عالمگیر ہے۔ غیر قوموں کو بپتسمہ دینے اور کلِیسیا میں شامل کرنے کا مسئلہ کرنیلیس کی مثال ہی سے ہو چُکا تھا لیکن پھر بھی دو مسئلے ابھی حل طلب تھے۔ مثلاً کیا غیر یہُودیوں کو ختنہ کروا کر یہُودی بننا ضرُوری نہ تھا؟ اور اِس سے بھی بڑھ کر یہ کہ کیا مسیحیت محض ایک نئی اور ترمیم شدہ یہُودیت نہ تھی؟ کچھ لوگ جو یروشلیم سے انطاکیہ آئے یہی دو دعویٰ کرتے تھے۔ یہ ایک نہایت سنگین مسئلہ تھا۔ اِس سے انطاکیہ کے امن کو بہت خطرہ تھا اور فیصلہ کن طور پر مبشروں کی مستقبل کی خدمات سے وابستہ تھا۔ چنانچہ اِس مسئلہ کے حل کے لِئے پولُس اور برنباس کو یروشلیم بھیجا گیا۔ ایک مجلس میں جس کی صدارت یعقوبؔ نے کی اور جس میں پطرس، پولُس اور برنباس نے شمولیت کی اِس مسئلہ کا حل آزادی کے حق میں کِیا گیا۔ اگر یہ مسئلہ اِس طرح

---

[۱] انطاکیہ نام کا ایک شہر سوریہ میں اور دُوسرا ایشیائے کوچک میں واقع تھا۔ دونوں میں فرق معلوم کرنے کے لِئے دیکھئے کِتاب ہٰذا صفحہ ۱۹۳، ۱۹۸ اور ۲۰۲۔

[۲] اعمال ۱۳:۴۶

نقشہ پَولُس رسُول کا دُوسرا بشارتی سفر

حل نہ کِیا جاتا تو ممکن تھا کہ مسیحیت اپنے گہوارہ میں ہی دم توڑ دیتی۔

۲- پَولُسؔ اور برنباسؔ کا آپس میں اختلاف

مجلس کے تھوڑی ہی دیر بعد پَولُسؔ نے برنباسؔ کو تجویز پیش کی کہ اُنہیں اُن کلیسیاؤں کا دوبارہ دَورہ کرنا چاہیئے جو اُنہوں نے قائم کی تھیں۔ برنباسؔ کی خواہش تھی کہ اپنے خالہ زاد بھائی مرقسؔ (کُلسّیوں ۱۰:۴) کو دوبارہ اپنے ساتھ لے چلے مگر پَولُسؔ نے اِس سے قبل کام چھوڑ دینے کی وجہ سے اُس پر بھروسہ نہ کِیا۔ یہ اختلاف اتنی شدت اختیار کر گیا کہ پَولُسؔ اور برنباسؔ دونوں علیحدہ ہو گئے۔ یہ خوشی کا باعث ہے کہ ایک عرصہ کے بعد پَولُسؔ کی نظر میں مرقسؔ دوبارہ بھروسہ کے لائق ثابت ہُوا (۲-تیمُتھِیُس ۱۱:۴)۔

۳- ایشیائے کوچک کو دوبارہ جانا

یرؔوشلیم کی مجلس سے واپسی پر سیلاسؔ بھی پَولُسؔ اور برنباسؔ کے ساتھ گیا۔[۱] پَولُسؔ نے اُس کو اپنا ہمسفر منتخب کِیا اور خشکی کے راستے سورِؔیہ اور کلکِؔیہ سے ہوتے ہُوئے اُس نے اپنے منصوبے کے مطابق کلیسیاؤں کا دَورہ کِیا۔ لُسترؔہ کے مقام پر اُسے تیمُتھِیُسؔ نامی ایک نوجوان شاگرد مِلا۔ اُس کا باپ یُوؔنانی تھا لیکن اُس نے اپنی یہُودیؔ ماں یُونیکےؔ اور نانی پَولُسؔ سے مذہبی تربیت حاصل کی تھی (۲-تیمُتھِیُس ۵:۱)۔ بے شک اُس کا قبولِ مسیح، پَولُسؔ کے پہلے دَورے کے دَوران ہؤا ہو گا اور وہ لُسترؔہ کے مقام پر پَولُسؔ کے دُکھ اُٹھانے کا گواہ ہُوا ہو گا۔ پَولُسؔ کی سیرت کی دِلکش ترین خوبیوں میں سے ایک یہ تھی کہ وہ جوان مردوں کو اپنی خودی کے انکار کرنے کی خدمت کے نقشِ قدم پر مضبوطی سے چلا سکتا تھا۔ یُوں تیمُتھِیُسؔ اُس وقت سے لے کر پَولُسؔ کا نہایت گہرا اور بے تکلف ہم خدمت بن گیا۔

لیکن پَولُسؔ نے اُن کلیسیاؤں کا دوبارہ دَورہ کرنے کے علاوہ جو اُس نے پہلے قائم کی تھیں وسیع تر منصوبے بنائے تھے۔ چنانچہ وہ فروگیؔہ اور گلتیؔہ میں نئی کامیابیوں کے لِئے آگے بڑھا۔ لیکن اُن منصوبوں کے مقابل جو پَولُسؔ نے خود بنائے خُدا کے منصوبے اُس کے لِئے اِن سے کہیں وسیع تر تھے۔ اِس لِئے خُدا نے اُسے دائیں بائیں سے گھیر کر تروآسؔ پہنچا دیا۔ وہاں پَولُسؔ نے ایک رویا دیکھی جس میں ایک مکدُؔنی آدمی اُسے کہہ رہا تھا کہ ''مکدُؔنیہ میں آ اور ہماری مدد کر۔''[۲] جب پَولُسؔ، تروآسؔ میں رُکا تو وہ ایک نتیجہ خیز گھڑی تھی۔ اُس کے پیچھے اپنے موثر پس منظر سمیت ایشیؔا موجود تھا۔ اُس کے سامنے یورپؔ تھا جس کے جنوبی کنارے پر رومؔ تھا جس میں لامحدود طاقتور زمانۂ حال تھا جبکہ اُس کے شمال اور مغرب میں وہ وحشی قبائل منڈلا رہے تھے جن کی نسل میں اُس سے بھی طاقتور مستقبل تھا۔ چنانچہ کِسی نے کیا خوب کہا کہ ''اپنی بندوقوں کا رُخ یورپؔ کی طرف کرو اور مُستقبل کو فتح کر لو۔''

۴- یورپؔ میں فلپّیؔ کے مقام پر خوشخبری کا آغاز

تروآسؔ میں پَولُسؔ کے ساتھ لُوقاؔ آ مِلا جیسے کہ لفظ ''ہم'' سے ظاہر ہوتا ہے۔ بحری سفر کے ذریعے مبشر نیاپلِسؔ پہنچے جہاں سے وہ فلپّیؔ گئے جو اُس علاقہ کا صدر مقام تھا۔

---

[۱] اعمال ۲۲:۱۵

[۲] اعمال ۹:۱۶

فلپّی فوجی شہر تھا تجارتی نہیں۔ اِس لِئے یہاں بہت کم یہُودی رہتے تھے اور یہاں یہُودیوں کی کوئی مذہبی درس گاہ بھی نہ تھی۔ لیکن یہاں دریا کے کنارے ہفتہ وار عورتوں کا ایک دُعائیہ اجلاس ہوتا تھا جس میں پَولُس بھی شریک ہُوا۔ اُس دریا کے کنارے دُعائیہ اجلاس میں مسیحیت نے یورپ میں اپنا زندگی بخش کام شرُوع کِیا اور لدیہ نامی ایک تاجر خاتون اِس کا پہلا پھل تھی۔ جلد ہی اِس کے بعد ایک گلی میں ایک غلام لڑکی کے چلانے سے جس میں بدرُوح تھی مبشروں کو ایک ناپسندیدہ شہرت مِلی۔ ۱ پَولُس اور سیلاس کو اُس لڑکی میں سے بدرُوح نکالنے کے سبب سے جس کی وجہ سے اُس کے مالکوں کی کمائی برباد ہو گئی تھی، پٹوا کر اِس الزام کے تحت قید کر دیا گیا کہ وہ ناجائز رسمیں پھیلا رہے تھے۔ ۲ اِن کے آدھی رات کو گیت گانے سے اور ایک زلزلے سے جس کی وجہ سے قید خانہ کے دروازے کھل گئے، بُت پرست داروغہ نے اُن کے سامنے گھٹنے ٹیکے۔ پو پھٹنے سے پہلے وہ خود اور اُس کے خاندان کے اِیمان لانے والے بپتسمہ یافتہ ہو کر خُدا میں خوشی منا رہے تھے۔ ۳

۵- فلپّی سے اتھینے تک ۴

لُوقا اور شاید تِمُتھِیُس کو بھی اُس شِیر خوار کلِیسیا کی دیکھ بھال کے لِئے چھوڑ کر اُنہوں نے مغرب کی جانب اُس وِیَا اگناشا سے یعنی اُس عظیم فوجی راستے سے سفر کِیا جو بحیرہ اسوَد اور بحیرہ ادریہ کو مِلاتا تھا۔ وہ امفِپُلِس اور اپُلونیہ سے ہو کر تھِسّلُنیکے میں آئے جو مکدُنیہ کا اُم البلاد تھا۔ وہاں پَولُس ”اپنے دستور کے موافق“ ۵ کئی سبت تک اُن کی مذہبی درسگاہ میں مسیح کا پیغام سُناتا رہا۔ چند یہُودیوں کی اور یُونانیوں کی ایک بڑی جماعت اِیمان لے آئی لیکن اِیمان نہ لانے والے یہُودیوں نے اپنے دستور کے مطابق ایذا دہی کا ایک طوفان برپا کر دیا جس کی وجہ سے یہ مبشر بیریہ میں آ گئے۔ تھِسّلُنیکے کے یہُودیوں کے مقابلہ میں بیریہ کے یہُودی زیادہ نیک ذات تھے اور وہ روزانہ کلامِ مُقدّس کا مطالعہ کرتے تھے۔ ۶ پس نتیجہ یہ ہُوا کہ یہُودی اور یُونانی دونوں ہی کثرت سے اِیمان لے آئے۔ ایک مستقل کوشش سے جو اِس لائق تھی کہ کِسی اعلیٰ مقصد میں صرف ہوتی تھِسّلُنیکے کے یہُودی، بیریہ تک پَولُس کے پیچھے پڑے رہے۔ پس پَولُس ساحل تک پہنچ کر بحری راستے سے اتھینے روانہ ہو گیا۔

۶- پَولُس، اتھینے میں ۷

اتھینے نے مسیحی تاریخ میں کبھی اِس قدر نمایاں کردار ادا نہیں کِیا جتنا کہ قدیم تاریخ میں۔ تاہم یہ لمحہ نہایت گہری دِلچسپی کا باعث تھا جب پہلی مرتبہ صلیب کی عظیم تر رُوحانی

---

۱ اعمال ۱۶:۱۶-۱۸
۲ اعمال ۱۶:۱۹-۲۴
۳ اعمال ۱۶:۲۵-۳۴
۴ اعمال ۱۶:۳۵-۱۷
۵ اعمال ۱۷:۲
۶ اعمال ۱۷:۱۰-۱۱
۷ اعمال ۱۷:۱۶-۳۴

شان، قدیم اتھینے کی شان و شوکت کے سامنے آئی۔ یہاں پولس نے اپنے پاس سیلاس اور تمتھیس کو اتھینے میں پہنچنے کا پیغام بھیجا۔ اتنے میں اُس رعب دار بُت پرستی کے سبب سے جو چاروں طرف پھیلی ہُوئی تھی پولس کی رُوح لرز اُٹھی اور وہ یہُودی مذہبی درسگاہ اور شہر کی عام جلسہ گاہ میں وہ نیا عقیدہ پیش کرتا رہا۔ چند خاص فلسفیوں کے دِلوں میں دِلچسپی پیدا ہُوئی اور وہ پولس کو اریوپگس میں لے گئے جہاں اتھینے کی سب سے زیادہ عالمانہ اور واجب التعظیم عدالت لگتی تھی۔ اُس مقام پر جو تاریخی روابط سے بھر پُور تھا پولس نے اپنا ایک ماہرانہ وعظ پیش کیا۔ یہ اُس کا دُوسرا وعظ ہے جو ہم تک پہنچا۔ اِس سے پہلے وعظ میں (اعمال ۱۶:۱۳-۴۱) جو انطاکیہ کی مذہبی درس گاہ میں اُن یہُودیوں کے سامنے سُنایا گیا جو اپنی قومی تاریخ اور اعلیٰ پیشینگوئیوں کی وجہ سے پھولے نہ سماتے تھے اور اِس دُوسرے وعظ میں جو اتھینے کے اریوپگس کے مقام پر مہذّب یُونانیوں کو سُنایا گیا جہاں تمام زمانوں کے عظیم ترین فن پارے رکھے تھے نمایاں فرق ہے۔ اِس کے باوجود کہ دلائل اور تصوّر میں بہت فرق تھا پھر بھی منزلِ مقصود ایک ہی تھی یعنی مسیح بلکہ مسیح مصلوب پیش کرنا اور اُس کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا۔ لیکن مہذّب اتھینے والے اپنے فلسفہ میں اتنے جکڑے ہُوئے تھے جتنے کہ یہُودی اپنی روایات میں۔ پھر بھی چند ایک مسیح کے لِئے جیت لِئے گئے۔ اُن میں اریوپگس کا ایک منصف دِیونسی یُس تھا اور دَمرِس نامی ایک عورت تھی۔ اگر ہم اعمال ۱۷:۱۵-۱۶ اور ۱-تھِسّلُنیکیوں کے نام ۱:۳ کے حوالہ جات کا آپس میں موازنہ کریں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ تمتھیس، اتھینے میں پولس سے آ مِلا اور پولس نے اُسے واپس تھِسّلُنیکے بھیج دیا۔ اتھینے اُن چند شہروں میں سے ایک شہر تھا جہاں پولس کو ایذا اور مصیبت برداشت نہ کرنا پڑی لیکن یہ ایک بے پھل میدانِ عمل ثابت ہُوا اِس لِئے وہ جلد کرِنتھس کو چلا گیا۔

۷- پولس کی کرِنتھس میں طویل رہائش[۱]

پولس کے ایّام میں اتھینے، یُونان کا بوسٹن تھا اور کرِنتھس اُس کا نیویارک۔ کرِنتھس کے عظیم تجارتی ام البلاد میں پولس ڈرتے اور تھرتھراتے ہُوئے داخل ہُوا (۱-کرِنتھیوں ۲:۳)۔ وہ اتھینے کے نسبتاً کم نتائج کے ذہنی بوجھ تلے دبا ہُوا تھا۔ وہ تنہا تھا اور اُس کی جیب باکل خالی تھی۔ اِس لِئے اُسے ضرُورت کے تحت اپنا پیشہ خیمہ دوزی دوبارہ اختیار کرنا پڑا تاکہ وہ روٹی کما سکے۔ لیکن پولس کو اپنے دوست بنانے اور تلاش کرنے میں کبھی زیادہ دیر نہ لگی۔ اُس نے جلد ہی اپنے ہم پیشہ لوگوں میں دو ہم طبعیت ڈھونڈ نکالے یعنی اکولہ اور اُس کی بیوی پرِسکلہ جو اگر پہلے نہیں تھے تو اب تھوڑی ہی دیر میں شاگرد بن گئے۔ وہ پُورے ہفتہ کے دَوران اُن کے ساتھ کام کرتا تھا اور سبت کے دِن مذہبی درس گاہ میں وعظ کرتا تھا۔ سیلاس اور تمتھیس کے آنے پر جو فلپّی سے چندہ لے کر آئے تھے پولس اُس مشقت سے چھٹکارا پا گیا اور ڈیڑھ سال تک اُس نے اپنے آپ کو کلیتاً پُوری طاقت سے اِس کام کے لِئے مخصُوص کئے رکھا (اعمال ۱۸:۵، ۹-۱۰، فلِپّیوں ۴:۱۵)۔ تمتھیس کی آمد کے جلد بعد

---

۱ اعمال ۱۸:۱-۱۷

نقشہ پَولُس رسُول کا تیسرا بشارتی سفر

پولسؔ نے تِھسلُنیکیوں کے نام اپنا پہلا خط لِکھا (۱-تِھسلُنیکیوں ۶:۳) اور اِس کے کچھ دیر بعد دُوسرا خط لِکھا۔ یہ پولسؔ کے اوّل ترین خطوط ہیں جو ہم تک پہنچے ہیں۔

۸- انطاکیہؔ کو واپسی ۱؎

کُرِنتھُسؔ کی خاک نائے پار کر کے پولسؔ، اکولہ اور پرسکلہؔ، کنخریہؔ کی بندرگاہ سے سفر شرُوع کر کے سمندری راستہ سے اِفسسؔ چلے گئے۔ یہاں مذہبی درس گاہ میں پولسؔ کا وعظ کرنا اتنا پُر اثر تھا کہ اُس کے سامعین نے خواہش ظاہر کی کہ وہ اُن کے پاس ہی رہے لیکن وہ اُن سے واپس آنے کا وعدہ کر کے جلد ہی قیصریہؔ چلا گیا اور پھر وہاں سے انطاکیہؔ۔ یُوں پولسؔ کا دُوسرا اور وسیع تر دَورہ مکمل ہُوا۔ اب زیادہ دِلچسپی کا نشانہ یورپؔ بننے لگا جس کا مرکز رومؔ تھا۔

۳: تیسرا دَورہ

(اعمال ۱۸:۲۳-۲۱:۲۶)

۱- پولسؔ کا اِفسسؔ میں تین سالہ قیام

انطاکیہؔ میں کچھ وقت گزارنے کے بعد پولسؔ نے اُس عظیم تبلیغی کلِیسیا کو الوداع کہا۔ اُس نے اپنے اگلے بشارتی دَورے میں اِفسسؔ کو اپنا نشانہ بنایا۔ اِس تیسرے تبلیغی دَورے کے دَوران یہی شہر مرکزی مقام تھا۔ اُس کا منتخب کِیا جانا درُست تھا کیونکہ جیسا سوریہؔ کے لِئے انطاکیہؔ، یُونانؔ کے لِئے کُرِنتھُسؔ اور اطالیہؔ اور مغرب کے لِئے رومؔ تھا ویسا ہی مغربی ایشیائے کوچک کی مصرُوف زندگی کے لِئے اِفسسؔ اہمیت رکھتا تھا۔ اِفسسؔ کو جاتے ہُوئے پولسؔ نے گلتیہؔ اور فروگیہؔ یعنی اپنی پرانی راہ گزر سے ہو کر ایک تیز رفتار دَورہ کِیا۔ یہ یاد رہے کہ کُرِنتھُسؔ سے انطاکیہؔ تک کے سمندری سفر کے دَوران اِفسسؔ کے مقام پر اتنی دیر ٹھہرا کہ اُس نے وہاں کے لوگوں کی نبض اچھی طرح پہچانی اور اکولہ اور پرسکلہؔ کو وہاں چھوڑ دیا۔ چنانچہ اُس کی غیر حاضری کے دَوران تیاری کا کام جاری رہا۔ اُپلّوسؔ نامی ایک خوش تقریر یہُودیؔ، اِسکندریہؔ سے اِفسسؔ پہنچا اور وہ نہایت پُر اثر انداز سے یُوحنّا اصطباغی کے بپتسمہ کا پیغام دے رہا تھا۔ اکولہؔ اور پرسکلہؔ نے اُسے اَور زیادہ صحیح طور پر خوشخبری کی پہچان کروائی۔ پھر اُپلّوسؔ سمندری راستے کُرِنتھُسؔ چلا گیا اور اُس نے اُس کام کو آگے بڑھایا ۲؎ جو پولسؔ نے بڑی کامیابی کے ساتھ وہاں شرُوع کِیا تھا (دیکھئے اعمال ۱۸:۲۷، ۱-کُرِنتھیوں ۳:۴-۷)۔ اِفسسؔ پہنچنے کے بعد تین مہینے تک پولسؔ یہُودیوںؔ کی مذہبی درس گاہ میں وعظ کرتا رہا۔ آخر کار اُسے مجبور کِیا گیا کہ وہ یہُودیوںؔ سے تمام تعلقات منقطع کر کے مسیحیوں کی ایک الگ جماعت بنائے۔ دو سال تک وہ روزانہ تُرنُسؔ کے مدرسہ میں وعظ کرتا رہا جہاں ایشیائے کوچک کے صوبہ آسیہؔ کے یہُودیوںؔ نے بڑی تعداد میں اُس کا پیغام سُنا۔ پولسؔ کی منادی کا اثر اتنا ہُوا کہ دیوی اَرتمسؔ کے روپہلی مندر کی خرید و فروخت میں بہت کمی واقع ہو گئی۔ چنانچہ سناروں کے ایک گروہ نے پولسؔ کی زندگی کو خطرہ میں ڈال دیا۔ پولسؔ کی اِفسسؔ میں طویل رہائش کے دَوران یہ امکان ہے کہ وہ کُرِنتھُسؔ بھی گیا ہو

۱؎ اعمال ۱۸:۱۸-۲۲

۲؎ اعمال ۱۹:۱

(۲-کُرِنتھیوں ۱۲: ۱۴، ۱۳: ۱)۔ علاوہ ازیں اُس نے اِس تین سالہ قیام کے دَوران کُرِنتھیوں کے نام پہلا خط لِکھا (دیکھئے ۱-کُرِنتھیوں ۱۶: ۵-۹، اعمال ۱۹: ۲۰-۲۱، ۲۰: ۱)۔ اُنہوں نے بھی پَولُس کے نام ایک خط لِکھا (۱-کُرِنتھیوں ۷: ۱) اور اُس نے ایک اَور خط اُن کے نام لِکھا (۱-کُرِنتھیوں ۵: ۹)۔ اِن میں سے کوئی بھی ہم تک نہیں پہنچا۔

۲- مکدُنیہ اور اخیہ کا دُوسرا دَورہ

ایک مرتبہ پھر بحیرۂ ایجیئن عبور کر کے پَولُس نے دوبارہ یورپ کا دَورہ کِیا جس کی صِرف چند تفصیلات ہم تک پہنچی ہیں۔ اگر ہم ۲-کُرِنتھیوں کے نام خط کا پہلا باب، آٹھویں آیت سے دسویں آیت تک اور اِسی کے دُوسرے باب کی بارھویں اور تیرھویں آیات کا موازنہ اعمال کے بیسویں باب کی دُوسری آیت سے کریں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ کُرِنتھیوں کے نام دُوسرا خط اِسی دَورہ کے دَوران مکدُنیہ میں گزرتے وقت کِسی مقام سے لِکھا گیا۔ کُرِنتھُس پہنچ کر وہ وہاں تین ماہ رہا۔ اُس عرصہ میں اُس نے رومیوں کے نام خط لِکھا (رومیوں ۱۵: ۲۵-۲۶، اعمال ۲۰: ۳-۴، ۲۴: ۱۷) اور غالبًا اُس نے یہ خط کنخریہ میں رہنے والی فِیبے کے ہاتھ بھیجا (رومیوں ۱۶: ۱)۔ اِس تیسرے دَورے کے دَوران غالبًا اُس نے کُرِنتھُس سے یا اِس سے قبل افِسُس سے گلتیوں کے نام خط لِکھا۔

۳- چندہ

پَولُس خواہش مند تھا کہ جُدائی کی وہ دیوار جو یہُودیوں اور غیر قوم کے درمیان حائل تھی گرا دی جائے۔ یہ اُس کی دِلی تمنّا تھی اور اِس پر اُس نے اپنی عظیم زندگی قُربان کر دی۔ ایک ذریعہ جو اُس نے اِستعمال کِیا وہ چندہ تھا جو یروشلیم کے مفلس یہُودی بھائیوں کے لِئے تھا اور جو پَولُس نے اِس دَورہ کے دَوران جو غیر قوموں میں ہو رہا تھا جمع کِیا۔ چند مختصر عبارت کے علاوہ کُرِنتھیوں کے نام دُوسرے خط کا پُورا آٹھواں اور نواں باب دونوں ہی اِس چندہ کے موضوع پر قلم بند ہُوئے۔ یہ چندہ گلتیہ اور اخیہ میں جمع کِیا گیا (۱-کُرِنتھیوں ۱۶: ۱-۳، گلتیوں ۲: ۱۰، رومیوں ۱۵: ۲۵-۲۶، اعمال ۲۴: ۱۷)۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام ہفتہ کے پہلے دِن ہوتا تھا (۱-کُرِنتھیوں ۱۶: ۱)۔ اپنی ذاتی التماس کے علاوہ جو اُس نے خود حاضر ہو کر کی یا اپنے کِسی خط کے ذریعے کی اُس نے طِطُس اور دیگر ہم خدمتوں کو یہ چندہ جمع کرنے اور پہنچانے کے کام پر لگایا (۲-کُرِنتھیوں ۸: ۶، ۱۸، ۲۳، ۱-کُرِنتھیوں ۱۶: ۳)۔

۴- واپسی کا بحری سفر

پَولُس نے کُرِنتھُس سے سیدھا سوریہ بذریعہ بحری جہاز جانے کا ارادہ کِیا لیکن یہُودیوں کی کِسی سازش کے تحت جو بیان نہیں کی گئی اُسے مجبوراً مکدُنیہ کا چکر کاٹ کر جانا پڑا۔ مکدُنیہ میں متعدد پرانے اور نئے دوستوں کی ایک جماعت اُس کی ہم سفر ہُوئی (اعمال ۲۰: ۴-۶) جن میں تمُتھِیُس اور لُوقا بھی شامل تھے۔ امکان ہے کہ لُوقا، فِلپّی کے مقام پر اُس وقت سے لے کر جب وہ پہلے دَورہ پر گئے مقیم رہا۔ یہ بات ظاہر ہو گی اگر ہم الفاظ ''وہ'' اور ''ہم'' کا موازنہ کریں جو اعمال کے سولھویں باب کی دسویں، تیرھویں اور چالیسویں آیات میں درج ہیں اور بیسویں باب کی چھٹی آیت میں پائے جاتے ہیں۔ یہ جماعت تروآس

میں ایک ہفتہ تک رہی۔ پھر اُن شاگردوں سے مِلی جو ہفتہ کے پہلے دِن روٹی توڑنے کے لِئے جمع ہُوئے تھے (اعمال ۷:۲۰)۔ یہ عبارت اِس لِئے اہم ہے کہ اُس سے ظاہر ہوتا ہے (۱) وہ کونسا دِن تھا جو شاگرد مانتے تھے۔ (۲) وہ کِس طرح اُس دِن کو مانتے تھے۔ یہ وہی جگہ تھی جہاں پولُسؔ نے یُوتخسؔ کو زندہ کِیا تھا جو پولُسؔ کا وعظ سُنتے وقت کھڑکی سے گر کر مر گیا تھا۔ عیدِ پنتکُستؔ کے موقع پر یروشلیمؔ پہنچنے کی جلد ضرُورت تھی جس کی وجہ سے پولُسؔ، افسُسؔ میں نہ رکا بلکہ افسُسؔ کی کلیسیا کے بزرگوں کو میلیتُسؔ میں مِلا جہاں اُس نے اپنا ایک نہایت ہی دِلکش وعظ پیش کِیا۔ یہ خوشخبری کے جلدی پھیلنے کی ایک دِلچسپ مثال ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی گیا اُسے شاگرد مِلے یعنی ترواسؔ، میلیتُسؔ، صُورؔ اور پتلمیسؔ جہاں سمندری سفر ختم ہُوا اور آخر کار قیصریہؔ۔ یہاں ہم اپنے پرانے دوست فِلپُسؔ سے دوبارہ مِلتے ہیں (اعمال ۸:۴۰) جس کی چار بیٹیاں اِلہام سے مُعلمہ کا کام سر انجام دیتی تھیں۔[۱] صُورؔ اور قیصریہؔ دونوں مقامات پر پولُسؔ کو اُن خطرات سے خبردار کِیا گیا جو یروشلیمؔ میں پیش آنے والے تھے لیکن اُسے کوئی طاقت یروشلیمؔ جانے اور غیر قوم کی صلح کی نذر دینے سے جو وہ چار سال تک یہُودیوںؔ کے لِئے جمع کرتا رہا تھا رُوک سکتی تھی۔

۵- یروشلیمؔ میں پولُسؔ کا استقبال

پولُسؔ کے قبولِ مسیح کے بعد بیس سال کا عرصہ گذر چُکا تھا۔ تقریباً بارہ سال تک وہ غیر قوم کے عظیم مرکزوں میں خوشخبری کا بیج بونے میں مصرُوف رہا۔ وہ دو یا تین مرتبہ مختصر طور پر یروشلیمؔ گیا۔ اِس موقع کے صِرف بارہ سال بعد رومؔی سپہ سالار طِطسؔ، یروشلیمؔ کی فصیلوں کو مِسمار کرنے میں مصرُوف ہو گا۔ لیکن اب پولُسؔ اپنی اِس آمد کے موقع پر ایک دوہرا نذرانہ گذراننے آیا تھا یعنی غیر قوم مسیحیوں کی خیرات اور خُدا کے فضل کی خوشخبری جس نے اُنہیں یہ نذرانے دینے پر آمادہ کِیا۔ وہ کِس انداز سے اُس کا استقبال کریں گے؟ یروشلیمؔ کی کلیسیا کے بزرگوں نے یعقُوبؔ کی راہنمائی میں اُس کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کِیا لیکن یہاں دُوسری تمام جگہوں کی طرح اُس پر جھوٹا الزام لگایا گیا۔ اِس تعصب کو ختم کرنے کے لِئے اُس نے یعقُوبؔ کے مشورے پر چند خاص رسومات ادا کیں جو کِسی منّت کے متعلق تھیں۔ لُوقاؔ یہ نہیں بتاتا کہ کلیسیا میں یہ تجویز کِس قدر کامیاب ہُوئی لیکن جہاں تک بے اعتقاد یہُودیوںؔ کا تعلق تھا یہ تجویز بالکل ناکام رہی۔ جلد ہی پولُسؔ کو ہَیکل میں اُسی طرح کے ایک ہجوم نے پکڑ لیا جس طرح کے ہجوم نے کافی مدت پہلے پولُسؔ کی راہنمائی میں ستفنسؔ کو پکڑا تھا۔

---

[۱] اعمال ۹:۲۱

چوتھا باب

پولُسؔ کا چار سال قید رہنا

۵۸ءسے لے کر ۶۳ءتک

اعمال ۲۱:۲۷-۲۸:۳۱

۱: یرؔوشلیم میں اُس کا قید رہنا

(اعمال ۲۱:۲۷-۲۳:۳۰)

یرؔوشلیم اور قیصریؔہ میں آئندہ دو سال کے واقعات خاص طور پر پولُسؔ کے سلسلۂ تقریر کے متعلق بیان کئے جا سکتے ہیں۔

۱- پولُسؔ کا ہجوم سے خطاب

ہجوم جلد ہی پولُسؔ کا کام تمام کر دیتا لیکن جب وہ اُسے ہیکل کے باہر گھسیٹ کر لے جا رہے تھے تو پلٹن کے سردار نے سپاہیوں کے چند دستے لے کر اُسے بچایا۔ پولُسؔ نے بھیڑ سے خطاب کرنے کی اجازت حاصل کر کے لوگوں کی مادری زبان میں اُن سے خطاب کِیا۔ یہ تقریر جو پولُسؔ نے سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر کی اُس کے قبولِ مسیح کا دُوسرا بیان ہے (دیکھئے اعمال ۹:۱-۱۷)۔ یہ مدِنظر رکھ کر کہ وہ یہُودیوںؔ سے مخاطب ہے اُس نے اپنے یہُودیؔ خُون، تعلیم اور مسیحیوں کے خلاف اُس پہلے والے جوش اور اُن واقعات پر جن سے وہ مسیح کا شاگرد اور رسُول بنا زور دیا۔ وہ اُس کی بات خاموشی سے سُنتے رہے جب تک کہ اُس نے غیر قوموں میں اپنی خدمت کا ذکر نہ کِیا جس پر سردار کو اُسے قلعہ کے اندر لے جانا پڑا۔ یہاں پولُسؔ نے اپنی رومؔی شہریت کی بنا پر اپنے آپ کو کوڑوں کی سزا سے بچا لیا۔

۲- صدرِ عدالت سے خطاب

اگلے دِن الزامات معلوم کرنے کے لِئے پلٹن کے سردار نے پولُسؔ کو یہُودیؔ صدرِ عدالت کے سامنے حاضر کِیا۔[۱] پولُسؔ نے صدرِ عدالت سے خطاب کرنے کی کوشش کی لیکن سردار کاہن کے ایک حُکم کے سبب سے کہ اُس کے مُنہ پر طمانچہ مارا جائے پولُسؔ کو فوراً ہی یقین ہو گیا کہ اُسے یہاں سے انصاف کی اُمید کم ہی رکھنی چاہیئے۔ چنانچہ اُس نے فریسؔی فرقے کے عظیم عقیدے کے ساتھ متفق ہونا ظاہر کِیا کہ مُردوں میں سے جی اُٹھنا دُرست ہے۔ یہ عقیدہ صدوقیوںؔ کے نزدیک مکرُوہ تھا لیکن اِس اقرار سے پولُسؔ نے اپنے فرقہ والوں یعنی فریسیوںؔ کی حمایت حاصل کر لی۔ صدر عدالت والے ایک دم آپس میں جھگڑا کرنے لگے۔ پلٹن کے سردار نے اِس خوف سے کہ پولُسؔ کے ٹکڑے ٹکڑے نہ کر دیئے جائیں اُسے دوبارہ قلعہ میں لے جا کر

---

[۱] اعمال ۲۲:۳۰

بند کر دیا۔ اگلے روز پَولُس کے بھانجے نے اُسے مار ڈالنے کی ایک گہری سازش کا انکشاف کِیا۔[۱] چنانچہ راتوں رات سردار نے پَولُس کو فوجی دستے کی نگرانی میں قیصریہ بھیج دیا۔

۲: قیصریہ میں قید رہنا

(اعمال ۲۳:۳۱-۲۵:۳۲)

۱۔ فیلکس کے سامنے جواب دہی

پَولُس کے دشمن اُس کا پیچھا چھوڑنے والے نہ تھے۔ پانچ دِن بعد سردار کاہن ترطُلس نامی ایک خوش بیان وکیل کو لے کر قیصریہ پہنچا تاکہ وہاں گورنر سے پَولُس کے قتل کا حُکم حاصل کر سکے۔ ترطُلس نے اپنا بیانِ استغاثہ فیلکس کی چاپلوسی اور پَولُس کو بُرا بھلا کہنے سے شرُوع کِیا۔ پَولُس نے مردانہ وقار کے ساتھ بغاوت کے الزام کو جھٹلایا لیکن یہ تسلیم کِیا کہ وہ قیامت پر اِیمان رکھتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ فیلکس، پَولُس کو بے گُناہ سمجھتا تھا لیکن اِس خیال سے کہ وہ یہُودیوں کو ناراض نہ کرے مقدمہ ملتوی کر دیا۔

۲۔ فیلکس کے سامنے پَولُس کے وعظ

فیلکس نے امیسا[۲] کے بادشاہ عزیزس کی بیوی دروسلہ سے شادی کر لی۔ وہ اگرپّا اوّل کی بیٹی تھی اور خالصتاً ہیرودیسی مزاج رکھتی تھی۔ فیلکس نے اپنی بیوی کے تجسُّس کو پورا کرنے کی خاطر پَولُس کو اپنے حضور وعظ کرنے کے لِئے طلب کِیا۔ پَولُس کی زندگی خطرے میں ہونے کے باوجود اُس نے فیلکس کے ضمیر کو جھنجھوڑا اور اُس مجرم جوڑے کے روبرو پرہیزگاری، راست بازی اور روزِ محشر کی آمد کا بیان پیش کِیا۔ چنانچہ فیلکس اپنے قیدی کے سامنے کانپنے لگا لیکن اُسے اُس وقت جانے دیا مگر اُسے بار بار بُلاتا رہا، اِس غرض سے نہیں کہ خوشخبری سُنے بلکہ اِس لِئے کہ پَولُس اُسے اپنی رہائی کے عوض کچھ رشوت دے۔

۳۔ فیستس کے سامنے جواب دہی

دو سال کے بعد فیلکس کو رومؔ میں اُس کے بُرے کاموں کی جواب طلبی کے لِئے بُلا لیا گیا اور وہ پَولُس کو قید ہی میں چھوڑ کر چلا گیا۔ اِس کے بعد فیستس اُس کی جگہ مقرّر ہُوا۔ یہُودیوں نے پَولُس کے مقدمہ کو دوبارہ شرُوع کِیا اور اُسے یروشلیم لانے کے لِئے شور مچایا۔ پَولُس نے اُن کے الزامات کا انکار کِیا اور یروشلیم جانے کے لِئے فیستس کا پیش کردہ خیال نہ مانا کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہاں جانا اپنے آپ کو شیر کے مُنہ میں دینے کے برابر ہے۔ لہٰذا اُس نے جواب دیا، ”مَیں قیصر کے ہاں اپیل کرتا ہُوں۔“[۳] فیستس نے اُسے جواب دیا کہ ”تُو قیصر ہی کے پاس جائے گا۔“[۴]

اِس واقعہ کے دو سال پہلے پَولُس نے کُرنتھُس میں ایک وسیع تبلیغی مشن کا ارادہ کِیا تھا کہ وہ رومؔ اور پھر وہاں سے اِسفانیہ جائے گا (رومیوں ۱۵:۲۳-۲۴)۔ لہٰذا ایک بار پھر لوگوں کی شرارت خُدا کے ارادے کی تکمیل میں مددگار ثابت

---

[۱] اعمال ۲۳:۱۶

[۲] امیسا جس کا جدید نام حامص ہے دریائے اورنٹیس پر واقع تھا۔ اُس کی اہمیت اور وسعت معلوم کرنے کے لِئے دیکھئے فلپ کے حتی، تاریخ شام، صفحہ ۲۴۸۔

[۳] اعمال ۲۵:۱۱

[۴] اعمال ۲۵:۱۲

نقشہ پَولُس رسُول کا یروشلِیم سے رومہ تک سفر

ہُوئی۔ گو یہ اُس طرح تو نہ ہُوا جیسا وہ منتظر تھا پھر بھی اب پَولُسؔ، رومؔ جانے والا تھا۔

۴۔ اگرِپّاؔ کے سامنے تقریر

پَولُسؔ کے مقدمہ نے فیستسؔ کو پریشان کر دیا کیونکہ پَولُسؔ کو قیصرؔ کے سامنے پیش کرنا ضرُوری تھا پھر بھی گورنر اُس کے خلاف کوئی خاص الزام پیش نہ کر سکا۔ یہُودیوںؔ کی شکائتیں صِرف یہُودیؔ رسم و رواج کے بارے میں تھیں جن سے وہ واقف نہ تھا۔ عین اُس موقع پر ہیردیسؔ اگرِپّا دوم نئے گورنر کو مبارک باد دینے کے لِئے قیصریہؔ آیا۔ اگرِپّاؔ اپنی بہن برنیکےؔ کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر کر رہا تھا جو اپنی بہن درُوسِلّہؔ کی طرح حسین، چالاک اور عیّاش تھی۔ اگرِپّاؔ نے یہُودیؔ ہونے کے باعث اِس مقدمہ میں دِلچسپی کا اظہار کِیا۔ چنانچہ پَولُسؔ کو اُس کے سامنے بیان دینے کے لِئے طلب کِیا گیا۔ اِس نوعیت کے سامعین کے سامنے پَولُسؔ کو بولنے کا کبھی موقع نہ مِلا تھا۔ وہاں ایک رومیؔ گورنر، دو کینہ پرور ہیرودیسی یعنی اگرِپّاؔ اور اُس کی اہلیہ برنیکےؔ جو اُس کی حقیقی بہن تھی۔ علاوہ ازیں رومیؔ دارالحکُومت قیصریہؔ کے اہم فوجی اور شہری افسران بھی حاضر تھے۔ یہاں ایک بار پھر پَولُسؔ نے اپنی مسیحیوں کو ستانے کی روداد اور اپنے قبولِ مسیح کے حقائق کو دہرایا۔ پَولُسؔ کی اِس تقریر کا نشانہ یہُودیؔ اگرِپّاؔ تھا۔ اُس کا بُنیادی مقصد یہ تھا کہ ظاہر کِیا جائے کہ خوشخبری خُدا کی طرف سے ہے اور یہُودیؔ صحائف کے عین مطابق ہے لیکن بُت پرست فیستسؔ بدتمیزی سے پَولُسؔ کے بیان میں مداخلت کرتے ہُوئے بولا، ''بہت علم نے تُجھے دیوانہ کر دیا ہے۔'' لیکن مہذّب اگرِپّاؔ نے مسیحی بننے کے متعلق ایک طنزیہ فقرہ کسا۔[۱] خوش خلق پَولُسؔ نے اپنے بیان کو ایک دِلکش خواہش کے ساتھ ختم کِیا۔ اُس کی سمجھ کے مطابق تخت و تاج، شان و شوکت سب کچھ بے معنی تھا۔ اُس نے کہا کاش اگرِپّاؔ اور سب حاضرین میری مانند ہو جائیں۔ پھر اُس کی نظر اپنے بندھے ہُوئے ہاتھوں پر پڑی جنہیں دیکھتے ہُوئے اُس نے کہا، ''سوا اِن زنجیروں کے۔''[۲] دُنیا کے یہ بے حِس لوگ اِنجیل کی قدرت کا مقابلہ تو کر سکتے تھے لیکن وہ پَولُسؔ کی معصومیّت اور دلیری کا احترام کرنے سے باز نہیں رہ سکتے تھے۔ اُن کا فیصلہ تھا، ''اگر یہ آدمی قیصرؔ کے ہاں اپیل نہ کرتا تو چھوٹ سکتا تھا۔''[۳]

۳: رومؔ کا بحری سفر

(اعمال ۲۷:۱-۲۸:۱۵)

۱۔ جہاز اور پَولُسؔ کے ہمسفر

پَولُسؔ، قیصریہؔ سے ۶۰ء کے موسم گرما کے آخری حِصّہ میں اَدرَمُتّیمؔ کے ایک بحری جہاز پر سوار ہُوا جو کنارے کی بندر گاہوں پر جانے کو تھا۔ اُس کے ساتھ اُس کے دو ثابت قدم دوست بھی تھے۔ اُس دو سال کے دَوران جب سے پَولُسؔ، فِلپّیؔ سے روانہ ہُوا تو معلوم ہوتا ہے کہ لُوقاؔ یا تو اُس کے ساتھ یا کہیں اُس کے قریب ہی رہا۔ یہ امکان ہے کہ لُوقاؔ نے اپنی اِنجیل اِسی عرصہ میں لِکھی ہو جب

---

۱ اعمال ۲۶:۲۴-۲۸

۲ اعمال ۲۶:۲۹

۳ اعمال ۲۶:۳۲

پَولُسؔ قیصریّہؔ میں قید تھا۔ اَرِسترخُسؔ بھی پَولُسؔ کے ساتھ قیدی کی حیثیت سے اُس کا ہمسفر تھا (اعمال ۲۹:۱۹، ۴:۲۰، ۲:۲۷، کُلسّیوں ۱۰:۴)۔ لیکن اَرِسترخُسؔ کے بارے میں یہ بتایا نہیں گیا کہ کِس الزام کے تحت وہ قیدی بنا۔ علاوہ ازیں جہاز پر اَور قیدی بھی سوار تھے جو سب کے سب یولیسؔ نامی صوبیدار کی نگرانی میں تھے۔

۲- بذریعہ جہاز مُورہؔ تک سفر

فینیکےؔ کے ساحل کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہُوئے جہاز صیداؔ تک پہنچا جہاں صوبیدار نے مہربانی سے پَولُسؔ کو اُترنے کی اجازت دی تاکہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ مِل کر تازہ دم ہو سکے۔ اگر صیداؔ سے اَدرمُتّیمؔ کا سیدھا راستہ اختیار کِیا جاتا تو کُپرسؔ دائیں طرف رہ جاتا لیکن وہ مخالف ہَواؤں کے باعث کُپرسؔ اور براعظم کے درمیان ہو کر چلتے گئے۔ مُورہؔ نامی شہر میں جو ایشیائے کوچک کے جنوب مغربی ساحل پر تھا اُنہیں سکندریّہؔ کا رومہؔ کو گندم لے جانے والا ایک جہاز مِلا اور وہ اُس پر سوار ہو کر شاہی شہر کی طرف چل پڑے۔

۳- زبردست طُوفان

اُنہوں نے مخالف ہَواؤں کے خلاف ساحل کے ساتھ ساتھ کِنِدُسؔ تک سفر کِیا۔ پھر عین جنوب کی طرف مڑ کر اُنہوں نے طویل جزیرہ کریتےؔ کی آڑ لی۔ اُس جزیرہ کے جنوبی ساحل کے قریباً وسط میں وہ حسینؔ بندر نامی ایک مقام پر پہنچے۔ موسم تبدیل ہونے کو تھا اِس لِئے پَولُسؔ نے ہدایت کی کہ سفر ملتوی کر دیا جائے لیکن جہاز کے ناخدا کے مشورے پر وہ آگے بڑھے اور تُند ہَوا میں پھنس گئے جو شمال مشرق کی طرف سے چل رہی تھی۔ وہ ہَوا اُنہیں چودہ دِن تک بے بسی کے عالم میں آگے سے آگے دھکیلتی رہی۔ سوائے پَولُسؔ کے سب لوگ اُمید کھو بیٹھے تھے۔ خُدا نے رات کو رویا میں پَولُسؔ کو یقین دلایا کہ جہاز تو تباہ ہو جائے گا لیکن تمام مسافر بچ جائیں گے۔ پس مِلیتےؔ (مالٹا) کے جزیرہ میں بالکل ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ جہاز ساحل سے دُور ڈھلان پر ٹِک گیا اور دو سَو چھہتّر مسافر یا تو تیر کر یا تباہ شدہ جہاز کے تختوں کا سہارا لے کر خشکی تک پہنچے۔

۴- مِلیتےؔ میں سردی کا موسم گزارنا

یہاں کے باشندے اُن سے انتہائی شفقت سے پیش آئے اور اُن ٹھٹھرے ہُوئے بحری مسافروں کو سردی سے بچانے کے لِئے آگ جلائی۔ قید ہونے کے باوجود پَولُسؔ جس کی ہدایت حیران کن طور پر جہاز کی فضا میں موثر ثابت ہُوئی اب خشکی پر پہنچ کر بھی لوگوں کی مدد کرنے لگا۔ مثلاً وہ الاؤ کے لِئے ایندھن جمع کرنے سے بھی باز نہ رہا اور اُس نے گورنر پبلیُسؔ کے باپ اور بہت سے دیگر بیماروں کو جو اُس کے پاس لائے گئے شفا بخشی۔ اُس کی اِسی خدمت کے باعث موسمِ بہار میں پَولُسؔ اور اُس کے ساتھیوں کے روانہ ہونے کے وقت جزیرے کے باشندوں نے جہاز کو ضرُورت کی چیزوں سے بھر دیا۔

۵- بحری سفر کی تکمیل

اِسکندریّہؔ سے گندم لے جانے والے ایک دُوسرے جہاز پر سوار ہو کر جو سردی کے موسم کی وجہ سے بندر گاہ پر رکا رہا تھا وہ روانہ ہُوئے اور سُرکُوسہؔ کے شہر میں پہنچے اور پھر ریگیمؔ میں آئے اور آخر کار وہ نیپلز میں پُتیُلیؔ کی بندر گاہ پر

لنگر انداز ہوئے۔ پُتیُلیؔ، اِسکندریہؔ کے تجارتی جہازوں کے لِئے آخری مغربی بندر گاہوں میں سے ایک تھی اور دُوسری بندر گاہ دریائے ٹائبرؔ کے دہانے پر اوستیاؔ تھی۔ یہاں پَولُسؔ کو شاگرد مِلے اور یہاں سے وہ ''شاہراہوں کی مَلِکہ'' یعنی اُپّیُسؔ کے راستے سے رومؔ پہنچے۔ رومؔ میں بھائیوں کو اُس کی آمد کی جلد ہی خبر مِل گئی اور وہ اُس کے استقبال کے لِئے اُپّیُسؔ کے چوک اور تین سرای تک آئے۔ گو پَولُسؔ قیدی تھا پھر بھی وہ رومؔ میں فتح مندانہ جلوس کے ساتھ داخل ہُوا۔

۴: رومؔ میں دو سال قید رہنا

(اعمال ۲۸:۱۶-۳۱)

ا- یہُودیوںؔ کے ساتھ پَولُسؔ کی ملاقات

گو پَولُسؔ غیر قوموں کا رسُول بننے کے لِئے بُلایا گیا تھا، پھر بھی اُس کا پہلا پیغام باقاعدہ طور پر اپنے یہُودیؔ بھائیوں کے لِئے تھا۔ اِس لِئے اُس نے فوراً اُن سرکردہ یہُودیوںؔ کو بُلا بھیجا جن کی تعداد اِس شہر میں ہزاروں تک ہو گی۔ اُس نے اپنی دُوسری ملاقات میں جو صُبح سے شام تک جاری رہی سامعین کے سامنے خُدا کی بادشاہت کے اصول پیش کِئے۔ اِس کا نتیجہ دُوسری جگہوں کی طرح ہی نکلا کہ بعض اِیمان لے آئے لیکن اکثریت نے مسیح کا انکار کر دیا۔ پھر حسبِ معمول پَولُسؔ غیر قوموں کی طرف متوجہ ہُوا۔

۲- رومؔ سے پَولُسؔ کے خطوط

اِس پہلی رومیؔ قید کے دَوران پَولُسؔ رسُول نے کم از کم چار خطوط لِکھے اور وہ یہ ہیں:

ا- اِفسیوںؔ کے نام، کُلُسّیوںؔ کے نام اور فِلیمونؔ کے نام۔ اِن کے حق میں ثبوت یہ ہیں: (۱) اِفسیوںؔ اور کُلُسّیوںؔ کے نام خطوط تُخِکُسؔ کے ہاتھ بھیجے گئے (اِفسیوں ۶:۲۱-۲۲، کُلُسّیوں ۴:۷-۸)۔ (۲) فِلیمونؔ کے نام خط اُنیسِمُسؔ کے ہاتھ بھیجا گیا (فِلیمون ۱۰-۱۲)۔ (۳) اِن دونوں نے مِل کر سفر کِیا (کُلُسّیوں ۴:۷-۹)۔ (۴) پَولُسؔ قیدی تھا (اِفسیوں ۳:۱)۔ (۵) اُس کی طویل قید صِرف قیصریہؔ اور رومؔ میں ہی تھی۔ اُس وقت وہ رومؔ جا رہا تھا لیکن اب وہ رہائی کی اُمید میں فِلیمونؔ سے مِلنے کا خواہش مند تھا (فِلیمون آیت ۲۲)۔

ب- فِلپّیوںؔ کے نام۔ قیصریؔ سپاہیوں کی پلٹن کی جانب اُس کا اشارہ ظاہر کرتا ہے کہ اُس نے یہ خط رومؔ ہی سے لِکھا تھا (فِلپّیوں ۱:۱۳)۔

ج- عِبرانیوں کے نام۔ عِبرانیوں کے نام خط کے مصنّف کے متعلق شک موجود ہے۔ اگر یہ پَولُسؔ نے لِکھا ہے تو یہ خط بھی اِسی دَور میں لِکھا گیا ہو گا۔

۳- رومؔ میں پَولُسؔ کا تبلیغی کام

رومؔ میں پَولُسؔ کو قید میں نہیں رکھا گیا تھا بلکہ وہ اپنے کِرایہ کے مکان میں رہتا تھا اور جو بھی اُس کے پاس آتے اُن سب کا استقبال کرتا تھا۔ لیکن اِس کے باوجود وہ دِن رات ہتھکڑی کے ذریعے ایک سپاہی کے ساتھ بندھا رہتا تھا۔ لیکن وہ زنجیریں اُس خواہش کو جو پَولُسؔ کے دِل میں جیسے مسیح کے اپنے دِل میں تھی کہ لوگوں کی بہتری کی جائے روک نہیں سکتی تھیں۔ اِس زمانے کے لِکھے ہُوئے خطوط اُس کی پھل دار محنت کے اشاروں سے بھر پُور ہیں۔ اُس کی زنجیریں خوشخبری کی ترقی کا باعث ثابت ہُوئیں (فِلپّیوں ۱:۱۲)۔ قیصرؔ کے گھر والوں میں بھی لوگ تھے

جنہوں نے مسیح کو قبول کِیا (فلپیوں ۱:۱۳)۔ اُن میں بہت سے ایسے ہوں گے جو یکے بعد دیگرے محافظ کی حیثیت سے پولُس کے ساتھ اِسی زنجیر میں بندھے ہُوئے ہوں گے۔ یہاں ہم اُس کے ایسے ہم خیال کارندوں کے ایک جانثار گروہ کی بھی جھلک پاتے ہیں جو اُس کے گرد جمع رہتے تھے۔ اُن کے ذریعے پولُس اپنی کوشش کئی گنا زیادہ کر سکتا تھا۔ اُن میں تیمُتھِیُس، لُوقا، اِرسترخُس، اپفراس اور مرقس جو ابتدائی ایاّم میں ''کام پر نہ گیا تھا'' شامل تھے۔ اِس منزل پر لُوقا کا بیان اچانک ختم ہو جاتا ہے جبکہ پولُس دُنیا کے عظیم دارالحکُومت میں وسیع اور مستحکم طریقہ سے خوشخبری پھیلا رہا ہے جہاں سے وہ مملکت کے دُور دراز علاقوں تک پہنچ سکے گی۔

پانچواں باب

رسُولوں کے عہد کے آخری حِصّہ کی تارِیخ

۱: پَولُسؔ کے سوانحِ حیات کا آخری حِصّہ

۱- اُس کی رہائی اور بعد کی تاریخ

پَولُسؔ کی پہلی رومؔی قید سے رہائی کے بارے میں اُس کی اپنی پُر اُمید توقعات اشارہ کرتی ہیں (فِلپّیوں ۱:۲۵-۲۶، ۲:۲۴، فِلیمون آیت ۲۳)۔ اِس کی تصدیق اُن سفروں، واقعات اور اشاروں سے ہوتی ہے جو اُس کی سوانحِ حیات کے پیش کردہ حِصّوں سے متعلق نہیں ہیں۔ اِس کے علاوہ ایک عالمگیر روایت بھی موجود ہے جس کے مطابق اُس کی رہائی ہُوئی۔ ہم ۱-تیمُتھِیُس اور طِطُس کے مطالعے سے معلوم کرتے ہیں کہ وہ ایک بار پھر اِفسسؔ میں گیا اور اُس نے کریتےؔ کا دَورہ بھی کِیا اور مکدُنیہؔ و یُونانؔ کا بھی ایک اَور دَورہ کِیا۔ اِس عرصہ میں اُس نے تیمُتھِیُسؔ کے نام پہلا خط اور طِطُسؔ کے نام خط لِکھا۔

۲-پَولُسؔ کا آخری مرتبہ قید ہونا اور شہادت

پَولُسؔ کو ۶۳ء میں رہا کر دیا گیا۔ اِس کے اگلے سال رومؔ میں ہولناک آگ لگی۔ شہنشاہ نیرؔو نے عوام کی توجہ اپنی طرف سے ہٹانے کے لِئے مسیحیوں کو اُس آتشزدگی کا ملزم ٹھہرایا۔ یُوں پہلی دفعہ شہنشاہ کی طرف سے ایذا دہی کا آغاز ہُوا۔ پَولُسؔ نے جو رومؔ سے کچھ فاصلہ پر تھا اپنا کام جاری رکھا لیکن آخرِ کار وہ بھی پکڑا گیا اور رومؔ واپس لایا گیا۔ عین ممکن ہے کہ اُس کے خلاف آتش زنی پر اُکسانے کا الزام لگایا گیا ہو۔ اُس کا دُوسری دفعہ قید کِیا جانا پہلی دفعہ کے مقابلہ میں کہیں زیادہ سخت تھا۔ جلد واقع ہونے والی شہادت کی توقع رکھتے ہُوئے قید خانہ سے اُس نے اپنا آخری خط یعنی تیمُتھِیُسؔ کے نام دُوسرا خط لِکھا۔ اِس مرتبہ سب سے زیادہ دُکھ کا باعث اُن پرانے دوستوں کی غیر موجودگی تھی جن میں سے چند ایک نے اُسے چھوڑ دیا تھا۔ لُوقاؔ اُس کے ساتھ آخری دم تک رہا۔ کلامِ مُقدّس میں روشنی کی آخری کرن جو اِس عُمر رسیدہ رسُول پر پڑتی ہے وہ دُوسرے تیمُتھِیُس کے آخری باب میں ہے لیکن ایک مستند روایت کے مطابق اُس پر موت کی سزا کا حُکم صادر ہُوا اور اُس نے تقریباً ۶۸ء میں جامِ شہادت نوش کِیا۔ پَولُسؔ کی رومؔی شہریّت نے اُسے موت کے اُن طریقوں سے بچایا جو اکثر اوقات عیسائیوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لِئے اِستعمال کئے جاتے تھے اور جن سے موت آہستہ آہستہ واقع ہوتی تھی۔ بہت ممکن ہے کہ رومؔ کی دیواروں سے باہر ہی اُس کا سر قلم کِیا گیا ہو۔ یُوں غیر قوموں کا یہ رسُول اپنے انجام کو پہنچا۔ اُس کی زندگی اور تحریریں وہ بیش قیمت اور انمول ورثہ ہیں جو کِسی اِنسان نے کبھی آئندہ نسلوں کے لِئے نہیں چھوڑا۔

۲: دُوسرے رسُولوں کے سوانحِ حیات کا آخری حِصّہ

۱- پطرسؔ کی آخری جھلک

اعمال کی کِتاب میں پطرسؔ کا آخری ذکر یروؔشلیم میں کلیِسیا کے ارکانِ مجلس کے بیان میں پایا جاتا ہے (اعمال ۱۵:۷-۱۱)۔ پوُلسؔ، گلتیوںؔ کے نام خط میں جو اُس واقعہ کے تقریباً چھ سال بعد لِکھا گیا انطاکیہؔ میں پطرسؔ کی ریاکاری کا ذکر کرتا ہے (گلتیوں ۲:۹-۱۴)۔ ممکن ہے کہ یہ واقعہ اُس مجلس کے فوراً بعد اور پوُلسؔ کے دُوسرے تبلیغی دَورے سے پہلے پیش آیا ہو۔ نئے عہدنامہ میں پطرسؔ کے متعلق یہ آخری تاریخی اشارہ ہے لیکن اُس کے دو خط ہم تک پہنچے ہیں۔ پہلا بابلؔ سے لِکھا گیا جو شاید روؔم کے لِئے تمثیلی نام تھا اور یہ خط ایشیّائے کوچک کے مسیِحیوں کے نام ہے (۱-پطرس ۱:۱، ۵:۱۳)۔ سیلاسؔ اور مرقسؔ کے بارے میں ذکر سے یہ امکان ہے کہ یہ خط پوُلسؔ کی پہلی اور دُوسری رومؔی قید کے درمیانی وقفے میں لِکھا گیا ہو۔ دُوسرے خط سے پطرسؔ کی پوُلسؔ کے خطوط سے واقفیت ظاہر ہوتی ہے (۲-پطرس ۳:۱۵-۱۶) اور یہاں پطرسؔ کی شہادت کی توقع بھی ظاہر ہوتی ہے (۲-پطرس ۱:۱۳-۱۵، یوُحنّا ۲۱:۱۸-۱۹)۔ مسیِحیت کے ابتدائی زمانوں کے مصنفین کے مطابق یہ توقع پوُلسؔ کی موت کے بعد جلد ہی رومؔ میں پوری ہو گئی۔ پطرسؔ کو رومؔی شہریّت کے حقوق حاصل نہ تھے اِس لِئے اُس نے اپنے آقا کی مانند صلیبی موت برداشت کی۔ اگر روایت قابلِ بھروسہ ہے تو کہتے ہیں کہ اُس نے کہا کہ میں اِس لائق نہیں کہ مُجھے میرے آقا کی مانند صلیب پر چڑھایا جائے اِس لِئے اُس نے سر کے بل مصلُوب ہونے کی درخواست کی۔

۲- یوُحنّاؔ کی سوانحِ حیات کا آخری حِصّہ

یوُحنّاؔ کا ذکر اعمال کی کِتاب کی تاریخ میں جلد ہی ختم ہو جاتا ہے اور اُس کا ذکر آخری دفعہ سامریہؔ میں فِلپّسؔ کے کام کے سلسلہ میں آتا ہے (اعمال ۸:۱۴، ۲۵)۔ اعمال کی کِتاب میں یروؔشلیم کی کلیِسیا کے ارکانِ مجلس کے بیان میں اُس کا ذکر نہیں ہے (اعمال باب ۱۵)۔ لیکن پوُلسؔ (گلتیوں ۲:۹ میں) اُس مجلس کے متعلق اُس کا ذکر کرتا ہے۔ حالانکہ یوُحنّاؔ کا ذکر تبلیغی کام میں نمایاں حیثیت نہیں رکھتا پھر بھی اُس کی تصنیفات پوُلسؔ کی تصنیفات کے علاوہ دُوسرے رسُولوں کے مقابلہ میں اہم ترین ہیں۔ چوتھی اِنجیل، تین خط اور مُکاشفہ کی کِتاب اُسی کے قلم کا نتیجہ ہیں۔ اغلب ہے کہ یوُحنّاؔ کے آخری ایّام ایشیّائے کوچک میں گزرے ہوں اور اُس نے افسسؔ کو اپنی خدمت کا مرکز بنایا ہو۔ وہ پتمُسؔ کے جزیرے میں ایک سال تک مُلک بدر رہا (مُکاشفہ ۱:۹) جہاں اُس نے مُکاشفہ کی کِتاب قلم بند کی۔ وہ تراجنؔ کے عہدِ حکومت (۹۸ء - ۱۱۷ء) تک زندہ رہا۔ اُس نے پہلی صدی کے خاتمہ کے قریب وفات پائی اور شاید یہی ایک واحد رسُول تھا جس نے اپنے اِیمان پر اپنے خُون کی مہر ثبت نہ کی۔

۳- دُوسرے رسُول اور نتیجہ

جیسا کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں (اعمال ۱۲:۱-۲) یوُحنّاؔ کا بھائی یعقُوبؔ شرُوع ہی میں شہید ہو گیا تھا۔ یہ واضح

نہیں کہ نئے عہدنامہ میں دیگر رسُولوں کے بارے میں تفصیلاً ذکر ہے کہ نہیں۔ مثلاً باقی کے دو خطوط یعنی یعقُوب اور یہُوداہ کے عام خط۔ اِن خطوط کے مصنفین کی شناخت اب تک زیرِ بحث ہے۔ لیکن زیادہ تر رائے یسُوؔع کے بھائیوں کے حق میں ہے۔ روائیت کے مطابق معلوم ہوتا ہے کہ مختلف ممالک میں بشارتی کام کے لِئے کون سا رسُول کِس مُلک میں مصرُوف رہا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سوائے یُوحنّا رسُول کے سب اِسی کوشش میں شہید ہُوئے۔

تمام رسُولوں کی آخری خدمات پر جن میں سب سے مشہور رسُول بھی شامل ہے ایک معنی خیز گمنامی کا پردہ پڑا ہے۔ رسُولوں کے عہد کی تاریخ میں شخصی عنصر کو کم اہمیت دی گئی ہے۔ حالانکہ آدمی کی شخصیت کِسی حد تک دِلچسپی کا مرکز ہے پھر بھی اصلی مرکز وہ کام ہے جو وسیع تر ہونے والے دائرے کی شکل میں پھیل رہا تھا۔ اِس کے برعکس حیاتِ مسیح کی تاریخ میں شخصی عنصر کو انتہا تک اہمیت دی گئی ہے۔ ایک شخص ہی دِلچسپی کا اصلی مرکز ہے۔ مسیح خود ہمیشہ اپنے کِسی کام یا کلام سے اہم تر ہے اور اُس کے اِس جہان سے اُٹھائے جانے پر گمنامی کا کوئی پردہ رہنے نہیں دیا گیا۔ وہ محراب کے ڈاٹ کی حیثیت رکھتا ہے جو نہ صِرف اناجیل اور نئے عہدنامہ میں بلکہ تمام بائبل مُقدّس میں موجود ہے۔ اُس کے بغیر تانا بانا دونوں ہی تباہ ہوتے ہیں لیکن اُس کے ساتھ سب کچھ بیش بہا اور پائدار حسن کے ساتھ محفوظ ہے۔